آفتابِ ظہورِ مہدیؑ

نام کتاب — آفتاب ظہور مہدی ع

مولف — مولانا سید علی حسن اختر صاحب امروہوی

کتابت — جعفر زیدی

مطبوعہ — اے۔ بی۔ سی آفسٹ پریس دہلی

سنہ طباعت — جنوری ۱۹۹۹ء

ناشر — عباس بک ایجنسی رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ۳

تعداد — ایک ہزار ۱۰۰۰

ہدیہ — تیس روپیہ ۳۰/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امدادی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
۱	قرآن کریم	۱۶	تحف العقول
۲	مہدی منتقم	۱۷	انقلابی بزرگ
۳	بحار الانوار جلد سوم	۱۸	اختصاص شیخ مفیدؒ
۴	" " ہفتم	۱۹	مطالب السؤل کمال الدین
۵	" " نہم	۲۰	جامع الاخبار
۶	" " یازدہم	۲۱	ینابیع المودۃ
۷	" " سیزدہم	۲۲	قاموس مقدس
۸	" " ہفتدہم	۲۳	المہدی ۔ علامہ صدر الدین
۹	" " بستم	۲۴	صحیح بخاری
۱۰	" " بست و سوم	۲۵	صحیح مسلم
۱۱	مہدی منتظر	۲۶	صحیح ابی داؤد
۱۲	ارشاد شیخ مفیدؒ	۲۷	اسعاف الراغبین
۱۳	قیام مہدی	۲۸	منتخب الاثر
۱۴	کافی "کلینیؒ"	۲۹	طلوع آفتاب مہدی
۱۵	اثبات الہداۃ		

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُقدّمہ

بے شمار ولامتناہی حمد وثنا اس خالقِ یکتا ویگانہ کی جس نے آتش کو گلزار اور عصا کو بزرگ مار بنایا۔ سنگ ریزوں سے کلمہ پڑھوایا۔ عرب کے وحشی بہائم صفت بدّؤں کو اپنا ولیٔ برحق نبیٔ رحمت بھیج کر لباسِ انسانیت پہنایا۔ اور ہزاروں درود وسلام اس محسنِ انسانیت، آفتابِ رسالت اور اس کے چاند ستاروں پر جس نے بقائے انسانیت کا تاقیامِ قیامت انتظام فرمایا اور ہر دَور میں اس کے ایک منوّر ستارہ نے بھیانک تاریکیوں میں راستہ دکھایا۔ یہ اس کا کرم ہے کہ آج بھی ہمارا ہادی ہمارا مہدیؑ ہماری رہبری پسِ پردہ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے، ایمان والو گھبرانا نہیں۔ اُس طرف سے بس اشارہ کی دیر ہے، آنے ہی والا ہوں۔ ذرا آواز پر کان لگائے رہنا۔ میں بھی تیّاری کر رہا ہوں تم بھی تیّاری کرو۔ میں نے سوچا میں کیا تیّاری کروں۔ مجھ جیسا بے بضاعت، کم استطاعت اُس منتظرِ عالم حجّتہ اللہ الاعظم کے حضور کیا چیز پیش کرے کہ وہ ہادیٔ برحق دیکھ کر کہے کہ ہاں کچھ کرنے کی کوشش کی تو ہے۔ سوچا کہ کچھ تحریری ثبوت لے چلو، چنانچہ سب سے پہلے حدیثِ کساء کا منظوم ترجمہ جو بارہ ہزار چھپ کر اب تک تقسیم ہو چکا ہے۔ پھر اپنے ذہین باذوق طلباء اور طالبات کے لیے مجلس کی دو کتابیں "فاطمہؑ کا چاند"۔ "ذکرِ معصومؑ" لکھیں اس کے بعد "خطباتِ راشدہ" جس میں سات اہم خطبات کا منظوم ترجمہ کیا، پیش کی۔ بعدہٗ "خروجِ مختار"۔ "طبّ الصّادق" کا ترجمہ کیا دل نے بار بار کہا کہ اپنے مقدس عالم

کی کتاب "حدلیقتہ الشیعہ" کا ترجمہ کر شاید آقا پسند فرمالیں۔ الحمد للہ کہ بارگاہِ ائمہؑ میں یہ ترجمہ بنام "انوارِ امامت" ایسا مقبول ہوا کہ ایک ماہ کے اندر دوسرا ایڈیشن چھپا۔ مختلف مقامات سے خطوط آئے کہ ہم وصیّت کریں گے کہ اس کتاب کو ہماری قبر میں رکھا جائے۔ ایک محسنِ قوم حق آگاہ مخیّر اہلِ دل نے تقریباً ایک ہزار کتابیں "محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی" سے خرید کر ثواباً تقسیم فرمائیں۔ جزاکَ اللہ! حتّٰی کہ لسان القوم اخبار "رضا کار" سے بھی خاموش نہ رہا گیا اور اپنے اخبار میں "طبّ الصّادق"، "انوارِ امامت" کی افادیت کا تذکرہ فرما کر اپنے جذبۂ ایمانی کا ثبوت دیا۔ اب کیونکہ سفر کی آخری منزل صرف ایک ہی قدم رہ گئی ہے۔ سوچا شوقِ قدمبوسی میں آقا کا تذکرہ کچھ مختصراً اور ہو جائے۔ لہٰذا "بحار الانوار" جلد سیزدہم سے جو از اوّل تا آخر امامِ زمانہ کے حالات پر مشتمل ہے کچھ لکھنا شروع کیا میرے خویش سیّد علی احمد سلمہٗ طباطبائی تہران سے میرے واسطے ایک کتاب بنام (طلوعِ آفتابِ مہدیؑ) لے آئے جس کو دیکھ کر انتہائی مسرّت ہوئی اور تائیدِ غیبی سمجھ کر لکھنا شروع کیا۔ بحمداللہ یہ کتاب بنام (آفتابِ ظہورِ مہدیؑ) ایسی پیش کی جا رہی ہے جس میں امامِ زمانہ کے حالات و واقعات کے ہر گوشہ اور پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے اور موجودہ زمانہ کے روشن خیال اعتراض پسند سائنسدان حضرات کے ہر اعتراض کے مسکت جواب سے مذہبِ حقّہ کی حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ علاماتِ ظہورِ امامؑ عالی مقام کے متعلّق اس کتاب میں جو احادیث بطور پیشگوئی بیان کی گئی ہیں ان میں اکثر تو ظاہر ہو چکی ہیں، بعض کا آغاز ہو گیا ہے جس سے طالبانِ زیارت کو اپنی قربِ منزل کا اندازہ ہو سکے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ اس مدلّل بیان سے مومنین نہ صرف محظوظ بلکہ قریب ترین آنیوالے وقت کے لیے ابھی سے تیّاری فرما دیں گے۔

آخر میں یہ بندہ خاکسار قارئینِ کبار سے بصد عجز مستدعی ہے کہ میرے والدین اور مرحوم فرزند حسن اختر پر ایک سورۂ فاتحہ کا ثواب براہِ کرم بخش کر احسانِ عظیم فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔ اور بڑی ناانصافی ہوگی اگر ہم "محفوظ بک ایجنسی" کے مہتمم کا شکریہ نہ ادا کریں اسکی طباعت و اشاعت کے سلسلہ میں اکثر در اور بشیر گھر دیکھے مگر آخر میں یہ کہنا پڑا کہ ؏

"بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری"

ان کی دیانت، صداقت، شرافت خوش معاملگی و خوش اخلاقی قابلِ صد ستائش اور مولا کی عنایت ہے۔

(جزاہ اللہ)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

امامِ آخر الزمان حضرت قائم عجل اللہ فرجہ کی پیدائش کے واقعات

اور

آپکی والدہ ماجدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے مختصر حالاتِ زندگی

سنہ ۲۵۵ھ

کلینی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "کافی" میں آپ کی تاریخِ ولادت پندرہ شعبان تحریر فرمائی ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب اکمال الدین میں تحریر فرمایا ہے کہ جب والدہ قائم علیہ السّلام حاملہ ہوئیں تو امام حسن عسکری علیہ السّلام نے اپنی زوجہ سے فرمایا تم سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمدؐ ہوگا اور میرے بعد وہ قائم رہے گا۔ یہ سن کر حکیمہ (دختر محمد بن علیؑ) ہمشیرہ امام علی نقیؑ علیہ السّلام نے امام حسن عسکریؑ سے سوال کیا اس فرزندِ ارجمند کی والدہ ماجدہ کا نام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "نرجس"۔ جنابِ حکیمہ کچھ دیر خاموش رہیں پھر فرمایا فدایت شوم، نرجس خاتون میں تو میں کوئی آثارِ حمل نہیں پاتی۔ امامؑ نے فرمایا میں نے جو کچھ کہا وہ حقیقت ہے۔ حکیمہ سلام کر کے بیٹھ گئیں۔ اتنے میں نرجس خاتون آئیں اور کہا اے سیّدہ میرا آپ پر سلام ہو، جناب حکیمہ نے فرمایا نہیں سیّدہ تم ہو کیونکہ تم سے ایک ایسا فرزند پیدا ہونے والا ہے جو دنیا و آخرت پر بزرگ تر ہے۔ نرجس خاتون شرمائی ہوئی ایک طرف بیٹھ گئیں۔ بعد فراغت مغربین اور بعد افطار میں بھی سو گئی۔ پھر نصف شب میں بیدار ہوئی مگر کوئی آثارِ ولادت نظر نہ آئے۔ میں صبح کی نماز سے فارغ ہوئی تو دیکھا نرجس خاتون بھی مصروفِ نماز ہیں۔ میرے دل میں کچھ شک سا ہوا کہ امام نے آواز دی اے عمّہ جلدی نہ

فرمائیے وقت قریب تر ہے۔ میں نے سورہ الٓمٓ سجدہ اور سورہ یٰسٓ پڑھنا شروع کیا اور نرجس خاتون سے پوچھا کچھ آثار پاتی ہو۔ کہا ہاں۔ میں نے کہا مبارک ہو۔ یہ وہی آثار ہیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا تھا۔ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ولادت ہوئی میں نے فوراً چادر اٹھا کر دیکھا۔ بچّہ ساتوں اعضا کے ساتھ سجدہ میں تھا میں نے اٹھا کر سینہ سے لگایا۔ بچّہ ہر آلودگی سے صاف و پاک تھا۔ پھر امام نے آواز دی۔ عمّہ بچّہ کو میرے پاس لے آئیے۔ امامؑ نے بچّہ کو آغوش میں لیا اپنی زبان اس کے منہ میں دے دی اور چشم و گوش و پیشانی پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔ بیٹا کچھ بولو۔ مولود نے بآوازِ بلند و فصیح کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ اس کے بعد درود نام بنام از امیر المومنینؑ تا امام حسن عسکریؑ بھیجا۔ امام نے فرمایا ان کو ان کی والدہ کے پاس لے جاؤ تاکہ ان کو سلام کریں۔ میں بچّہ کو ماں کے پاس لے گئی۔ بچّہ نے اپنی والدہ نرجس خاتون کو سلام کیا۔ امام علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا کہ اب ساتویں روز میرے پاس ان کو لانا۔ جب میں صبح کو گئی تو میں نے دیکھا بچّہ نہیں ہے۔ میں نے حیران ہو کر امامؑ سے کہا ہمارا سید کہاں ہے۔ امامؑ نے فرمایا میں نے اس کے سپرد کر دیا جس کے سپرد مادرِ موسیٰؑ نے موسیٰؑ کو کیا تھا۔ جناب حکیمہ فرماتی ہیں کہ میں ساتویں روز پہونچی امامؑ نے فرمایا عمّہ میرے بچّہ کو مجھے لاکر دے دو میں نے بچّہ کو لاکر دیا امامؑ نے اپنی زبان بچّہ کے دہن میں دی گویا اس کو دودھ اور شہد سے سیر فرما رہے ہیں۔ پھر فرمایا۔ بیٹے کچھ باتیں کرو۔ بچّہ نے پھر کلمہ پڑھا اور محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر درود بھیجا اور یہ آیتہ تلاوت فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَھُمْ اَئِمَّۃً وَّنَجْعَلَھُمُ الْوَارِثِیْنَ o وَنُمَکِّنَ لَھُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَھَامٰنَ وَجُنُوْدَھُمَا مِنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ o (سورۂ قصص آیتہ ۵-۶)

ترجمہ: "اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ روئے زمین میں کمزور کر دیے گئے ہیں اُن پر احسان کریں اور اُن ہی کو لوگوں کا پیشوا بنائیں (امام بنائیں) اور اُنہی کو زمین کا مالک بنائیں اور اُنہی کو روئے زمین پر پوری قدرت عطا کریں اور فرعون و ہامان اور اُنکے دونوں لشکروں کو اُنہی کمزوروں کے ہاتھ سے وہ چیزیں دکھائیں جس سے یہ لوگ ڈرتے تھے"۔

کلینی و شیخ صدوق علیہما الرحمہ نے نسیم خادمِ امام حسن عسکری علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایک رات بعد ولادت صاحب الزمانؑ میں خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ کو چھینک آئی فوراً فرمایا الحمدُ لِلّٰہ رب العالمین۔ پھر ایک روز اسی طرح میں پھر پہونچا تو قریب گہوارہ اتفاقاً مجھے چھینک آئی تو فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہ۔ میں حیران ہوا آپ نے گہوارہ میں سے فرمایا۔ نسیم بشارت ہو تجھے کہ عطسہ (چھینک) تین روز کی زندگی کی بشارت لے کر آتی ہے۔ جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب صاحب الزّمان پیدا ہوئے تو ایک نور زمین سے آسمان تک نظر آیا اور بہ کثرت سفید بازو پرندے آسمان سے زمین پر اُترے اور مولود کے جسم سے پر و بال مَس کیے اور اُڑ گئے۔ میں نے امامؑ کو یہ واقعہ سُنایا آپ نے فرمایا وہ فرشتگانِ آسمان تھے جو بغرض حصولِ برکت پروں کو جسم سے مَس کرتے تھے یہ سب ملائکہ بوقتِ ظہور آپ کے معاون و مددگار ہوں گے۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بچّہ کے دوشِ راست پر یہ آیتہ لکھی تھی۔ جَآءَ الْحَقُّ ..... الخ سورہ بنی اسرائیل آیتہ ۸۱ (حق آیا ... الخ)

امام علی نقی علیہ السّلام کا بشر کو برائے خریداری کنیز روانہ کرنا

بشر بن سلیمان نخاس جو ابو ایوب انصاری کی اولاد سے تھے بیان کرتے ہیں کہ کافور خادم امام علی نقی علیہ السّلام میرے پاس آیا اور کہا امام نے تمھیں طلب فرمایا ہے۔ میں حاضرِ خدمت ہوا امام نے فرمایا، یا بشر تم ہمارے مخلص ترین با وثوق دوستوں میں سے ہو۔ میں تمھیں ایک خاص راز سے مطلع کرنا چاہتا ہوں جو تمہارے لیے امتیازی عظمت و شرافت و افتخار کا حامل ہے۔ میں تمھیں ایک کنیز کی خریداری کے لیے بھیجنا چاہتا ہوں، پھر آپ نے ایک مکتوب خطِ رومی میں تحریر فرمایا اس پر اپنی مہر لگائی اور ایک ہمیانی جس میں دو سو بیس دینار تھے مجھے دی اور فرمایا، بغداد جاؤ دریائے فرات پر فلاں روز فلاں وقت ایک کشتی اسیروں کی آئے گی اس میں کچھ کنیزیں ہوں گی جب عباسی اور عرب ان کنیزوں کو خرید چکیں تو صرف ایک کنیز باقی رہ جائے گی جس کا لباس اس رنگ اور اس قسم کا ہوگا تم عمر بن یزید مالک کشتی کے پاس جانا اور کہنا کہ یہ کنیز جو کسی کے ہاتھ فروخت ہونا نہیں چاہتی اور تم تنگ آگئے ہو اس کو یہ مکتوب جو بخطِ رومی لکھا ہوا ہے دے دو اگر یہ منظور کرے تو معاملہ طے کر لو۔ چنانچہ میں نے حسب ہدایت امامؑ ایسا ہی کیا اور وہ مکتوب کنیزوں کے مالک کے حوالہ کیا اور اس نے وہ خط اُس کنیز کو دیا جو کسی کے ہاتھ فروخت ہونا نہیں چاہتی تھی۔ کنیز نے مکتوب کھول کر پڑھا اور آنکھوں سے لگایا اور بے اختیار رونا شروع کیا۔ کشتی بان سے کہا مجھے اس صاحبِ مکتوب کے ہاتھ فروخت کر دے ورنہ میں خود کو ہلاک کر دوں گی۔ مالک کشتی سے قیمت طے پائی، دو سو بیس دینار پر معاملہ ختم ہوا ہمیانی میں اسی قدر رقم تھی جو دے کر کنیز کو لے لیا گیا۔ جب میں کنیز کو لے کر چلا کنیز

انتہائی شاد و خوش تھی۔ مکتوب کو کبھی چومتی کبھی آنکھوں سے لگاتی۔ میں نے کہا مجھے تجھ پر حیرت ہے کہ تو نے ابھی صاحبِ مکتوب کو دیکھا بھی نہیں اور تو خط کو چومتی اور اس طرح آنکھوں سے لگاتی ہے۔ کنیز نے کہا اے غافل، اولادِ انبیا، کو نہ سمجھنے والے سُن اور غور سے سُن۔ میں ملیکہ دخترِ یشوعا قیصرِ روم ہوں میری والدہ حضرت عیسیٰؑ کے وصی شمعون کے خاندان سے ہیں۔ میرے دادا قیصر روم نے میری شادی اپنے برادر زادہ کے ساتھ طے کر دی تھی میں ابھی تیرہ[۱۳] ہی سال کی تھی کہ میرے دادا نے حکم دیا کہ قصرِ شاہی میں جشن شادی منعقد کیا جائے قصرِ شاہی سجایا گیا جواہرات سے مرصع ایک تخت بچھایا گیا۔ تخت کے چہار طرف تقریباً تین سو راہب پادری چار ہزار لشکری جمع تھے۔ راہبوں کے ہاتھوں میں انجیلیں کھلی ہوئی تھیں درمیان میں قیصر نے اپنے برادر زاد کو بٹھایا۔ رسوماتِ عروسی کا آغاز ہوا چاہتا تھا کہ تخت پر رکھی ہوئی تمام مورتیاں ٹوٹ ٹوٹ کر گریں۔ تخت کے پائے ٹوٹے دولہا تخت کے نیچے آپڑا، اور بے ہوش ہو گیا۔ تمام مجمع حیران و پریشان منتشر ہو گیا۔ علمارِ نصاریٰ نے بادشاہ سے دست بستہ معافی مانگی کہ ہم اس منحوس تقریب میں شریک ہونا نہیں چاہتے قیصر بڑا برہم اور برافروختہ ہوا اور حکم دیا۔ قصرِ شاہی کو پھر آراستہ کیا جائے اور اس اتفاقیہ حادثہ کا اثر نہ لیا جائے۔

چنانچہ قصر پھر سجایا گیا۔ ارکینِ سلطنت علمار و فضلار پھر جمع ہوئے برادر زادہ کو دولہا بنا کر پھر تخت پر بٹھلایا گیا کہ پھر وہی واقعہ پیش آیا۔ دولہا اس مرتبہ غیر معمولی زخمی ہوا قیصر ملول و افسردہ حرم سرا میں واپس آیا۔ اسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ٹھیک اسی مقام پر جہاں تخت تھا ایک نور کا منبر رکھا ہے اور حضرت مسیحؑ مع حواریین تشریف فرما ہیں کہ اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تمام اوصیار اور ائمہ آپ کے ہمراہ ہیں اور حضرت مسیحؑ سے فرماتے ہیں اے روح اللہ میں اس وقت تمہارے پاس اپنے فرزند حسنؑ عسکری کے واسطے تمہارے وصی شمعون کی دختر ملیکہ کی

خواستگاری کو آیا ہوں۔ حضرت نے اپنا رُخ اپنے وصی شمعون کی طرف کیا اور حکم دیا کہ وہ اس رشتہ
کو قبول کریں۔ شمعون نے بصد افتخار قبول کیا اور محمدؐ فوراً منبر پر تشریف لے گئے، خطبہ
ارشاد فرمایا اور میرا عقد امام حسن عسکریؑ سے فرمادیا۔ حضرت عیسیٰؑ اور حواریین شاہد قرار
پائے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوئی تو میں نے اس خواب کو اپنی ہلاکت کے خوف سے
کسی سے بیان نہیں کیا اور ہمیشہ پوشیدہ رکھتی تھی یہانتک کہ اس فکر و غم میں گھلتی رہی
کھانا پینا بھی برائے نام رہ گیا۔ میرے باپ نے جب میری یہ حالت دیکھی اور کوئی طبیب
اور معالج ایسا نہ رہا جس نے میری صحت کی کوشش نہ کی ہو تو ایک روز مایوس ہو کر میرے
باپ نے کہا، نور دیدہ من تمہاری طبیعت اگر کسی چیز کو چاہتی ہو تو کہو میں مہیا کر دوں۔
میں نے کہا میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکی ہوں البتہ اگر قید خانہ کے تمام قیدیوں کو رہا
کر دیا جائے تو شاید مسیحؑ بن مریمؑ مجھے صحت بخش دیں۔ باپ نے میری اس درخواست پر
تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جو کہ سب کے سب مسلمان تھے۔ پھر میں نے بھی یہ ظاہر کیا جیسے
میں پہلے سے بہتر ہوں۔ چودہ شب کے بعد ایک روز پھر خواب میں دیکھا کہ سیدۂ عالم
حضرت فاطمہ زہراؑ حضرت مریمؑ کے ہمراہ تشریف لائی ہیں اور حضرت مریمؑ فرما رہی ہیں ملیکہ
یہ ہیں تمہارے شوہر امام حسن عسکریؑ کی والدۂ محترمہ فاطمہ زہراؑ۔ میں یہ سن کر مخدومہ کے
دامن سے چمٹ کر روئی اور عرض کی آپ کے فرزند کبھی میرے پاس نہیں آتے مخدومہ
نے فرمایا ابھی کیونکہ تم نے کلمۂ طیبہ نہیں پڑھا اس لیے نہیں آتے۔ پڑھو۔ اشھد ان
لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ۔ میں نے جب کلمہ پڑھا
مخدومہ نے مجھے سینہ سے لگالیا اور فرمایا اب حسن عسکریؑ انشاء اللہ آئیں گے انتظار
کرو۔ میں جب خواب سے بیدار ہوئی تو خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد میں نے خواب
میں اپنے حبیب حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا جو تشریف لاتے رہے۔ بشر نے جناب
ملیکہ سے پھر سوال کیا کہ آپ اسیروں کے ہمراہ یہاں کیسے آگئیں۔ آپ نے فرمایا

حسن عسکری علیہ السلام نے ایک شب مجھے خبر دی کہ قیصر ایک لشکر مسلمانوں پر حملہ کرنے
کے لیے بھیجنے والا ہے۔ تم صورت بدل کر کچھ کنیزوں کو لے کر اس کے ہمراہ ہو جاؤ۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی ہم اسیر بنا لیے گئے۔ بشر نے کنیز کو امام
علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں پہونچایا، امام نے کنیز سے فرمایا تم نے عظمتِ اسلام اور
عیسائیت کا فرق دیکھا۔ پھر فرمایا میں تمہیں ایک بشارت دیتا ہوں تمہیں مبارک ہو
تمہارے بطن سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو تمام عالم پر حکومت کرے گا، روئے زمین کو عدل
وانصاف سے بھر دے گا جبکہ وہ ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہوگی۔

جناب نرجس نے سوال کیا یہ فرزند کس سے ہوگا۔ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا جس سے
رسولِ خداؐ نے تمہارا عقد پڑھایا اور میری جدہ ماجدہ نے تمہیں کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور کل واقعہ
آپ نے خود سنایا اور فرمایا، نرجس خاتون کیا یہ واقعہ تمہیں یاد آیا۔ جناب نرجس خاتون نے
تسلیم کیا۔ امام علی نقی علیہ السلام نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ میری خواہر حکیمہ خاتون سے
کہو کہ بھائی نے طلب فرمایا ہے۔ جناب حکیمہ آئیں امامؑ نے فرمایا۔ اے خواہر یہ ہے
مکرمہ جس کے تم انتظار میں تھیں۔ جاؤ ان کو لے جاؤ اور فرائضِ اسلامی کی تعلیم دو۔
یہ امام حسن عسکریؑ کی زوجہ اور قائم آلِ محمدؐ کی ماں ہیں۔ ان کا نام ملیکہ، ریحانہ نرجس
بھی تھا۔

بیان نام و القاب امام مہدی علیہ السّلام

.........<o*o>.........

جناب کلینی اور مختلف معتبر راویوں سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السّلام سے سوال کیا گیا کہ امام سب قائم بحق ہیں پھر امام آخر الزمانؑ ہی کو قائم کیوں کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب سید الشہداء امام حسین علیہ السّلام کربلا میں مظلوم شہید ہوئے تو ملائکہ آسمان اس

شلمغی سے مروی ہے کہ آپ کی چشمِ مبارک سیاہ، ابرو، پیوستہ (ملے ہوئے) بلند بینی (لمبی ناک) بھری ہوئی داڑھی، داہنے رخسار پر تِل۔

زندگانی حضرت مہدی علیہ السّلام

.........<o*o>.........

خداوند عالم نے اپنے ان تمام برگزیدہ ذوات کو ایک عظیم کام پیغام رسانی کے لیے خلق فرمایا ہے اس لیے ان کی تخلیق کو عام تخلیقِ انسانی سے ممتاز فرمایا ہے۔ چنانچہ آثارِ عجیبہ از شکمِ مادر تا وجود در زندگی ظاہری جو ان ذوات سے نمودار ہوئے

ان کو بھی نہ ختم کردیں جن کا خاتمہ زمانہ کے اختتام کا سبب بن جاتا جو منشائے الٰہی
کے اس وقت خلاف تھا اور اگر اس لیے جستجو ہے کہ وہ سامنے ہوتے تو ہم فیضیاب ہوتے
تو تم نے جو گیارہ سامنے تھے ان سے کیا فیض اُٹھایا جو اُن سے اٹھاتے سوائے اس کے
کہ اُن کو بھی انہی کے پاس پہونچاتے۔ مخبرِ صادق سردارِ انبیاءؐ کی متفقہ حدیث ہے کہ
امام بارہ ہوں گے۔ اس حدیث کی بنا پر تمام فرقے خواہ وہ محمد حنفیہ کو اپنا امام مانتے
ہوں یا شش امامی ہوں یا چار امام اور خلیفہ مانتے ہوں یا کل بنی امیہ اور بنی عباس
کو خلیفہ اور امام مانتے ہوں رسولؐ خدا کی اس حدیث کے مطابق سب غلط فرقے
ہیں کیونکہ بارہ کی تعداد کہیں بھی پوری نہیں ہوتی البتہ صرف ایک ہی فرقہ ایسا ہے جو
بارہ کو اپنا امام مانتا ہے اور اثنا عشری کہلاتا ہے۔

غیبتِ قائم سنّتِ انبیاء ہے

کتاب "کمال الدین" میں ابی عبداللہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ خدا نے
کہ صالح علیہ السلام ایک زمانہ میں اپنی قوم سے غائب ہوگئے جبکہ نوجوان خوبرو اور
خوش اندام تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب واپس آئے اور اپنی قوم سے کہا میں صالح ہوں
تو بعض نے بالکل انکار کردیا، بعض شک میں پڑ گئے، بعض اہلِ ایمان نے کہا ہمیں
کوئی ایسی بات دکھائیے یا بتلائیے جس سے ہمارا یقین پختہ ہوجائے۔ صالح علیہ السلام
نے کہا میں وہی صالح ہوں جو تمہارے واسطے ناقہ لایا اور پانی کو ایک روز ناقہ میں
اور ایک روز تم میں تقسیم کیا۔ پس ان لوگوں نے تسلیم کرلیا مگر منکرین پھر بھی نہ مانے قائمؑ
کی مثال بھی صالح جیسی ہے۔ پھر فرمایا کہ قائمؑ کی مثال موسیٰ بن عمران جیسی ہے۔ موسیٰؑ
بھی اپنی قوم سے اٹھائیس سال غیبت میں رہے۔ نیز آپ نے فرمایا، قائمؑ کی مثال
موسیٰ بن عمران، عیسیٰؑ بن مریمؑ، یوسفؑ اور مجھ محمدؐ جیسی ہے۔ حمید بن مسلم سے روایت

ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہونچا اور چاہا کہ قائمؑ کے بارے
میں سوال کروں آپ نے اس سے قبل کہ سوال کروں فرمایا اے حمید قائم کی مثال
یونسؑ ابن متی، یوسفؑ ابن یعقوبؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی
ہے۔ یونسؑ کی اس لیے ہے کہ جب بعد غیبت پیری میں واپس آئے تو وہ جوان تھے اور
یوسفؑ کی اس لیے ہے کہ وہ غائب رہے خواص سے بلکہ اپنے بھائیوں سے بھی کہ اُنہوں
نے یوسفؑ کو نہ پہچانا، حالانکہ یوسف سامنے موجود اور ان کو پہچان رہے تھے۔ موسیٰؑ سے
مشابہت اس لیے ہے کہ وہ موسیٰؑ کی طرح خوف سے غائب بھی رہے اور ولادت بھی
پوشیدہ رہی۔ اور عیسیٰؑ کی مثال اس لیے ہے کہ جیسے عیسیٰؑ کے لیے اختلافات ہیں کوئی کہتا
ہے ابھی پیدا نہیں ہوئے، کوئی کہتا ہے مرگئے، کوئی کہتا ہے پھر ظاہر ہوں گے۔ رسولِ
خدا سے یہ مشابہت ہے کہ وہ بھی رسولؐ کی طرح شمشیر سے جہاد کریں گے اور دشمنانِ خدا
اور رسولؐ پر غالب آئیں گے ماہِ رمضان میں ہاتفِ غیبی کی آواز آئے گی کہ قائم ابنِ
حسنؑ کا ظہور ہوگیا۔

علاوہ بریں دنیا میں اکثر آدمی ہمیں صفحاتِ تاریخ میں ایسے ملتے ہیں جن کی عمریں
غیر معمولی طولانی ہوئی ہیں۔ چنانچہ رومان بن دومع بادشاہِ مصر جس کے زمانہ میں حضرت
یوسفؑ تھے اس کی عمر سات سو سال بتلائی گئی ہے اور رومان کے باپ کی عمر ایک ہزار
سال اور اس کے باپ کی عمر تین ہزار سال بتلائی گئی ہے۔ بہرحال عمر کا تعین کہ کتنی ہو
سکتی ہے غلط ہے اس لیے عمر قادرِ مطلق جس کو چاہے جتنی عطا کردے اور عمر قائم بھی
عطا کردہ خالق ہے۔

بیان معجزات حضرت قائمؑ

امامؑ زمانہ کے معجزات جو ازولادت تا غیبت ابتک مسلسل ہوئے ہیں اُن
کے بیان اور تحریر کے واسطے ایک کتاب نہیں بلکہ کئی کتابوں کی ضرورت ہے یہ وہ عنوان

ہے جس پر بڑی بڑی ضخیم کتب موجود ہیں جن کو شائقین دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ کتاب (مدینۃ المعاجز) میں بیشمار معجزات امامِ زمان نقل کیے گئے ہیں۔ ہم اس سے قبل کہ قلوبِ مومنین کو دو ایک مخصوص معجزات پیش کر کے مسرور کریں اور اپنے حصولِ ثواب میں اضافہ کریں یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ امامِ زمانہ کی ذات والاصفات خود ہی از بطنِ مادر تا غیبتِ کبریٰ اور تا ایں دم ایک وہ معجزہ ہے جس کے سامنے کسی دوسرے معجزات کے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیا آپ کا بطنِ مادر میں ہونا اور آثارِ حمل کا معلوم نہ ہونا، شکمِ مادر میں گفتگو کرنا، معجزانہ ولادت کا ہونا، ولادت ہوتے ہی سجدۂ خالق بجالانا، شہادتین کا پڑھنا، گہوارہ میں بہ فصاحت کلام کرنا، دوشِ مبارک پر آیاتِ کلامِ پاک کا ہونا، پھر سات دن تک غائب رہنا، آسمان سے ملائکہ کا بشکلِ طیور اُترنا اور جسموں کا جسمِ مبارک سے مَس کرنا، چالیس دن میں اس قدر نشو و نما پانا کہ جناب حکیمہ نے دیکھ کر چار پانچ سال کا اندازہ لگایا، یا حکومت کی انتہائی کوششوں کے باوجود محفوظ رہنا، پانی پر چٹائی بچھا کر نماز ادا کرنا، دشمنوں کو غرقِ آب کرنا، کمسنی میں والد ماجد کی نمازِ جنازہ پڑھانا، غیبتِ صغریٰ اور پھر غیبتِ کبریٰ کا ہونا یہ تمام معجزات جن سے کوئی انکار نہیں کرسکتا

ایک شخص نے امام حسن عسکری علیہ السّلام سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ اگر مسلمان اپنے میں سے کسی کو اپنا پیشوا منتخب کرلیں تو اس میں کیا قباحت ہے۔ امام کی آغوش میں اس وقت یہ ہونے والا امام قائمِ آلِ محمدؐ تھے جن کا سن صرف تین سال کا تھا۔ امام نے بیٹے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا، بیٹا اپنے ارادتمند کو جواب دو۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ مسلمان اگر کسی کو منتخب کریں گے تو کیا یہ دیکھیں گے کہ یہ علم و فضل زہد و تقویٰ، دیانت اور امانت میں افضل ہے یا نہیں؟ اس نے کہا ضرور دیکھیں گے پھر فرمایا، کیا یہ ہوسکتا ہے کہ جس میں یہ صفات دیکھ کر منتخب کریں وہ بعد کو ایسا ثابت

نہ ہو، اس نے کہا ہاں ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ کمسن بچّہ نے جن کا بچّہ اور بڑا ہر ایک امام ہوتا ہے، فرمایا پس یہی وجہ ہے کہ مسلمان منتخب نہیں کرسکتے امام یا پیشوائے قوم وہ منتخب کرسکتا ہے جس کے انتخاب میں ایسی غلطی واقع نہ ہو۔ کے ہوتے ہوئے دوسرے معجزات کے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اگر آپ سُننا ہی چاہتے ہیں تو ہزاروں معجزات میں سے ایک دو نہایت مختصر عبارت میں پیش کیے جارہے ہیں۔

معجزہ در زمانۂ طفلی

کتاب کمال الدین " اور دیگر مستند کتب میں سعد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں علمِ مناظرہ میں خاصی دستگاہ رکھتا تھا۔ ایک روز ایک ناصبی سے میرا مناظرہ ہوا وہ کہنے لگا تم لوگ بڑے ناانصاف ہو، خلافتِ اوّل سے انکار کرتے ہو حالانکہ انہوں نے اسلام سب سے اوّل قبول کیا اور بخوشی قبول کیا۔ تم لوگ واقعہ عقبہ کو پیش کر کے ان کو رسولؐ کا مخالف ثابت کرتے ہو۔ میں اس کا فوراً کوئی جواب نہ دے سکا اور ایک ہفتہ کی مہلت مانگی، کچھ اور سوالات بھی میرے دل میں تھے۔ یہ مسئلہ بھی لے کر میں سامرہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پہونچا۔ اس وقت امام کے قریب ان کا چار پانچ سال کا ایک بچّہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے سب سے پہلے امام سے یہی سوال کیا کہ خلیفۂ اول بخوشی اسلام لائے تھے یا بہ جبر۔ امام نے بچّہ کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا، بیٹا جواب دو۔ امام زادہ نے فرمایا اے سعد خلیفۂ اول نہ بخوشی اسلام لائے نہ بہ جبر، بلکہ ان کا اسلام بہ طمع تھا۔ کیونکہ ان کے احباب میں ایک کاہن نے اُن کو تبلادیا تھا کہ تم ایک دعویٰ کرنے والے نبی کے خلیفہ ہوگے۔ اس لیے بغرضِ حصولِ منصب ایسا کیا۔ میں نے کہا اچھا یہ فرمائیے کہ مسلمان اپنا امام خود منتخب کرسکتے ہیں تو آپ نے فرمایا، مسلمان غیر معصوم ہونے کی وجہ سے ہمیشہ غلطی کریں گے بلکہ امام کو سوائے خدا کے اور کوئی منتخب کر ہی نہیں سکتا۔ جب

موسیٰ جیسے پیغمبر کے منتخب کردہ ستر آدمی جب کوہِ طور پر پہونچے اور عذابِ الٰہی کی بجلی گرنے سے سب ہلاک ہو گئے تو عام انسانوں کے انتخاب کا ذکر ہی کیا ہے۔

معجزہ در زمانہ غیبتِ صغریٰ

محی الدین اردبیلی سے روایت ہے کہ میں ایک روز جب اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا اتفاق سے انہوں نے اپنے سر سے عمامہ اُتار کر رکھا تو میں نے دیکھا کہ ان کے سر پر ایک بڑے گہرے زخم کا نشان ہے۔ میں نے کہا جناب یہ آپ کے سر پر کیسا زخم ہے تو کہا یہ زخم جنگِ صفّین میں لگا تھا۔ میں حیران ہوا کہ یہ شخص کیا کہہ رہا ہے۔ کہاں جنگ صفّین اور کہاں یہ۔ اس شخص نے مجھے متعجب دیکھ کر کہا میں مصر کی طرف جا رہا تھا ایک شخص میرا ہمسفر ہو گیا راستہ میں صفّین کی جنگ کا ذکر چھڑ گیا۔ وہ کہنے لگا اگر میں جنگِ صفّین میں ہوتا تو میری یہ تلوار علیؑ اور اصحاب علیؑ سے رنگین ہوتی۔ میں نے جواب دیا کہ اگر اس روز میں ہوتا تو میری یہ تلوار معاویہ اور اصحاب معاویہ سے رنگین ہوتی۔ کہنے لگا اچھا یہ فرض کر کے کہ ہم اصحاب معاویہ اور اصحاب علیؑ سے ہیں باہم جنگ کریں۔ چنانچہ تا دیر تلواریں چلتی رہیں۔ اچانک میں نے ایسا محسوس کیا کہ میرے سر پر تلوار لگی اور میں گر گیا۔ کچھ دیر بے ہوش پڑا رہا پھر دیکھا کہ ایک شخص میرے قریب آیا اور اپنے نیزے سے مجھے بیدار کیا اور میرے سر کے زخم پر ہاتھ پھیرا اور زخم بالکل اچھا ہو گیا۔ پھر نظروں سے غائب ہو گیا۔ کچھ دیر بعد ایک سر لائے اور کہا یہ تیرے دشمن کا سر ہے۔ تو نے ہماری مدد کی ہم تیری مدد کر رہے ہیں۔ خدا نے فرمایا ہے جو خدا کی مدد کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں فرمایا قائم آل محمدؐ۔ اور فرمایا جب تجھ سے کوئی پوچھے کہ یہ زخم کیسا ہے تو کہنا جنگِ صفین میں لگا تھا۔

⁂

معجزہ در زمانہ غیبتِ کبریٰ

بحرین کے رہنے والے محمد بن عیسیٰ صالح ترین انسان کا واقعہ جن کی قبر بھی بحرین میں آج بھی مرجع خلائق ہے نقل کیا جاتا ہے۔

یہ واقعہ اکثر باوثوق علماء اور فضلاء سے مروی ہے کہ بحرین جب انگریزوں کے قبضہ میں تھا تو انہوں نے مصلحتاً مسلمانوں کی دیکھ کر وہاں کا حاکم ایک مسلمان کو مقرر کیا تھا جو کہ ناصبی تھا۔ اس کا ایک وزیر جو انتہائی متعصب اور مومنین کا جانی دشمن تھا۔ ہمیشہ مومنین کی ضرر رسانی ہی کی فکر میں رہتا تھا۔ ایک روز بحرین کے حاکم کی خدمت میں ایک انار لایا۔ جس پر اللہ، محمدؐ اور خلفائے اربعہ (چاروں خلیفہ) کے نام قدرتی طور پر اُبھرے ہوئے تھے اور کہا کہ حضور ملاحظہ فرمائیں اب اس بیّن معجزہ اور ثبوت کے بعد ان رافضیوں کے جھوٹے مذہب کی کیا حقیقت باقی رہتی ہے۔ حاکمِ بحرین دیکھ کر حیران رہ گیا اور اپنے علماء و فضلاء کو بلوایا ان سے مشورہ لیا سب نے یک زبان ہو کر فتویٰ صادر فرمایا کہ ان رافضیوں سے اس کا جواب طلب کیا جائے جو کہ ہرگز ہرگز اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے اور تین باتیں پیش کی جائیں۔ ۱: اس کا شافی و کافی جواب دیں۔ ۲: اگر نہیں تو کفّار کی طرح جزیہ دیں۔ ۳: ورنہ ان کو قتل اور ان کی عورتوں کو اسیر بنایا جائے۔ جب والیٔ بحرین نے یہ فیصلہ سنا تو بہت خوش ہوا اور وہاں کے مومنین اور سادات کو بلا کر وہ انار سب کو دکھایا اور حکم دیا کہ اگر اس کا جواب تم نے نہ دیا تو مثل کفّار کے جزیہ دینے پر رضامند ہو، ورنہ قتل کر دیے جاؤ گے۔ مومنین اس انار کو دیکھ کر اور اس فیصلہ کو سن کر حیران رہ گئے۔ اور حاکم بحرین سے درخواست کی کہ ہمیں تین روز کی مہلت دی جائے۔ حاکمِ بحرین نے تین روز کی مہلت دیدی۔ تمام صلحا و علماء دیندار ایک جگہ جمع ہوئے اور طے بالآخر یہ پایا کہ تین مومن، عابد و پرہیزگار منتخب کیے جائیں

جو وقتِ شب ہر سہ روز صحرا میں جاکر خدائے کردگار کے حضور رو رو کر دعا کریں اور
امامِ زمانہ سے استغاثہ کریں تاکہ اس مصیبتِ عظیم سے نجات ملے۔ چنانچہ ہر شب ایک
شخص صحرا میں جاکر مناجات شب بھر کرتا مگر نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔ تیسرے روز تیسرے کو
جن کا نام محمدّ بن عیسیٰ تھا بھیجا گیا جنھوں نے شب بھر پیشِ خالق گڑگڑا کر دعائیں مانگیں
اور امامِ زمانہ کو برائے امداد پکارا۔ شب کا آخری حصہ تھا کہ محمد بن عیسیٰ نے دیکھا کہ ایک
خوبرو جوان کہہ رہا ہے کہ محمدّ بن عیسیٰ تو اس تاریک رات میں یہاں کیوں آیا ہے۔ میں نے
کہا میں جس کام کو آیا ہوں وہ تم سے نہیں بلکہ ہم مصیبت زدہ اپنے امام کے حضور اپنی
شکایت لے کر آئے ہیں تو فرمایا کہو میں ہی تمہارا امام ہوں۔ اپنی حاجت بیان کر۔ میں نے
کہا اگر آپ میرے امامؑ ہیں تو مجھے حاجت بیان کرنے کی کیا ضرورت، میرا امامؑ خود میری
حاجت جانتا ہے۔ تو فرمایا۔ تم لوگ انار کو دیکھ کر ڈر گئے ہو۔ بس مجھے یقین ہوا کہ یہی
میرے امامؑ ہیں اور میں بے تحاشا رویا تو فرمایا پریشان نہ ہو۔ اس وزیر کے گھر میں ایک انار
کا درخت ہے جب اس درخت میں انار آئے تو اس وزیر نے ایک مٹی کا قالب بنایا جس
کے اندر یہ نام کندہ کیے اور قالب کے دونوں ٹکڑے بڑھتے ہوئے انار پر چڑھا دیے۔
انار جب تیار ہوگیا تو قالب اُتار کر اس کے دونوں ٹکڑے ایک کپڑے میں لپیٹ کر
اپنے مکان کے فلاں کمرے کی فلاں الماری میں رکھ دیے۔ تم حاکمِ بحرین سے کہو کہ میں
اس کا جواب آپ کو وزیر کے گھر میں جاکر دے سکتا ہوں۔ لہٰذا حاکم اور وزیر دونوں کو
لے کر جاؤ اور وزیر کتنی ہی بہانہ بازی کرے مگر نہ ماننا اور اس الماری کا قفل کھول
کر وہ قالب نکال کر حاکمِ بحرین کو دکھاؤ کہ یہ اس کا جواب ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا
اور حاکمِ بحرین وزیر کی مکاری دیکھ کر حیران رہ گیا اور محمد بن عیسیٰ سے خدا اور رسولؐ کا
واسطہ دے کر کہا کہ یہ بتلاؤ کہ یہ راز تمہیں کس نے بتلایا ہے۔ محمد بن عیسیٰ نے کہا میرے
امامِ زمانہ قائمِ آلِ محمدؐ نے۔ حاکمِ بحرین کلمہ پڑھ کر غلامانِ اہلبیتؑ میں داخل ہوگیا۔ محمد بن عیسیٰ

نے کہا کہ اے والئ بحرین اب میں ایک معجزہ تجھے اپنے امامؑ کا دکھانا چاہتا ہوں میرے
امامؑ نے مجھے بتلایا ہے کہ اس انار میں اب بجائے دانوں کے خاک اور دھواں ہے
وزیر سے کہو اس انار کو کاٹے۔ جب وزیر نے اس انار کو کاٹا تو خاک اُڑ کر اس کے چہرہ پر
جا پڑی اور دھوئیں سے آنکھوں کا نور جاتا رہا۔

جلیل ترین عالم شیخ مفید علیہ الرحمہ کے واقعات میں سے ایک واقعہ

کون مومن ہے جو شیخ مفید علیہ الرحمہ جیسے عالم جلیل سے واقف نہ ہو۔ آپ وہ
مقدس بزرگ ہیں کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیدۂ عالمیاں دو بچوں کی انگلیاں پکڑے
ہوئے تشریف لائی ہیں اور فرما رہی ہیں اے شیخ میرے ان فرزندوں کو تعلیم دو۔ شیخ مفید
یہ خواب دیکھ کر بہت روئے۔ صبح کو جب حسب معمول کاظمین کی درسگاہ میں درس دینے
پہونچے تو دیکھا ایک ضعیفہ دو بچوں کو لیے چلی آرہی ہیں اور شیخ سے کہا یا شیخ میرے ان دو
بچوں کو آپ تعلیم دیں۔ شیخ رو دیے۔ یہ دو بچے سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ اور سید رضی علیہ الرحمہ
تھے جو فلک عظمت کے ستارے بن کر چمکے اور وہ ضعیفہ ان کی والدہ ماجدہ تھیں۔

اس جلیل القدر عالم کا بیان ہے کہ ایک روز میں سو رہا تھا رات کا تقریباً نصف
حصہ گذرا تھا کہ دَق الباب ہوا میں نے اُٹھ کر دروازہ کھولا، کچھ لوگ ایک عورت کا جنازہ
لے کر آئے تھے۔ مجھ سے کہا یا شیخ نماز جنازہ پڑھا دیں تاکہ ہم اس میت کو دفن کر آئیں۔ میں نے
نماز جنازہ پڑھا دی اور جاکر پھر سو گیا۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی سوچنے لگا یہ عورت کا جنازہ
تھا میں نے یہ بھی دریافت نہیں کیا کہ یہ حاملہ تو نہیں، اگر وہ حاملہ ہوئی اور بچہ زندہ ہے
تو اس کا خون تو میری گردن پر رہا۔ یہ سوچ کر بہت رویا اور قسم کھائی کہ اب نہ کسی کی نماز پڑھاؤں

گا کہ آنکھ پھر لگ گئی۔ میں نے اپنے آقا صاحب الامر کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں۔
اے شیخ جو تم نے قسم کھائی ہے اس کا کفارہ دو اور اسی طرح فتویٰ اور نماز کا کام بجالاتے
رہو اگر کوئی لغزش تم سے ہوگی تو ہم مدد کریں گے فکر نہ کرو۔ میری آنکھ کھل گئی اور میں نے
سوچا اس صاحبِ میّت کے پاس جاکر دریافت کروں کہ یہ خاتون حاملہ تو نہ تھی جب
اس کے مکان پر پہونچا اور اس سے معلوم کیا کہ یہ خاتون کیا حاملہ تھی، تو کہا جی ہاں
سات ماہ سے زیادہ کا حمل تھا یہ سُن کر قریب تھا کہ میں اپنا منہ پیٹ لوں کہ میں نے پوچھا
پھر آپ نے کیا کیا۔ صاحبِ میّت نے کہا وہی جیسا آپ کے قاصد نے ہم سے بوقتِ دفن
آکر کہا تھا کہ میّت کا پیٹ چاک کر کے بچّہ کو نکال لو ہم نے بچّہ کو نکال لیا تھا جو بحمداللہ
اب تک زندہ ہے۔ یہ سُن کر میں سجدۂ شکر میں گر پڑا اور بہت رویا۔ صاحبِ میّت نے
وجہ گریہ دریافت کی، میں نے کہا وہ قاصد میرا نہیں تھا بلکہ قاصدِ امام عصر تھا۔

رحلت امام حسنؑ عسکری وظہور مہدیؑ

۲۵۵ھ میں امام حسنؑ عسکری کے یہاں، بطنِ جناب نرجس خاتون سے ایک
فرزند یگانۂ روزگار متولّد ہوا جس کی خبر تولّد سالوں قبل دی جاچکی تھی۔ پانچ سال زیرِ
سایۂ پدر غیر معمولی نشو ونما پاکر جوان ہوئے اور اس اصول مسلمہ شیعہ کے مطابق کہ معصوم
کی تجہیز وتکفین ونماز جنازہ ہمیشہ معصوم ہی پڑھاتا ہے لہذا جب امام حسن عسکریؑ کی نمازِ
جنازہ کا وقت آیا تو جعفر برادرِ امام نماز پڑھانے کو تیار ہوئے۔ آدمی صف بستہ کھڑے تھے
کہ اتنے میں ایک پانچ سال کا بچہ گھر میں سے نکلا اور جعفر کا دامن پکڑ کر ہٹا کر کہا میں اپنے
باپ کی نماز پڑھاؤں گا۔ چنانچہ نماز پڑھا کر داخلِ خانہ ہوا اور پھر کسی نے نہیں دیکھا اور
یہ قبل غیبت پہلی زیارتِ مہدیؑ تھی۔ بعض نمازیوں نے جعفر سے پوچھا یہ کون بچہ تھا جس
نے آپ کو ہٹا کر خود نماز پڑھائی۔ جعفر نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس سفید جھوٹ کی وجہ سے

جعفر کو جعفر کذّاب کہا جانے لگا۔

احوالِ جعفر

جعفر، امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی
ہیں۔ انہوں نے اپنے بھائی کے انتقال کے بعد بغرض حصولِ دنیا دعویٰ کیا کہ میں
جانشینِ امام ہوں اور امام حسن عسکریؑ کے کوئی فرزند نہ تھا۔ کیونکہ بہت کم لوگوں کو شرفِ
زیارت صاحب الامر حاصل ہوا تھا اس لیے لوگ جعفر کے اس دعویٰ کو سچّا سمجھ کر ان کے پاس
تحائف ودیگر رقوم خمس لانے لگے، مسائل حلال وحرام معلوم کرنے لگے اور حالات غیب کے
متعلق بھی سوال ہونے لگے۔ جعفر نے کہا کہ غیب کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں لوگوں
نے کہا کہ خدا اپنے نبی اور امام کو بھی دے سکتا ہے۔ چنانچہ ہر امام کو دیا تھا۔ جعفر نے حکومت
سے لوگوں کی شکایت کی۔ زمانہ معتمد خلیفہ کا تھا حکومت جعفر کے موافق ہوتے ہوئے اس
سلسلہ میں کچھ نہ کر سکی آخر جعفر نے دعویٰ کیا کہ کیونکہ امام حسنؑ عسکری کے کوئی اولاد نہ تھی
اس لیے ان کی جائیداد میں میرا حصّہ بھی ہے جو مجھے دیا جائے۔ حکومت عباسی کیونکہ سُن
چکی تھی اور فرمودۂ رسولؐ سے کان آشنا تھے اس لیے وجودِ مہدیؑ اور امام حسن عسکریؑ
کے جانشین سے خائف اور دشمنِ جانی تھی۔ چنانچہ اس شبہ میں کہ کہیں واقعی یہ جعفر ہی جانشین
نہ ہو معتمد عباسی جس نے امامؑ کو زہر دیا جعفر کے بھی خلاف ہو گیا تھا۔ جعفر کے متعلق یہ بھی کہا
جاتا ہے کہ انہوں نے توبہ کرلی تھی اور وہ بجائے جعفر کذّاب کے جعفر توّاب کہے جانے لگے
تھے۔ حکومت نے انتہائی جستجو کی، امامؑ کے گھر کا محاصرہ رہا، حکم تھا کہ جس مرد یا بچہ کو پاؤ
سر قلم کر کے لے آؤ۔ حکومت کے جاسوس ایک روز گھر کی تلاشی لے رہے تھے کہ ایک دروازہ
پر پردہ پڑا ہوا نظر آیا، پردہ اُٹھایا تو دیکھا کہ ایک دریا ہے اور سطحِ آب پر ایک بچہ چٹائی
بچھائے مصروفِ نماز ہے۔ ایک سپاہی پانی میں کودا تاکہ پکڑ لائے جب ڈوبنے لگا تو ساتھیوں

نے نکالا۔ پھر دوسرے نے ہمت کی اس کا بھی یہی حال ہوا۔ یہ خبر خلیفہ کو دی گئی، حکم ہوا
کہ اس کو پوشیدہ رکھا جائے۔ لیکن معتمد خلیفہ کی موت کے بعد اس واقعہ نے شہرت
پائی اور لوگ اس دروازہ پر جس پر پردہ پڑا ہوا تھا اور سامنے پانی پر مصلّے پر امام کو
دیکھا تھا بطور یادگار و تبرک زیارت کو جانے لگے جس کو اب سرداب کہا جاتا ہے اور
یہ غیبتِ صغریٰ کی ابتدا تھی۔ رسولؐ خدا سے روایت ہے کہ اس خدا نے جس نے موسیٰؑ
کی دستِ فرعون سے دریائے نیل میں اور میری دستِ قریش سے غار میں حفاظت فرمائی
وہ میرے فرزند مہدیؑ کی جو اسلام کو زندگی بخشنے والا ہے بذریعہ غیبت حفاظت فرمائے گا۔

رازِ غیبت

انسان کی نظر باوجود عقل و علم کے عالم کے پوشیدہ اسرار تک نہیں پہونچ سکتی وہ
ہرگز ان اسباب و علل کو جو قدرت کے علم میں ہیں معلوم نہیں کر سکتا کسی کی غیبت کے
متعلق بھی یہ کہنا کہ ایسا کیوں ہوا انتہائی حماقت اور بے خبری ہے بمصلحت غیبت کو سوائے
غیب داں کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ غیبت قائم آل محمدؐ ہی کا مسئلہ نہیں بہت
سی غیبتیں ہیں جن کے اسرار سے ہم واقف نہیں۔ غیبت حضرت ادریسؑ پیغمبر۔ غیبت
حضرت صالحؑ، غیبت حضرت ابراہیمؑ، غیبت حضرت یوسفؑ، غیبت حضرت موسیٰؑ
غیبت اوصیاء موسیٰؑ، غیبت حضرت سلیمانؑ، غیبت حضرت عیسیٰؑ، غیبت آصفؑ برخیا
غیبت حضرت دانیالؑ، غیبت عزیرؑ پیغمبر، غیبت حضرت محمد خاتم النبیینؐ صلوٰۃ اللہ و
سلامہم اجمعین شعب ابو طالبؑ میں تین سال اور غار میں تین روز غائب رہے تاکہ دشمنوں
سے محفوظ رہیں۔ غیبت قائمِ آلِ محمدؐ بھی اسی وجہ سے عمل میں آئی ہے جس کو خدا بہتر
جانتا ہے کہ کب اس غیبت کو وہ ختم کرے۔ لہٰذا وہ چیز جو پردۂ غیب میں ہے اور خدا
اس کو نہیں چاہتا کہ ظاہر کرے اس کے متعلق سوال کرنا ہی فضول ہے کیونکہ وہ خود

فرماتا ہے کہ جو چیز تمہیں نہیں بتلائی گئی اس کے متعلق سوال مت کرو۔
ہم صرف اتنا سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ہمارا امتحان ہے۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے کہ صرف
یہ کہنا کہ ہم اسلام لائے کافی نہیں، امتحان بھی ضرور لیا جائے گا۔ چنانچہ قائم آل محمدؐ
کی غیبت اور ظہور سے انکار اور اقرار کر کے بہت سے امتحان میں فیل اور بہت سے
پاس ہو رہے ہیں۔ خود امامؑ زمانہ نے اپنی ایک توقیع میں جو صادر ہوئی فرمایا ہے کہ
میری غیبت مسلمانوں کا امتحان ہے اور میری غیبت عالم کو اس طرح فائدہ دے رہی
ہے جس طرح آفتاب پسِ ابر۔ اگر وجودِ آفتاب نہ رہے دنیا نہ رہے اسی طرح اگر وجودِ امامؑ
نہ رہے دنیا نہ رہے۔ قائمؑ سے دنیا قائم ہے۔

غیبتِ صغریٰ اور نوّابینِ اربعہ

دو سو ساٹھ ۲۶۰ سے تین سو تیس ۳۳۰ ہجری تک کا زمانہ غیبتِ صغریٰ کا ہے جس میں امامؑ
زمانہ کی جانب سے چار نائب یکے بعد دیگرے رابطۂ خلق کے لیے مقرر ہوتے رہے جو
لوگوں کے پیغامات اور سوالات امامؑ کی خدمت میں پہونچاتے اور امامؑ کے جوابات ان
تک پہونچاتے تھے۔ اس ستّر سال کے عرصہ میں اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ مخصوص علماء و
پرہیزگار براہِ راست بھی زیارتِ امامؑ سے شرفیاب ہوئے ہیں۔ البتہ نوّابِ اربعہ یہ وہ
حضرات تھے جن کو امامؑ نے انتہائی متدیّن، عالمِ باعمل اور انتہائی پرہیزگار ہونے کے باعث
اپنی نیابت کا شرف بخشا۔

(۱) سب سے پہلے نائب عثمان بن سعید عمروی ملقب بہ ابو عمرو ہیں ان کو امام حسنؑ
عسکری علیہ السلام نے وکیل مقرر فرمایا جو امامؑ زمانہ کے بھی وکیل رہے۔

(۲) دوسرے نائب محمد بن عثمان، عثمان بن سعید کے بڑے فرزند تھے جو بڑے جلیل القدر

عالم اور صادق القول بزرگ تھے۔ ان کو امامؑ زمانہ نے خود منتخب فرمایا۔ تین سو پانچ ہجری [۳۰۵] میں وفات پائی۔

(۳) ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی جن کو امامؑ زمانہ کے حکم سے محمدؐ بن عثمان نے مقرر کیا۔ تین چھبیس [۳۲۶] ہجری میں وفات پائی۔

(۴) شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری جو کہ بزرگانِ رجالِ اسلام معتمدینِ امامؑ اور فقہائے اسلام سے تھے چوتھے وکیل از حکمِ امامؑ مقرر ہوئے۔ تین سو انتیس [۳۲۹] ہجری کو وفات پائی۔

توقیعات حضرت مہدیؑ در غیبت

توقیعات سے مراد امامِ عصرؑ کی وہ تحریرات ہیں جو آپ کے دستخطوں سے جاری ہوئیں نائبوں کے ذریعہ یا کسی دوسرے ذریعہ سے۔

توقیع ۱ :۔ جو شخص میرا نام مجالس اور مجمع میں لے خدا کی اس پر لعنت ہو۔ اس حکم کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اغیار نام سے واقف نہ ہوں ممکن ہے دشمن جستجو میں لگ جائیں۔ دوسرے کیونکہ آپ ہمنامِ رسولؐ ہیں آپ کی کنیت بھی ابوالقاسم ہے تو کہیں یہودی یہ نہ کہنے لگیں یہ نام ہماری کتابوں میں آیا ہے یہ وہی ہے جو آئے گا اور پہلا آنے والا (معاذ اللہ) غلط دعویدار تھا۔

توقیع ۲ :۔ جو شخص میرے وقتِ ظہور کا تعین کرے یا خود کو مہدی موعود بتلائے کاذب ہے۔

توقیع ۳ :۔ جو راستہ عموی جعفر نے اختیار کیا ہے وہ راستہ برادرانِ یوسفؑ کا ہے۔

توقیع ۴ :۔ چند سوالوں کے جوابات میں آپ نے تحریر فرمایا جَو کی شراب حرام ہے، تمہارے اموال قابلِ قبول نہیں جب تک وہ طاہر و پاک نہ ہوں یعنی حقوقِ واجبہ ادا

کیے گئے ہوں خواہ وہ حقوق الناس ہوں یا حقوق اللہ اور جان لینا چاہیے کہ تمہارے دیے ہوئے سے وہ کہیں زیادہ بہتر ہے جو ہمیں خدا نے دیا ہے۔

جو شخص ہمارے ظہور کا وقت تعین کرے کاذب ہے۔ اور جو یہ گمان کرے کہ حسینؑ کربلا میں شہید نہیں ہوئے وہ آسمان پر اٹھا لیے گئے وہ گمراہ ہے۔

زمانۂ غیبت میں مسائلِ شرعیہ ہمارے راویانِ حدیث کی طرف رجوع کرو۔ کیونکہ وہ ہماری احادیث کے محافظ ہیں۔ وہ تم پر حجت ہیں۔ اور ہم ان پر حجت ہیں۔

توقیع ۵ :۔ آخری توقیع آخری نائب علی بن محمد سمری کے نام :۔ اے علی بن محمد سمری خدا تیرے دینی بھائیوں کو تیری وفات پر صبر عطا فرمائے۔ چھ روز کے درمیان تیری وفات واقع ہو جائے گی۔ سفر کی تیاری کر اور اپنے بعد کسی کو میری وکالت کی وصیت نہ کر، کیونکہ اب زمانۂ غیبتِ کبریٰ کا آغاز ہے۔ میں اب ظہور نہ کروں گا مگر جب خدا کا حکم ہو گا۔ اب ظہور جب ہو گا جب زمانہ فسادات اور ظلم و جور سے بھر جائے گا اور آسمان سے ایک آوازِ غیب آئے گی جو علامتِ ظہور ہے۔ چنانچہ چھٹے روز علی بن محمد سمری نے انتقال فرمایا۔

توقیع ۶ :۔ یہ وہ آخری توقیع ہے جو زمانۂ غیبتِ کبریٰ میں امامؑ کی طرف سے عالم جلیل شیخ مفید علیہ الرحمۃ کے نام آئی۔ امامِ عصرؑ نے جس انداز سے اس عالم کو مخاطب فرمایا ہے اس سے شیخ مفید کے مقام اور مرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔

یا ایہا الاخ الولی والشدید الرشید الشیخ المفید شکر اللہ سعیہ

دو سو دس [۲۱۰] ہجری میں یہ توقیع صادر ہوئی جس میں امامؑ نے شیخ مفید کو برادرِ رشید کہہ کر خطاب فرمایا اور ان کی کوششوں کو جو کہ سید مرتضیٰ علیہ الرحمۃ اور ان کے چھوٹے بھائی سید رضی علیہ الرحمۃ کی تعلیم میں شیخ نے فرمائیں سراہا گیا ہے۔

مدّعیان کذّاب

اکثر و بیشتر مدّعیان وکالت نے جھوٹے دعوے کیے جن کی تفصیل غیر ضروری سمجھ کر ہم نظر انداز کر رہے ہیں۔ المختصر یا تو ذلیل ہو کر وہ خود ہی بیٹھ رہے اور اعترافِ کذب کر لیا یا مومنین نے ان کو جہنم رسید کر دیا، ان کاذبین کے بارے میں اکثر توقیعاتِ امام اپنے سفراء کے پاس ہیں جس میں ان پر لعنت کہی گئی ہے۔

اُن لوگوں کا ذکر جنہوں نے صاحب الامرؑ کو دیکھا

محمدّ بن احمد انصاری سے روایت ہے کہ ہم تیس آدمی مکّہ معظّمہ میں حاضر تھے کہ ایک جوان بعد طواف ہمارے پاس آیا جس کے جمال وجلال کو دیکھ کر ہم بے اختیار کھڑے ہو گئے وہ سلام کر کے ہمارے درمیان بیٹھ گئے اور ہمیں ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ جانتے ہو ابو عبداللہ دعائے الحاح میں کیا پڑھتے تھے۔ ہم نے کہا فرمائیے فرمایا۔ یہ پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاِسْمِکَ الَّذِیْ تَقُوْمُ بِہِ السَّمَاءُ وَبِہٖ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِہٖ تَفَرَّقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَبِہٖ تَجْمَعُ بَیْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَبَیْنَ التَّفَرِّقِ بَیْنَ الْمُجْتَمِعِ وَبِہٖ اَحْصَیْتَ عَدَدَ الرِّمَالِ وَزِنَۃِ الْجِبَالِ وَکَیْلَ الْبِحَارِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَجْعَلَ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا۔

ترجمہ:۔ پروردگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس نام سے جس کے سبب آسمان و زمین قائم ہیں اور حق و باطل جدا ہوتے ہیں اور پراگندہ چیزیں جمع ہوتی ہیں اور جمع شدہ چیزیں

پراگندہ ہوتی ہیں اور ریگ کے ذرّات، پہاڑوں کے وزن اور دریاؤں کا پیمانہ اس کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔ درود ہو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر تو میرے کاموں میں کشادگی عطا فرما۔ پھر فرمایا معلوم ہے امیر المومنینؑ نمازِ واجب سے فارغ ہو کر کیا دعا پڑھا کرتے تھے فرمایا وہ دعا یہ تھی۔

اِلَیْکَ رُفِعَتِ الْاَصْوَاتُ وَدُعِیَتِ الدَّعْوَۃُ وَلَکَ عَنَتِ الْوُجُوْہُ وَلَکَ خَضَعَتِ الرِّقَابُ وَاِلَیْکَ التَّحَاکُمُ فِی الْاَعْمَالِ یَا خَیْرَ مَنْ سُئِلَ یَا خَیْرَ مَنْ اَعْطٰی یَا صَادِقُ یَا بَارِیُّ یَا مَنْ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادُ یَا مَنْ اَمَرَ بِالدُّعَاءِ وَوَعَدَ بِالْاِجَابَۃِ یَا مَنْ قَالَ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یَا مَنْ قَالَ وَاِذَا سَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْن یَا مَنْ قَالَ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَھَا اَنَا ذَا بَیْنَ یَدَیْکَ الْمُسْرِفُ وَاَنَا الْقَائِلُ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا

ترجمہ:۔ تیری ہی طرف بلند ہوتی ہیں دعا کرنے والے کی آوازیں اور تیری ہی طرف دعا کی جاتی ہے اور تیری ہی طرف مخلوق کی پیشانیاں جھکتی ہیں اور تیری طرف گردنیں جھکتی ہیں اے وہ جو ہمارے امور میں سب سے بڑا حاکم ہے۔ اے سب سے بہترین سائل کا سوال سننے والے اور اے سب سے بہترین عطا کرنے والے۔ اے صادق اے خالق اور اے وہ جو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اے وہ جس نے مخلوق کو دعا کا حکم دیا اور قبولیت کا وعدہ فرمایا اور اے وہ جس نے فرمایا مجھے پکارو میں جواب دوں گا۔ اے وہ جو ہم سے بہت قریب ہے اور دعا کرنے والوں کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ جو دعا کا حکم دیتا ہے اور

قبول فرماکر ہماری ہدایت کرتا ہے اور اے وہ جو گنہگاروں کو بخشتا ہے اور فرماتا ہے میری رحمت سے مایوس نہ ہو، میں تمام گناہ بخش سکتا ہوں اور میں بڑا بخشنے والا اور رحیم ہوں خدایا میں تیری درگاہ میں ایک خطاکار کی حیثیت سے حاضر ہوں اور کہتا ہوں کہ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو کیوں کہ وہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے۔

پھر دوسرے روز جب کہ ہم حجرِ اسود کے قریب تھے اسی نورانی صورت کو دیکھا اور ہم سے فرمایا کہ معلوم ہے حجرِ اسود کے قریب سجدہ میں سید سجاد علیہ السّلام کیا پڑھتے تھے۔ فرمایا یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

عَبْدَكَ بِفِنَائِكَ مِسْكِيْنُكَ بِفَنَائِكَ فَقِيْرُكَ بِفَنَائِكَ سَائِلُكَ بِفَنَائِكَ يَسْئَلُكَ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرُكَ

ترجمہ:۔ تیرا حقیر بندہ مسکین اور محتاج تیرے دروازہ پر سائل ہے اس چیز کا جس کو دوسرا دینے پر قادر نہیں۔

یہ کہہ کر نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ ایک شخص بوعلی محمود نے ہم سے پوچھا کہ تم سمجھے یہ کون تھے۔ ہم نے کہا نہیں تو، کہا یہ بالیقین صاحب الامر تھے ہم نے کہا کیسے، تو کہا میں سات سال سے ایک دعا کر رہا ہوں کہ خدایا مجھے صاحب الامرؑ کی زیارت سے مشرّف فرما۔ آج ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔ بوعلی کہتے کہ میں نے رسولِ خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں بوعلی تیری دعا قبول ہوئی تو نے اپنے امامؑ زمانہ کو دیکھا یہی صاحب الامر ہیں۔

شیخ جعفر طبری سے روایت ہے کہ ابوالحسن بن ابوالفضل نے کہا کہ ابی منصور وزیر سے ایک امر میں مخالفت ہو گئی اور میں اس کے خوف سے روپوش ہو گیا عالمِ پریشانی میں میں ایک شبِ جمعہ زیارت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کو گیا اور ارادہ کیا کہ رات بھر یہاں دعاؤں میں بسر کروں۔ لہٰذا ابی جعفر کلید بردار سے میں نے درخواست کی کہ وہ روضے کے

تمام دروازے بند کر دے تاکہ میں تنہائی میں دعا کر سکوں۔ بارش اور ہوا تیز تھی۔ ابوجعفر نے تمام دروازے بند کر دیے میں مصروفِ دعا تھا کہ اچانک قبرِ امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کے قریب کسی کے پیروں کی آہٹ سنائی دی۔ میں نے نظر جو اٹھائی تو دیکھا ایک شخص حضرت آدمؑ اور سائرِ انبیا اولوالعزم کی زیارت پڑھ رہا ہے اس کے بعد ہر امام کی نام بنام زیارت پڑھی مگر بارھویں امامؑ کی زیارت نہ پڑھی مجھے تعجّب ہوا۔ خیال کیا شاید بھول گیا یا شاید بارھویں امامؑ کا یہ قائل نہیں۔ پھر قبرِ امام محمد تقی علیہ السّلام پر زیارت پڑھی وہاں بھی بارھویں امامؑ کی زیارت نہ پڑھی۔ میں رعب وجلال کے باعث سوال نہ کر سکا تو میری طرف دیکھ کر کہا اے ابوالحسن ابی الفضل تو دعائے فرج سے واقف نہیں۔ میں نے کہا فرمائیے وہ کیا ہے، فرمایا پہلے دو رکعت نماز ادا کر اور پڑھ۔

يَا مَنْ اَظْهَرَ الْجَمِيْلَ وَسَتَرَ الْقَبِيْحَ يَا مَنْ لَمْ يُؤَاخِذْ بِالْجَرِيْرَةِ وَلَمْ يَهْتِكِ السِّتْرِ يَا عَظِيْمَ الْمَنِّ يَا كَرِيْمَ الصَّفْحِ يَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالرَّحْمَةِ يَا مُنْتَهٰى كُلِّ نَجْوٰى يَا غَايَتَ كُلِّ شَكْوٰى يَا عَوْنَ كُلِّ مُسْتَعِيْنٍ يَا مُبْتَدِئًا بِالنِّعَمِ قَبْلَ اِسْتِحْقَاقِهَا اس کے بعد دس مرتبہ يَا رَبَّاهُ کہو اور دس مرتبہ يَا مُنْتَهٰى غَايَتِهٖ اَعْنَاهُ۔ اس کے بعد کہو اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَاءِ وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اِلَّا مَا كَشَفْتَ كَرْبِيْ وَنَفَّسْتَ هَمِّيْ وَفَرَّجْتَ غَمِّيْ وَاَصْلَحْتَ حَالِيْ اس کے بعد دعا مانگو پھر داہنا رخسار زمین پر رکھو اور سجدہ میں سو مرتبہ کہو اَدْرِكْنِيْ اس کے بعد اَلْغَوْثَ اَلْغَوْثَ سانس ٹوٹنے تک کہو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ۔ انشاءاللہ حاجت پوری ہوگی۔ میں دعا ہی میں مشغول تھا کہ وہ نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے جا کر ابوجعفر کو یہ سب ماجرا سنایا انہوں نے کہا کہ دروازے سب بند تھے یہ سوائے امامِ زمانہ کے اور کوئی نہیں ہو

سکتا۔ صبح کو وزیر کے آدمی مجھے لے گئے وزیر خلافِ امید بڑی محبّت اور خلوص سے پیش آیا اور شکایت کی تم نے میری شکایت میرے مولیٰ صاحب العصرؑ سے کردی رات خواب میں فرمایا کہ ابوالحسن کو کیوں پریشان کیا ہے۔ میں نے کہا، میں نے شکایت نہیں کی بلکہ مولا سے دعا ضرور کی ہے اور وہ خود بحالتِ بیداری مجھے ایک دعا تعلیم فرما گئے ہیں۔ وزیر نے کہا اچھا کیا تم نے مولیٰ سے مصافحہ کیا۔ میں نے کہا، کیا تو تھا مگر یہ علم نہ تھا کہ یہ مولیٰ ہیں۔ وزیر نے اُٹھ کر میرے ہاتھ چومے۔

حکایت درویشِ مکّی

یہ بڑا مشہور واقعہ ہے۔ ایک شخص درویشِ مکّی جس نے بہت سے حج کیے تھے اور طے الارض (مہینوں کا سفر منٹوں میں کرنا) میں مشہور تھا۔ سید امیر غلام فرماتے ہیں کہ میں نے درویشِ مکّی سے خود سوال کیا کہ "طے الارض" کا معجزہ جو تمہارے متعلّق مشہور ہے اس کی حقیقت کیا ہے درویشِ مکّی نے فرمایا، واقعہ یہ ہے کہ میں ایک بڑے قافلہ کے ہمراہ حج کو جا رہا تھا کہ قافلہ سے پیچھے رہ گیا اور راستہ بھول گیا۔ قافلہ منزلوں آگے نکل گیا میں اِدھر اُدھر دوڑتا تھا۔ شدّتِ تشنگی سے بے جان ہو کر ایک جگہ بیٹھ رہا۔ سامنے سے ایک ناقہ سوار آیا اور فرمایا پیاسے ہو پانی پلایا۔ پھر فرمایا قافلہ سے بچھڑ گئے۔ میں نے کہا، ہاں۔ فرمایا آؤ۔ ناقہ پر بٹھایا تھوڑی دیر میں فرمایا اُترو منزلِ مقصود پر آگئے۔ میں اُترا ناقہ غائب ہوگیا، قافلہ کئی روز بعد آیا اور مجھے دیکھ کر وہ لوگ حیران رہ گئے کیونکہ وہ میری زندگی ہی سے مایوس ہو چکے تھے اور ان سب کو یہ یقین ہوگیا یہ شخص معجزہ طے الارض رکھتا ہے۔ بعد میں میں سمجھا یہ امام زمانہ تھے۔

قصّہ جزیرۂ خضرا

فضل ابن یحییٰ بن علی طیبی کوفی سے روایت ہے کہ میں نے شیخ شمس الدّین اور جلال الدین حلّی سے سن چھ سو ننانوے ہجری کربلا معلّیٰ میں ایک عجیب حکایت جس کو علی بن فاضل ماذندرانی نے بحرِ ابیض اور جزیرۂ خضرا کے متعلّق بیان کی تھی سُنی اور سن کر بے اختیار دل چاہا کہ میں خود بھی علی بن فاضل کی زبان سے سنوں۔ چنانچہ میں سامرّہ ملنے گیا معلوم ہوا کہ نجف اشرف کے ارادہ سے براہ حلّہ روانہ ہوا ہے میں بھی اس کے تعاقّب میں حلّہ پہونچا۔ میں نے دیکھا کہ ایک سوار سید حسن بن علی کے گھر اترا۔ میں نے پہلے کیونکہ علی بن فاضل کو نہ دیکھا تھا نہ پہچان سکا سید حسن مجھے دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ میں نے اس شخص کے بارے میں معلوم کیا۔ معلوم ہوا وہی علی بن فاضل ہے یہ سن کر میری مسرّت کی انتہا نہ رہی ملاقات ہوئی وہ میرے والد اور بھائیوں کو جانتے تھے دیر تک ان کے بارے میں معلومات کرتے رہے بڑے با اخلاق تھے گفتگو بھی عالمانہ تھی۔ میں نے خواہش ظاہر کی کہ میں جزیرۂ خضرا کا قصہ خود آپ کی زبانی سُننا چاہتا ہوں جس کی شیخ شمس الدین وغیرہ نے مجھے خبر دی ہے۔ یہ سُن کر فرمایا، اچھا سنو۔ (اس وقت سید حسن کے یہاں چند علماء اور بھی موجود تھے) فرمایا میں شہر دمشق میں شیخ عبدالرحیم حنفی سے علومِ عربیہ حاصل کرتا تھا اور شیخ زین الدین مالکی سے علمِ قرأت سیکھتا تھا۔ یہ بزرگ باوجود سنّی المذہب ہونے کے بڑے خوش اخلاق اور نیک دل انسان تھے۔ بحث و مباحثہ کے وقت جب شیعوں کا تذکرہ ہوتا تو کہتے علماءِ امامیہ کا یہ قول ہے اور دیگر معلّم اس موقع پر یہ کہتے ہیں، رافضی علماء کا یہ خیال ہے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ شیخ زین الدین کو دمشق سے مصر جانا پڑا اور کیونکہ وہ مجھ سے بے انتہا محبت کرتے تھے لہٰذا طے پایا کہ میں بھی ان کے ہمراہ جاؤں۔ چنانچہ ہم مصر کے

شہر قاہرہ میں جو وہاں کے سب شہروں میں بڑا ہے پہونچے اور شیخ نے مسجد ازہر میں قیام فرمایا۔ علماء و طلباء شیخ کی خبر سن کر شیخ کی ملاقات کو آئے اور درس و تدریس کا سلسلہ نو ماہ تک جاری رہا۔ کہ ایک روز ایک شخص نے شیخ کے پدرِ بزرگوار کا خط اندلس سے لاکر دیا کہ میں سخت بیمار ہوں تمہاری صورت دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ شیخ خط پڑھ کر اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے اور روانگی کا مصمّم ارادہ کر لیا۔ کچھ اور طلباء بھی ہمراہ ہو گئے میں بھی شیخ کے ہمراہ تھا۔ جب ہم اندلس کے ایک گاؤں باول پہونچے تو مجھے سخت بخار ہو گیا اور سفر کے قابل مطلق نہ رہا۔ شیخ یہ حالت دیکھ کر بڑے افسردہ ہوئے اور مجبوراً باول کے خطیب کو دس درہم دے کر مجھے اس کے سپرد کیا تاکہ بعد صحّت میں اندلس پہونچ سکوں۔ تین روز کے بعد بخار برطرف ہو گیا اور میں باول گاؤں کی گلیوں میں سیر و سیاحت کو نکلا۔ اتفاق سے کچھ ایسے لوگ نظر آئے جو دریائے مغرب کے پہاڑوں سے اون، روغن اور مختلف چیزیں خریدنے آئے تھے۔ میں نے اُن کے متعلق معلومات کی معلوم ہوا کہ یہ لوگ سرزمینِ بربر کے رہنے والے ہیں جو رافضیوں کے جزیرہ کے نزدیک ہے۔ رافضیوں کا نام سن کر میں خوش ہوا اور اس جزیرہ میں پہونچنے کا بے انتہا شوق پیدا ہو گیا معلوم ہوا کہ وہاں تک پہونچنے میں پچیس[۲۵] روز لگیں گے جس میں دو روز کا پیدل کا سفر بھی طے کرنا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو تین درہم کرایہ کے دیے اور میں وہاں پہونچا جہاں سے جزیرہ رافضیاں تین روز کی راہ پر تھا۔ آتشِ شوق نے پیدل چلنے پر ہی تیار کر دیا۔ چلتے چلتے ایک ایسے جزیرہ میں پہونچا جہاں تین قلعے تھے ساحلِ دریا پر واقع بڑا سرسبز و شاداب تھا۔ میں کسی مسجد کی تلاش میں گھوم رہا تھا کہ ایک مسجد نظر آئی جو غالباً جامع مسجد تھی اور کچھ ہی دیر بعد ایک مؤذن کی اذانِ ظہر کی آواز آئی جس نے اپنی اذان میں حیَّ علیٰ خیر العمل بھی کہا، بعد فراغت نماز خطیب نے اپنے خطبہ میں ظہور کے لیے دعا کی میں نے اوّل سے آخر تک طریقۂ وضو

طریقۂ نماز، قیام و قعود کو ائمّہ طاہرین کے قاعدہ پر پایا۔ مگر میں سفر کی تکان کی وجہ سے شریکِ جماعت نہ ہو سکا۔ لوگ نماز سے فارغ ہو کر میرے پاس آئے اور مجھ سے جماعت میں عدمِ شرکت اور مذہب کے متعلّق سوال کیا۔ میں نے کہا میں عراق کا رہنے والا ہوں مذہب میرا اسلام ہے اور میں نے خدا کی وحدانیت اور محمدؐ کی رسالت کی گواہی دی۔ انہوں نے کہا یہ گواہی دنیا میں زندہ رہنے کے لیے تو کافی ہے مگر آخرت کی زندگی کے لیے ایک اور شہادت کی ضرورت ہے تاکہ انسان داخلِ بہشت ہو سکے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے، تو کہا وہ شہادت یہ ہے کہ امیر المومنین اور اُن کے گیارہ وصی جو وصی رسول خدا من جانب خدا ہیں اور زمین پر من جانب خدا حجّت ہیں ہمارے امام اور پیشوا ہیں یہ سُن کر میں نے خداوند عالم کا شکر ادا کیا۔ نہایت شاد و مسرور ہوا تکانِ سفر سب کافور۔ اُنہوں نے یہ دیکھ کر کہ یہ بھی ہمارے مسلک پر ہے مجھے اس مسجد میں قیام کی اجازت دیدی اور ہر شخص میری خاطر مدارات میں منہمک تھا۔ پیش نمازِ مسجد مجھ سے کسی وقت جدا نہ ہوتے تھے اور ہر وقت میری دلداری میں مصروف تھے۔ ایک روز میں نے اُن سے کہا یہاں کے شہر والوں کے واسطے رسد اور ذخیرہ کہاں سے آتا ہے کیوں کہ میں یہاں کوئی سلسلۂ زراعت نہیں دیکھتا، تو فرمایا، یہاں تمام تر ذخیرہ جزیرۂ ابیض سے جو اولادِ صاحب الزمان کے جزائر میں سے ہے آتا ہے۔ میں نے کہا کب آتا ہے تو فرمایا سال میں دو مرتبہ۔ ایک مرتبہ آچکا ہے اور اب آنے والا ہے۔ ایک روز میں اس طرف جس طرف سے ذخیرہ کا آنا بتلایا تھا، گیا تھا غور سے دیکھ رہا تھا کہ کچھ سفیدی سی نمودار ہوئی میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اُنہوں نے غور سے دیکھ کر کہا خدا کا شکر ہے ذخیرہ آرہا ہے۔ چنانچہ ایک بڑی کشتی آئی اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے سات کشتیاں آئیں۔ کشتی میں ایک خوبرو بزرگ تھے اُنہوں نے میرے سامنے آکر مجھے سلام کیا میں نے جواب سلام دیا، فرمایا تمہارا نام علی ہے میں نے کہا بجا ہے

پھر فرمایا، تمہارے والد کا نام فضل ہے۔ میں حیران ہوا اور میں نے کہا، کیا آپ دمشق اور مصر سے ہمارے ہمراہ تھے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر آپ کو میرا اور میرے باپ کا نام کیسے معلوم ہے۔ فرمایا مجھے حکم ہے کہ میں تمہیں جزیرۂ خضراء لے جاؤں، یہ سن کر میں بے حد خوش ہوا۔ ایک ہفتہ بعد وہ مجھ کو اپنے ہمراہ جزیرۂ خضراء لے چلے۔ اُن کا اسمِ گرامی محمّد تھا۔ ہم دریا سے گذر رہے تھے اور میں دریا کے بے رنگ سفید اور شفّاف پانی کو دیکھ رہا تھا۔ تو فرمایا، علی کیا دیکھ رہے ہو یہ بحرِ ابیض ہے جو اس جزیرہ پر محیط ہے۔ یہاں کسی غیر کی کشتی نہیں آسکتی مگر حکم صاحب الزمانؑ سے غرق ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہم جزیرۂ خضراء میں داخل ہوئے۔ یہ ساحل دریا سات قلعوں پر مشتمل تھا بازار نہایت آراستہ پیراستہ خوبصورت اور پُر سامان دکانیں سنگِ مرمر کی خوبصورت عمارتیں، سرسبز باغات، درخت میوے سے لدے ہوئے۔ یہ دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ شکرِ خدا بجالایا۔ آقائے محمّد مجھے ایک مسجد میں لے گئے جہاں پر ایک بزرگ پیش نماز تھے۔ وہ بھی بڑی محبت سے پیش آئے اور میرے واسطے حکم دیا کہ ان کو اسی مسجد میں ٹھہرایا جائے۔ میں کئی روز اسی مسجد میں بہ آرام رہا۔ جمعہ کے روز جب میں نمازِ جمعہ میں شریک ہوا تو آقائے سید نے جمعہ کی دو رکعت نماز بہ نیتِ وجوب پڑھائی۔ بعد نماز میں نے سید سے معلوم کیا کہ آپ نے جمعہ کی نماز واجب کی نیت سے پڑھائی ہے۔ فرمایا ہاں۔ کیونکہ شرطِ واجب موجود ہے۔ میں سمجھا کہ امامِ زمانہ یہاں موجود ہیں۔ پھر دوسرے وقت میں نے تنہائی میں سوال کیا، کیا امامؑ وہاں موجود تھے۔ فرمایا نہیں بلکہ میں اُن کی جانب سے نائبِ خاص ہوں۔ میں نے کہا، آپ نے امامؑ کو دیکھا ہے فرمایا نہیں بلکہ میرے والد نے مجھے بتلایا ہے اور اب میں ان کی آواز سنتا ہوں۔ البتہ میرے دادا نے ان کو دیکھا بھی ہے۔ میں نے کہا یا سید یہ کیا بات ہے کہ کوئی دیکھتا ہے اور کوئی نہیں، فرمایا یہ احسانِ خداوندی ہے اس لیے اپنے بندوں

میں سے جس کو چاہا نبوّت کا مرتبہ عطا فرمایا کسی کو اپنا خاص الخاص بنایا۔ اس کے بعد سیّد میرا ہاتھ پکڑ کر ایک سرسبز باغ کی طرف لے گئے۔ ہم مصروفِ سیر و سیاحت تھے، ایسے تازہ لذیذ پھلوں سے جو کبھی دیکھے بھی نہ تھے شاد کام ہو رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے سیّد کو سلام کیا سیّد نے میرا تعارف کرایا۔ مجھے بھی سلام کیا اور چلا گیا میں نے سیّد سے پوچھا یہ کون بزرگ تھے۔ فرمایا یہ سامنے والی پہاڑی پر صاحب الامرؑ کے دو خدمتگار رہتے ہیں اُن میں سے یہ ایک تھے۔ میں ہر جمعہ کو اس پہاڑی پر جاتا ہوں۔ نہر پر وضو کر کے نماز بجالاتا ہوں اور وہاں سے زیارت امامؑ کرتا ہوں پھر ایک حکم نامہ مجھے از جانب امامؑ ملتا ہے۔ ہفتہ بھر اس پر عمل کرتا ہوں اگر تم اس پہاڑی پر جانا چاہو تو جاسکتے ہو۔ چنانچہ میں وہاں گیا۔ ایک اُن میں سے بڑے احترام سے پیش آئے دوسرے کچھ ناراض نظر آئے۔ پھر اُن صاحب نے دوسرے کو بتلایا کہ میں نے ان کو سیّد شمس الدین کی صحبت میں دیکھا تھا یہ سُن کر وہ بھی خوش ہوئے۔ پھر میں نے چشمے کے کنارے وضو کیا نماز ادا کی اور اُن سے خواہش کی کہ صاحب الزمانؑ کی زیارت سے مجھے مشرّف فرمائیں۔ اُنہوں نے انکار کیا کہ یہ بہت دشوار ہے۔ البتہ تمہارے واسطے ہم دعا کرتے رہیں گے وہاں سے میں مایوس واپس آیا معلوم ہوا کہ سیّد کہیں تشریف لے گئے ہیں۔ میں آقائے محمّد کے گھر جن کے ہمراہ کشتی میں آیا تھا چلا گیا اور سب واقعہ بیان کیا تو فرمایا اس مقام پر سوائے سیّد کے اور کوئی نہیں جاسکتا۔ میں نے اُن سے سیّد کا حسب و نسب معلوم کرنا چاہا تو فرمایا سیّد اولادِ امامؑ میں سے ہیں اور ان میں اور امامؑ صاحب الزمانؑ میں پانچ پشتوں کا فاصلہ ہے۔ پھر ایک روز میں نے سیّد شمس الدین سے درخواست کی کہ بعض مسائل میں جنہیں میں مشکوک ہوں ان کی آپ صحت فرمادیں۔ سیّد نے اجازت عطا کی۔ میں نے تلاوتِ کلامِ پاک کی اور کہا حمزہ اس طرح تلاوت کرتا ہے اور عاصم اس طرح قرأت کرتا ہے۔ سیّد نے فرمایا میں ان لوگوں کو نہیں جانتا۔ قرآن

رسولِ خدا کی ہجرت سے قبل مکہ میں نازل نہیں ہوا مگر سات حرف اور بعد ہجرت بعد
فراغت حجتہ الوداع جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ قرآن کو میرے سامنے
پڑھو تاکہ سورتوں کے آغاز و اختتام اور شانِ نزول سے پھر خبردار کر دوں۔ چنانچہ
علی بن ابیطالب، حسنین علیہم السلام، عبداللہ بن مسعود، حذلیفہ یمانی، جابر
انصاری اور بعض اصحاب نیکو کار جمع ہوئے۔ جبرئیل نے قرآن کی ترتیب اور شانِ
نزول بتلائی اور امیر المومنینؑ نے اس کو ورق پوست پر لکھا پس یہ سب آیات
قرأت امیر المومنینؑ کے مطابق ہیں۔ میں نے کہا یا سید بعض آیات ایسی ہیں جن کا
مقدّم اور موخّر سے کوئی تعلق نہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا اس کا راز یہ ہے کہ
بعد رحلت رسولؐ جب امیر المومنین نے اس قرآن کو جو رسولؐ کی موجودگی میں ترتیب وار
جمع کیا تھا پیش کیا تو قرآن کے مالک بن بیٹھنے والوں نے باب العلم سے قرآن
لینے سے انکار کر دیا اور یہ کہدیا کہ ہمیں تمہارے اس قرآن کی ضرورت نہیں۔ بحوالہ۔
(بحار الانوار جلد سیزدہم صفحہ ۲۱۴)

اور کیونکہ یہ قرآن ان لوگوں نے اپنے مختلف ہمنوا لوگوں کو بلا کر ایک ایک آیۃ کو ان کے
کہنے پر جمع کیا ہے جن کی اپنی رائے اس کے متعلق کچھ بھی نہ تھی اس لیے بے ربط
ہے۔ بار ربط قرآن سلسلہ بہ سلسلہ صاحب الزمان کے پاس ہے مگر ہمارے تمام
ائمہؑ نے اسی قرآن پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے اس لیے ہمارے لیے یہی قرآن
کافی ہے جس طرح اور ائمہؑ کے زمانہ میں اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔

علی بن فاضل کا بیان ہے کہ میں سید کے ہمراہ نمازِ جمعہ ادا کر رہا تھا کہ مسجد کے باہر ایک شور ہوا بعد
فراغت جب میں نے باہر نکل کر دیکھا تو لوگ نعرے لگا رہے تھے میں نے سید سے حال معلوم کیا
تو فرمایا یہ صاحب الزمانؑ کا لشکر ہے اور ہر ماہ کے درمیان جمعہ کو اسی طرح خدا سے ظہورِ امامؑ کی دعا کرتے
ہیں میں نے کہا یا سید ظہور امامؑ کب ہوگا تو فرمایا اے برادر اس کا علم تو خود صاحب الامرؑ کو بھی نہیں سوائے خدا کے۔

البتہ کچھ علامات ہیں جن سے ظہور کے وقت کا پتہ چلے گا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ذوالفقار
نیام سے خود بخود نکل کر آواز دے گی کہ اے ولی اللہ! بنام خدا اُٹھ اور دشمنوں کو تہہِ
تیغ فرما۔ اس کے علاوہ تین آوازیں آئیں گی جن کو سب سنیں گے۔ پہلی آواز "مومنو!
قیامت نزدیک آگئی"۔ دوسری آواز۔ "خدا کی لعنت اُن پر جنھوں نے محمدؐ و آلِ
محمدؐ پر ظلم و ستم کیا"۔ تیسری آواز۔ "سورج میں ایک مجسمہ یہ کہتا نظر آئے گا کہ خدا نے
مہدیؑ جس کا نام محمدؐ ہے اس کو مبعوث فرمایا اس کی اطاعت کرو"۔ میں نے کہا اے
سید لوگ کہتے ہیں کہ صاحب الزمانؑ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ بعض کہتے ہیں ہم
نے دیکھا ہے یہ کیا بات ہے۔ فرمایا کیونکہ دشمن ان کے سخت خلاف ہیں اس لیے یہ احتیاط
ہے ورنہ وہ نظر آتے ہیں۔ کیا اے علی تم نے انھیں دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہرگز نہیں، تو
فرمایا کہ فلاں موقع پر دمشق سے نکل کر جب تم قافلہ سے پیچھے رہ گئے تھے تو تمہیں کس نے
بیدار کیا تھا۔ میں نے کہا ہاں، پھر فرمایا مصر سے چل کر جب تم بیمار ہو گئے تھے تو بعد صحت
تمہیں ایک قافلہ تک کس نے پہونچایا تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا وہ تمہارے امام صاحب
الزمانؑ تھے۔ تم نے انھیں دو مرتبہ دیکھا ہے مگر پہچانا نہیں۔ میں نے کہا آقائے سید یہ تو
فرمائیے۔ علمائے شیعہ کہتے ہیں کہ صاحب الزمانؑ نے خمس کو شیعوں کے واسطے مباح کر دیا
ہے اس کی کیا حقیقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شیعہ اولادِ علیؑ و فاطمہؑ سے ہیں اُن کو
اجازت ہے کہ وہ خمس کو اپنے لیے خرچ کریں۔ اس کے بعد سید نے فرمایا قائمِ آلِ محمدؐ مکہ میں
طاق سال میں ظہور فرمائیں گے۔ میں نے کہا کہ اے سید میں چاہتا ہوں کہ ظہورِ امامؑ تک
آپ ہی کے پاس قیام کروں۔ فرمایا تمہارے وطن واپسی کا حکم تو میرے پاس آچکا ہے
میں اس کی مخالفت نہیں کر سکتا اور خود تم کو بھی نہیں کرنی چاہیے۔ تم صاحبِ عیال ہو
وطن سے زیادہ دیر باہر نہیں رہنا چاہیے۔ آقائے سید نے مجھے بعد چند نصائح جانبِ
عراق رخصت فرمایا۔ میں نے کہا یا سید میں اس سال حج کا ارادہ رکھتا ہوں کیا صاحب

الزمانؑ اس سال بھی حج کو تشریف لے جائیں گے۔ تو فرمایا اے ابن فاضل ساری دنیا مومن کے قدم کے نیچے ایک قدم ہے پھر اس کے لیے جس کے لیے دنیا پیدا کی گئی ہو اور جس کی وجہ سے دنیا قائم ہو۔ قائمِ آلِ محمدؐ ہر سال حج کو اور اپنے آباؤ اجدادِ طاہرین کی زیارت کو تشریف لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد مجھے پانچ درہم عطا فرمائے جن پر کلمۂ طیبہ مع اسمِ مبارک قائمِ آلِ محمدؐ تحریر تھا جو میرے پاس بطور تبرک اب بھی موجود ہیں۔

سعد بن عبد اللہ سے معتبر روایت ہے کہ میں ایک روز خدمتِ امام حسن عسکریؑ میں پہونچا تاکہ امامؑ سے کچھ سوالات کے جوابات معلوم کروں۔ احمد بن اسحاق بھی میرے ہمراہ تھے ان کے پاس مالِ امامؑ سے کچھ تھیلیاں تھیں جو امامؑ کی خدمت میں اُنہوں نے پیش کیں۔ امامؑ نے اپنے قریب ایک بچّہ کو جس کی پیشانی کے نور سے وہ مقام نورٌ علیٰ نُور بنا ہوا تھا، اشارہ کیا، بچّہ نے ان تھیلیوں کے دینار نکالے اور کچھ ایک طرف اور کچھ دوسرے طرف رکھے اور فرمایا یہ حصّہ جائز مال اور وہ حصّہ مالِ حرام سے ہے۔ اس کو اُٹھالو۔ یہ ہمارے کام کا نہیں اور ایک تھیلی کی کُل رقم واپس کردی اور فرمایا یہ اس غلّہ کی رقم ہے جو خریدتے وقت بڑے پیمانہ سے اور فروخت کرتے وقت چھوٹے پیمانہ سے لی اور دی گئی۔ لہٰذا یہ کُل رقم ناجائز ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو پارچہ ہمارے واسطے فلاں ضعیفہ نے بھیجا ہے وہ لاؤ۔ احمد بن اسحاق اس کو خورجین میں رکھ کر بھول گیا تھا اس کے لینے کو گیا۔ امامؑ زادہ نے فرمایا اے سعد جن امور میں تو متردد ہے وہ کیوں نہیں پوچھتا۔ میں نے عرض کیا کہ اے امامؑ ابنِ امامؑ اکثر میں یہ سوچا کرتا ہوں کہ رسولؐ خدا اپنی بیویوں کے طلاق کی اجازت حضرت علیؑ کو دے گئے تھے حالانکہ بعد رحلتِ رسولؐ، ازواجِ رسولؐ تو خود بخود آزاد ہوگئیں ان کو طلاق دینے کی کیا ضرورت باقی رہی۔ امامؑ زادہ نے فرمایا جانتے ہو طلاق سے کیا مراد ہے۔ میں نے کہا عورت کو آزاد کردینا تاکہ جس کے ساتھ چاہے عقد کرلے۔ آپ نے فرمایا اگر وفات رسولؐ نے ان کو اس طرح آزاد کردیا

تھا پھر اُن پر عقد کرنا حرام کیوں تھا۔ میں نے کہا کیونکہ خدا نے حرام کردیا تھا۔ فرمایا جب خدا نے حرام کردیا تھا پھر بعد وفاتِ رسولؐ وہ کس طرح آزاد ہوسکتی ہیں۔ میں نے کہا پھر اس طلاق سے جس کا اختیار رسولؐ نے امیر المومنینؑ کو دیا مجھے مطلع فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کیونکہ خدا نے ازواجِ رسولؐ کو اُمہات المومنین (مومنوں کی مائیں) کہا تھا تو رسولؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ میری ازواج میں سے اگر کوئی ایمانی راہ سے بھٹکے تو میں اجازت دیتا ہوں کہ تم اس کو طلاق دے دو یعنی لفظِ ام المومنین سے محروم کردو۔ پھر میں نے کہا کہ مولا یہ فرمائیے کہ موسیٰؑ سے جو خداوند عالم نے یہ فرمایا کہ نعلین اُتارو یہ وادیٔ مقدس ہے تو کیا واقعی حضرت موسیٰؑ نعلین پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا موسیٰؑ نبی تھے اور وہ وادیٔ مقدس کے احترام کو جانتے تھے نعلین پہن کر کیسے جاسکتے تھے۔ کیونکہ اس کی بارگاہ میں دنیا اور مافیہا کی محبت ترک کر کے جارہے تھے اور خدا کی درگاہ میں مناجات بھی کرچکے تھے کہ میں سب کی محبت سے دل کو خالی کر کے صرف تیری محبت دل میں لیے حاضر ہو رہا ہوں حالانکہ اہل و عیال کی محبت موسیٰؑ کے دل میں باقی تھی اس لیے خدا نے اس محبت کو کہا کہ نعلین کو یعنی محبتِ اہل و عیال کو جو میری محبت کے مقابل نعلین کے برابر ہے دل سے نکال کر آؤ۔ پھر میں نے کہا مولا۔ کھٰیٰعٓصٓ سے کیا مطلب ہے فرمایا الفاظِ غیب ہیں۔ خداوند عالم نے اپنے بندہ زکریاؑ کو مطلع فرمایا، پھر اپنے رسول محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مطلع فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ زکریاؑ نے خدا سے درخواست کی کہ پنجتن پاک کے نام مجھے تعلیم فرما۔ خدا نے بذریعہ جبریلؑ نام تعلیم فرمادیے۔ جب جناب زکریاؑ یہ نام لیتے تو آخری نام حسینؑ پر آتے تو بے اختیار رو پڑتے۔ جناب زکریاؑ نے درگاہِ باری میں مناجات کی بارِ الٰہا، یہ کیا راز ہے کہ جب میں حسینؑ کا نام لیتا ہوں تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے ہیں آواز آئی اے زکریاؑ۔ کاف سے

مطلب کربلا۔ "ھا" سے مطلب ھلاکت "یا" سے مطلب "یزید" "قاتلِ حسینؑ" عین
سے مطلب عطش (پیاس) ہے اور "صاد" سے مراد صبر حسینؑ ہے۔ یہ سن کر زکر
علیہ السّلام بے اختیار رو دیے اور تین روز تک مسجد سے باہر نہ نکلے اور رو رو کر درگا
الہٰی میں دعا کی کہ پروردگار حسینؑ کے غم میں تیرے حبیبؐ اور علیؑ و فاطمہؑ کا کیا حا
ہوگا۔ پالنے والے مجھے بھی ایک پسر عنایت فرما اور اس کی محبت بھی میرے دل م
ایسی ہی پیدا فرما، اس کے بعد اس کی شہادت سے میرے دل کو بھی اسی طر
غمگین اور پُر درد فرما جس طرح اپنے حبیبؐ کے دل کو شہادتِ حسینؑ سے درد ہو
ہے۔ دعائے زکریاؑ قبول ہوئی یحییٰؑ جیسا پسر عنایت ہوا اور شہادت کا منظر دیکھ

اس کے بعد امام حسن عسکری علیہ السّلام نماز کو تشریف لے گئے۔ احمد بن اسحاق
میں نے دیکھا کہ ملول و غمزدہ آرہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کیا وجہ ہے تو بتلایا
وہ پارچہ جو اس ضعیفہ نے مجھے دیا تھا کھو گیا ہے تلاشِ بسیار کے بعد بھی نہیں ملا
میں نے کہا پریشانی کی کیا بات ہے۔ امامؑ کو جا کر مطلع کر دو۔ احمد اندر گئے اور وہا
سے ہنستے ہوئے آئے۔ میں نے وجہ پوچھی تو بولے اس کپڑے پر امامؑ نماز ادا کر رہے ہیں

کتاب الغیبۃ میں کلینی علیہ الرحمہؒ سے روایت ہے کہ احمد بن فارس
نے بیان کیا کہ شہر ہمدان میں ایک جماعت جو بنی راشد کے نام سے مشہور تھی سب
کے سب شیعہ تھے اور امامیہ مذہب رکھتے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے
کہ ہمدان میں صرف ایک یہی جماعت مذہبِ شیعہ رکھتی ہے۔ ان کے ایک متقی اور
پرہیزگار بزرگ نے کہا ہمارے جدِ اعلیٰ جن سے ہم منسوب ہیں اُن سے روایت ہے کہ
جب ہم حج سے واپس آرہے تھے تو میں اپنی سواری سے اُتر کر کچھ دور پیدل چلا
اور تھک گیا تو ایک جگہ سائے میں دم لینے بیٹھ گیا کہ غنودگی غالب ہوئی اور قافلہ دور
نکل گیا۔ جب بیدار ہوا تو آفتاب کافی طلوع ہو چکا تھا۔ دھوپ میں شدت تھی۔

حیران ہوا۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کروں۔ خدا پر توکّل کر کے ایک سمت روانہ ہو گیا۔ کچھ
دور گیا تھا کہ ایک سرسبز اور شاداب باغ نظر آیا اور اس میں ایک نہایت خوبصورت
قصر دکھائی دیا۔ بے اختیار میں اس طرف بڑھا۔ دو خوش پوش خدمتگار میں نے دیکھے
ان کو میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جوابِ سلام دیا اور کہا اسی جگہ توقف کرو۔ اور حکم کے
منتظر رہو۔ ایک ان میں سے اندر گیا اور آ کر مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ جب میں اس
محل میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک خوبصورت نورانی نوجوان کو تخت پر جلوہ
افروز پایا۔ جن کے بالائے سر ایک تلوار نہایت چمکدار لٹکی ہوئی تھی۔ میں نے سلام
کیا جوابِ سلام دے کر فرمایا جانتے ہو میں کون ہوں۔ میں قائمِ آلِ محمدؐ ہوں جو
آخرِ زمانہ میں خروج کروں گا اور اس تلوار سے دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دوں گا۔
جب میں نے یہ سنا تو اپنی پیشانی خاک پر ملی تو بگڑ کر فرمایا ایسا نہ کر۔ پھر میرا نام لیکر
فرمایا کہ ہمدان کا رہنے والا ہے۔ میں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر فرمایا اپنے اہل و عیال
کی طرف جانا چاہتا ہے۔ خادم کو حکم دیا۔ ایک تھیلی اس نے مجھے دی اور کچھ دور
میرے ہمراہ آیا اور کہا دیکھ کیا نظر آتا ہے۔ میں نے دیکھا تو ہمدان کے نشانات
تھے۔ ہم سب اسی کی اولاد ہیں۔ اور بحمد اللہ سب کے سب اثناء عشری ہیں۔

انتظار

انتظار کے معنی راہ دیکھنا۔ جو فطرتِ انسانی میں داخل ہے۔ کون انسان عاقل ہے جس کی زندگی امید سے خالی ہے۔ جب تک زندگی ہے امید ہے اور جب تک امید ہے زندگی ہے اور جب تک امیدیں رہیں گی انتظار رہے گا۔ لہٰذا انتظار فطرتِ انسانی ہے جس کے لیے کسی دلیل وثبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ کوئی انسان بھی خالی از انتظار نہیں۔ امیدیں اچھی ہوں یا بُری ہر شخص اس کی بار آوری کا منتظر ہے کسی کو اپنے عزیز یا رفیق کے آنے کا انتظار ہے کوئی دوست کے انتظار میں بیٹھا ہے۔ کوئی صحت کے انتظار میں لیٹا ہے کوئی فارغ التحصیل ہونے کا انتظار کر رہا ہے۔ کوئی امیدوں کی برآوری کے انتظار میں ہے۔ الغرض۔ ہر کس بخیالِ خویش خبطے دارد۔ مگر ہمیں یہاں ایک ایسے انتظار کا ذکر مقصود ہے جس کو عالمِ انسانیت کی ہر فرد کر رہی ہے اور وہ ایک سچے رہبر، منصف ہادی اور کامل مصلح کی آمد کا انتظار ہے۔

(۱) اسلام کی نظر میں اس ہادی کا نام مہدی ہے جس کے ظہور پر عالمِ امکان عدل و انصاف سے پُر ہو جائے گا۔

(۲) زرتشتیوں کی نظر میں اس کا نام یزداں ہے جو اہرمن سے جنگ کر کے دنیا کو ظلم و جور سے نجات دلائے گا اور عالم کو انصاف و عدل سے بھر دے گا (کتاب معروف زند)

(۳) جاماسپ، کتاب جاماسپ نامہ میں تحریر کرتا ہے کہ ایک مردِ عرب سے بزرگ سر، بزرگ تن، بزرگ ساق جو اپنے جد کے مذہب پر ہو گا نمودار ہو گا جو مع لشکر ایران کا رُخ کرے گا اور زمین کو عدل و داد سے بھر دے گا۔

(۴) ہندی اور برہمنوں کی نظر میں کتاب (دوشن جوگ) میں تحریر ہے کہ دنیا ایک

ایسے شخص پر ختم ہو گی جو خدا کو بہت دوست رکھتا ہو گا اور اُس کے بندگانِ خاص سے ہو گا جس کا نام مبارک اور عمدہ ہو گا۔

(۵) ایک دوسری کتاب (ویدہ) میں لکھتا ہے کہ دنیا کی خرابی پر ایک بادشاہ آخر زمانہ میں پیدا ہو گا جو خلائق کا رہبر ہو گا جس کا نام منصور ہو گا۔ تمام عالم پر حکومت کرے گا اور سب کا ایک دین ہو گا۔

(امامؑ کا ایک نام منصور بھی ہے۔ مترجم)

(۶) برہمنوں کی مقدس کتاب (دادا تشک) میں ہے کہ ایک دستِ حق آئے گا اور تمام دنیا پر حکومت کرے گا اور مخلوق کو راہِ ہدایت دکھائے گا۔

(۷) ہندوؤں کی کتاب (پاتیکل) میں ہے جب دنیا ختم ہو گی تو ایک نیا دور شروع ہو گا اور ایک نیا بادشاہ ظہور کرے گا۔ جو دنیا کے دو پیشواؤں کا فرزند ہو گا۔ ایک آخر الزماں اور دوسرا (بشن) اور وہ آنے والا بادشاہ راہنما ہو گا جو حق کی جانب سے آئے گا اور رام کا جانشین ہو گا۔ جو بہت سے معجزات دکھلائے گا۔

(۸) ہندوؤں کی کتاب (باسک) میں ہے۔ کہ ایک ایسا عادل بادشاہ جو کہ فرشتوں، پریوں اور آدمیوں کا پیشوا ہو گا، آسمان اور زمین کے تمام تر حالات سے باخبر ہو گا، دنیا میں اس سے بزرگ تر کوئی نہ ہو گا آخر زمانہ میں آئے گا۔

(۹) کتاب تورات کے (مزامیر داؤد) کے مزمور ۳۷ میں تحریر ہے کہ شریر ختم ہو جائیں گے اور حکیم اور صلحا زمین کے وارث ہوں گے۔ اسی کتاب کے بائیسویں[۲۲] جملہ میں تحریر ہے کہ خدا کے نیک بندے وارثِ زمین ہوں گے اور ملعون فنا ہو جائیں گے اور انتیسویں[۲۹] جملہ میں تحریر ہے کہ صدیق وارثِ زمین ہو جائیں گے اور ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۰) کتاب (حبقوق) نبی فصل سات میں تحریر ہے کہ۔

(۱) اگرچہ تاخیر سے آئے مگر منتظر ہو کیونکہ ضرور آئے گا اور تاخیر نہ کرے گا۔ تمام اُمتوں

کو ایک جگہ جمع کرے گا۔

(۱۱) کتاب اشعیائے نبی، فصل گیارہ میں تحریر ہے کہ ایک بزرگ درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ برآمد ہوگی جو گمراہوں کو عادل، مسکینوں کو ہدایت دے گی۔ اور بھیڑیا، بھیڑ کا دوست بن جائے گا۔

(۱۲) انجیل متی، فصل چوبیس میں ہے کہ مشرق سے مغرب تک ایک بجلی نمودار ہوگی اور ایک فرزند انسان ظاہر ہوگا اور فرشتہ بلند آواز سے صور پھونکے گا۔

(۱۳) انجیل لوقا، میں بارہویں فصل میں تحریر ہے کہ کمربستہ اور چراغ افروختہ رہو اور اس طرح رہو جیسے کسی آقا کا انتظار کر رہے ہو۔

الغرض مشرق ہو یا مغرب، عیسائی ہو یا یہودی، چینی ہو یا مصری ہر ایک، ایک نجات دہندہ ہادی کے انتظار میں ہے۔ اور یہی وہ انتظار ہے جو اقوام عالم کے ایمان کو روشن تر، عزائم کو قوی تر، فکر کو بیدار تر اور راہ رَو کو ایک اچھی منزل تک لے جانے میں مدد دیتا ہے جس کا عقلی فائدہ یہ ہے کہ انسان مستقبل کی کامیابیوں سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ ہر فرد، ہر قوم اور ہر جماعت ایک آنے والے رہبر، رہنما، مصلح، ہادی اور مہدی کے انتظار میں ہے۔ ہم نظریۂ اسلام کی وضاحت کے لیے کچھ روایات پیش کر کے ثوابِ انتظار پر مجملاً روشنی ڈالیں گے۔

ثوابِ انتظار بقولِ صادقِ آلِ محمدؐ

کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایسے شخص کے بارے میں جو ائمہ برحق کا ماننے والا ہو اور انتظارِ قائم آلِ محمدؐ میں دنیا سے کوچ کر جائے، آپ کیا فرماتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی وقتِ ظہور قائمؑ اُن کے ہمراہ ہو اور رحلت کر جائے۔ (بعد قدرے سکوت فرمایا) بلکہ اس کی مثال اس شخص کی ہے جو رسولؐ کے ہمراہ

جنگ میں شہید ہو جائے۔ اس سے واضح ہوا کہ انتظارِ قائم آلِ محمدؐ وہ عبادت ہے جس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اگر انسان اپنی فرض عبادات کے ساتھ اس عبادت پر بھی ایمان رکھے تو اس کی نجات میں شک، قولِ امامؑ میں شک کے مترادف ہوگا۔

حدیثِ اہل سنت دربارۂ مصلحِ جہاں

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن کی موجودگی میں احادیث و روایات کی کیا ضرورت ہے۔ بظاہر یہ کہنا کہ حسبنا کتاب اللہ یعنی اللہ کی کتاب قرآن ہمارے لیے کافی ہے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن خود کہہ رہا ہے کہ مجھ میں ہر چیز کا بیان ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیث کی صحت اور عدم صحت پر کسی صحیح فیصلہ تک پہونچنا دشوار ہے۔ اس لیے حدیث ناقابلِ اعتبار ہے لیکن ہم بحیثیت ایک مسلمان کے ہرگز قرآن پر بغیر حدیث کے عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔

(۱) منکرانِ حدیث صحیح درحقیقت منکرِ قرآن ہیں۔ کیونکہ قرآن نے حدیثِ پیغمبرؐ پر عمل کرنے کو واجب قرار دیا ہے چنانچہ قرآن کہتا ہے۔ جو کچھ رسولؐ تمھیں دے وہ لو اور جس سے منع کرے ترک کر دو۔

(۲) اگر حدیث سے روگردانی کی گئی تو گویا قرآن کے عملی پہلو کو چھوڑ دیا گیا۔ کیونکہ قرآن کی تمام تر ضروری تفسیر عملِ رسولؐ میں ہے اس کو چھوڑ کر ہم آئینِ قرآن کو صحیح طور سمجھ نہیں سکتے۔ لہٰذا احادیثِ اہل سنت سے یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ مصلحِ جہاں کون ہے۔

بالعموم مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ ایک مردِ بزرگ ہے جس کا نام مہدی ہے چنانچہ ہم اس انتظار کی بحث کے سلسلہ میں دیکھتے ہیں کہ وہ رہبر خاندانِ پیغمبرؐ سے ہے جس کا مہدی نام ہے۔ چنانچہ وہابی بھی اسی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ مکہ معظمہ کا ایک رسالہ (رابطہ عالم اسلامی) رقمطراز ہے کہ ظہور مہدی مکہ سے ہوگا اور ظلم وستم کو خداوند عالم

بوسیلۂ مہدیؑ ختم کر کے زمین کو انصاف سے بھر دے گا اور خلفاءِ راشدین کی تعداد بارہ[12] ہے جن کی خبر رسولؐ سے کتبِ صحاح نے دی ہے۔ احادیثِ متعلقہ مہدیؑ اکثر صحابۂ پیغمبرؐ سے نقل کی گئی ہیں جن میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

راویانِ حدیث دربارۂ مہدیؑ:

علیؑ بن ابیطالبؑ۔ عثمان بن عفان۔ طلحہ بن عبیداللہ، عبداللہ بن عوف، عبداللہ بن عباس، عمار یاسر، عبداللہ بن مسعود۔ ابوسعید خدری، ثوبان، قرہ بن اساس، عبداللہ بن حارث، ابوہریرہ حذیفہ بن یمان، جابر بن عبداللہ، ابوامامہ، جابر ابن ماجد، عبداللہ ابن عمر، انس ابن مالک، عمر ابن حصین، ام سلمیٰ۔ ان کے علاوہ بھی اکثر معتبر محدثین سے روایت ہے علاوہ بریں اکثر کتب مشہور اہلِ سنّت مثلاً۔ سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، ابن ماجہ ابن عمرو الدانی، مسند احمد، ابن یعلی و بزاز، صحیح حاکم، معاجم طبرانی، رویانی، دارقطنی ابونعیم در اخبار مہدیؑ، خطیب در تاریخ بغداد، ابن عساکر در تاریخ دمشق وغیرھم بعض مخصوص کتب جو دانشمندانِ اسلامی نے اس سلسلہ میں تصنیف کی ہیں مثلاً ابونعیم در اخبار مہدیؑ، ابن حجر در (علاماتِ مہدیؑ) ادریس العرقی نے کتاب (المہدی) میں ابوالعباس نے کتاب ابن خلدون میں اور مدینہ منورہ کے رسالہ جامعہ اسلامیہ کے مدیر نے لکھا ہے کہ خروجِ مہدیؑ اہلِ سنت کے معتقدات میں سے ہے جس سے کسی اہلِ سنّت کو انکار نہیں ہے۔ بلکہ خروج پر یقین واجب ہے۔

چند احادیث معروف ترین علماءِ اہلِ سنّت:

(۱) دانشمند معروف شیخ منصور علی ناصف اپنی کتاب (التاج) جامع الاصول میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ ماضی اور حال کے تمام دانشمند تسلیم کرتے ہیں کہ آخر کار ایک مرد

اہل بیتؑ پیغمبرؐ سے ظاہر ہوگا جو تمام ممالکِ اسلامیہ پر غالب آجائے گا سب اس کی پیروی کریں گے جو عدل کو عام اور ظلم کو تمام کر دے گا۔ اس کا نام مہدیؑ ہوگا۔ اور یہی روایت اکابر محدثین، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، الطبرانی، ابی یعلی، والبزاز والامام احمد، حاکم وغیرھم سے بھی مروی ہے۔

(۲) خود ابن خلدون جو احادیث مہدیؑ کا مخالف ہے۔ لکھتا ہے کہ تمام مسلمانوں نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک شخص اہل بیتؑ پیغمبرؐ سے ظاہر ہوگا جو عدل کو عام کر دے گا۔ ص ۳۱۱

(۳) محمد شبلنجی دانشمند معروف مصری اپنی کتاب "نورالابصار" میں رقم طراز ہیں کہ پیغمبرؐ اسلام سے تواتر کے ساتھ یہ روایت ہے کہ ایک مرد اہلبیتؑ سے آخر زمانہ میں ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و داد سے بھر دے گا۔ ۱۵۷

(۴) شیخ محمد صبان نے اپنی کتاب "اسعاف الراغبین" میں صفحہ ۱۳۸ پر لکھا ہے کہ اخبار جو پیغمبرؐ سے منسوب ہیں گواہی دیتے ہیں کہ ایک مرد اہلبیتِ پیغمبرؐ سے آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

(۵) ابن حجر نے صواعق محرقہ میں صفحہ ۹۹ پر بعینہٖ یہی عبارت نقل کی ہے۔

ان شواہد کے بعد اگر کسی میں قدرے ایمان اور انصاف ہے تو وہ ظہورِ مہدیؑ سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔

اعتراضاتِ مخالفینِ مہدی

مخالفین مہدیؑ کی تعداد اگرچہ آٹے میں نمک کی برابر ہے اور تمام راویان و علماءِ اہلِ سنّت نے مخالفوں کی نہ صرف مخالفت بلکہ مذمّت بھی کی ہے لیکن پھر بھی ان کے اعتراضات کے جوابات سے ہم ان کو ان کی کٹھ حجتی کو منظرِ عام پر لانا چاہتے ہیں۔ ان کے اعتراضات کو پانچ حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) اسناد اخبار مہدیؑ معتبر نہیں۔

(۲) اخبار مذکور کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔

(۳) ان اخبار نے مدعیان مہدویت کو فائدہ پہونچایا۔

(۴) اخبار مہدیؑ معاشرۂ اسلامی میں جمود کا باعث ہیں۔

(۵) یہ اخبار مذہبِ شیعہ کے مفاد کے حق میں ہیں۔

جواب ۱ : احادیث مہدیؑ شیعوں کے علاوہ تمام محدّثین اور اکابر علماءِ اہل سنّت سے بھی مروی اور ان کی معتبر کتب میں موجود ہیں۔ لہٰذا کسی ایک یا دو مخالفِ حدیث کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ وہ تمام مستند اور معتبر علماءِ سنت اور اُن کی تصانیف کو غیر مستند قرار دیدے۔

جواب ۲ : احادیثِ مہدیؑ میں ہمیں کوئی بات خلاف عقل نظر نہیں آتی۔ اس میں کون سی بات خلاف عقل ہے کہ اہلبیتؑ رسولؐ اور اولاد فاطمہؑ سے ایک شخص ظاہر ہوگا۔ اور باطل کا نام و نشان مٹا کر حق کے نور سے دنیا کو منوّر کردے گا اور اگر بالفرض ظہورِ مہدی کے سلسلہ میں کوئی معجزانہ پہلو ہو بھی تو بھی وہ کب قابلِ انکار ہوسکتا ہے معجزہ تو کہتے ہی اس کو ہیں جو عقل میں نہ آئے۔ کیا آپ انبیاءِ کرام

کے معجزات سے جو مطلق عقل میں نہیں آتے انکار کرسکتے ہیں۔؟

جواب ۳ :۔ یہ صحیح ہے کہ اس حقیقت یا اس تصوّر نے بہت سے غلط دعویدار مہدی پیدا کرنے کا موقع دیا۔ لیکن ایک حقیقت کو کیا صرف اس لیے پوشیدہ رکھا جا سکتا ہے کہ کوئی غلط دعویدار نہ پیدا ہوجائے۔ کیا نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے خوف سے منصبِ نبوت ہی سے انکار کردینا چاہیے۔ کیا اس خوف سے کہ کہیں دنیا میں خدا کے غلط دعویدار نہ پیدا ہوجائیں خدا کے وجود سے انکار کردینا چاہیے۔

جواب ۴ :۔ اخبار مہدی معاشرے میں ہرگز جمود اور سستی کا باعث نہیں ہوئے۔ بلکہ جس طرح اعتقادِ خدا مشکلات اور سختیوں میں طاقت بخشتا اور برآوریٔ اُمید کا اطمینان دلاتا ہے اسی طرح اعتقادِ مہدیؑ ہمیں ولولہ انگیز جوش و خروش کے ساتھ مستقبل کی خوش کن تصویر دکھلا کر مصائب پر صبر اور پیش رفت و ترقی کا سبق سکھاتا ہے۔

جواب ۵ :۔ یہ کہنا کہ یہ احادیث کیونکہ مذہبِ شیعہ سے تعلّق رکھتی اور اس مذہب کو فائدہ پہونچاتی ہیں لہٰذا انہیں نہیں ماننا چاہیے۔

اوّل تو یہ حدیث متفقہ بین الفریقین ہے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کرچکے ہیں۔ علاوہ بریں اگر اس حدیث سے مذہبِ شیعہ کو فائدہ پہونچتا ہے تو اس میں حدیث اور مذہبِ شیعہ کا کیا گناہ ہے اور یہ کہاں کا اصول ہے کہ کسی چیز کو یہ کہہ کر ترک کردیا جائے کہ یہ فلاں مذہب سے تعلّق رکھتی ہے کہاں کی دانشمندی ہے۔ شیعہ نماز پڑھتے ہیں تو یہ کہہ کر کہ کیونکہ نماز ان کا طریقہ ہے لہٰذا ہمیں ترک کردینا چاہیے۔ شیعوں کے اصولِ دین میں امامت اور عدل بھی داخل ہے لہٰذا ہمیں اپنے اصول بلکہ فروع سے بھی امامت و عدل کو نکال دینا چاہیے۔ "بریں عقل و دانش بباید گریست"۔

گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک قابل لائق ڈاکٹر کی دوا اس لیے نہ کھانی چاہیے کہ صحت یابی پر ڈاکٹر کو فائدہ پہونچے گا اور اس کی شہرت میں اضافہ ہوگا۔

حدیثِ شیعہ دربارۂ مہدی عجل اللہ فرجہ

مذہبِ شیعہ میں یہ مسئلہ ذرا وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ اہلِ سنّت اس مسئلہ پر اعتقاد تو رکھتے ہیں مگر اس کو فروعی مانتے ہیں لیکن شیعہ اس مسئلہ کو جزوِ اصولِ اصلی مانتے ہیں۔ کیونکہ ان کے بارہ اماموں کا سلسلہ مہدیؑ پر ختم ہوتا ہے جو قائم الاوصیاء ہیں۔

بعض محققینِ اسلامی نے اہلِ سنّت کی تعداد روایات جو دربارۂ مہدیؑ ہیں دو سو ۲۰۰ تحریر کی ہیں، حالانکہ اس موضوع پر روایاتِ اہلِ تشیع ایک ہزار سے زائد تحریر کی گئی ہیں۔ الغرض محققین و علماءِ اہلِ سنّت کے نزدیک روایاتِ مہدیؑ متواترات سے ہیں اور مذہبِ شیعہ کے نزدیک ضروریاتِ مذہب میں شمار کی جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مذہبِ شیعہ میں اس موضوع پر زیادہ تصانیف پائی جاتی ہیں اگرچہ اس زمانہ کی قدیم تصانیف میں اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق وضاحت نہیں لیکن بیشمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ہم بہ نظرِ اختصار یہاں صرف تین کتابوں کا ذکر کر رہے ہیں جو اس زمانہ کی جامع ترین کتابوں میں سے ہیں۔

(۱) کتاب (المہدی) تالیف فقیہہ بزرگوار سید صدر الدین صدر بزبانِ عربی۔ جس کا ترجمہ فارسی میں بھی ہوا۔

(۲) کتاب (البرهان علیٰ وجود صاحب الزمان) مؤلفہ عالم مجاہد مرحوم سید محسن الامین۔

(۳) کتاب (منتخب الاثر فی احوال امام ثانی عشر) بفرمائش آیۃ اللہ آقائے بروجردی مرحوم۔ مؤلفہ دانشمند بزرگوار لطف اللہ صافی۔ جس کے فارسی ترجمہ کا

نام (نویدِ امن و امان) رکھا گیا۔ ان تینوں کتابوں کا ماخذ اہلِ سنّت اور زیادہ تر کتبِ قدماءِ شیعہ ہے۔ مگر تینوں کتابوں کا بالوضاحت تذکرہ اس کتاب میں دشوار ہے۔ لہٰذا ہم صرف آخری کتاب کا مختصراً کچھ تذکرہ کر رہے ہیں۔

فصل اوّل ۔ میں وہ احادیث ہیں جن میں پیغمبرؐ خدا اور ائمۂ ہُدیٰ نے بارہ پیشواؤں کا ذکر کیا ہے۔ جن میں راویانِ اہل سنّت اور شیعہ سے دو سو اکہتر ۲۷۱ احادیث اس فصل میں بیان کی گئی ہیں۔ یہ احادیث فریقین کی معتبر کتب سے لی گئی ہیں۔ اہلِ تشیع کا تو یہ اصولی مذہبی مسئلہ ہے لیکن اہلِ سنّت کے لیے یہ دشواری پیدا ہو گئی ہے کہ وہ ان احادیث کے اور حدیث رسولؐ، کہ خلیفہ یا امام بارہ ہوں گے۔ اس کے بھی قائل ہیں لیکن ان اماموں یا خلیفوں کو جن کو شیعہ مانتے ہیں، نہیں مانتے۔ لہٰذا ان کو دشواری یہ پیدا ہو گئی کہ بارہ کی تعداد کس طرح پوری ہو۔ چار خلفاء کے بعد اور کس کس کو مانیں جن سے بارہ کی تعداد پوری کی جائے۔ آیا سلسلہ وار بارہ تسلیم کریں جن میں یزید بھی آتا ہے۔ اور اگر اس کو چھوڑ دیں تو کس اصول اور کلیہ کے ماتحت بارہ کی تعداد پوری کریں۔ خدا ان کی مشکل کو بتصدق محمدؐ و آلِ محمدؐ آسان فرمائے۔

فصل دوم ۔ اس میں چالیس ۴۰ احادیث اس بارہ میں ہیں کہ جانشین و اوصیاءِ پیغمبرؐ کی تعداد وہی ہے جو قرآن پاک میں خدا نے نقباءِ بنی اسرائیل کی بتلائی ہے اس پر مکمل بحث کی گئی ہے۔

فصل سوم ۔ جو روایات اس فصل میں بیان کی گئی ہیں اس کے بارہ (۱۲) راوی ہیں جن کے پہلے علی علیہ السّلام ہیں۔ ان روایات پر بحث کے لیے ایک سو تیرہ (۱۱۳) روایات بیان کی گئی ہیں۔

فصل چہارم ۔ اس میں فریقین کے اکابر علماء کی ان احادیث کا بیان ہے

جس میں کہا گیا ہے کہ بارہ اوصیاء میں سے پہلے علی علیہ السّلام اور آخری مہدی علیہ السّلام ہیں۔ اس میں اکیانوے (۹۱) احادیث ہیں۔

فصل پنجم ۔ جس میں بالتصریح بیان کیا گیا ہے کہ امام بارہ ہیں اور نو امام اولادِ امام حسینؑ سے ہیں۔ اس میں (۱۳۹) احادیث ہیں۔

فصل ششم ۔ اس میں ایک سو سات احادیث ہیں جس میں مذکورہ حدیث کے علاوہ یہ بھی ہے کہ بارہویں کا نام مہدیؑ ہے۔

فصل ہفتم ۔ اس میں اوصیاءِ پیغمبرؐ کے نام تفصیلی ہیں۔ اس میں پچاس احادیث اہلِ سنّت سے کم اور شیعوں سے زیادہ پائی جاتی ہیں۔

ان تمام احادیث سے یہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مصلح بزرگ آنے والا مہدیؑ ان خصوصیات کا حامل ہے۔

(۱) خاندانِ پیغمبرؐ اسلام اور ان کی اولاد سے ہے۔

(۲) فرزندِ امامِ حسینؑ ہے۔

(۳) پیغمبرؐ کے بعد بارہواں پیشوا ہے۔

(۴) حسن عسکریؑ کا فرزند ہے۔

(۵) دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

(۶) ساری دنیا پر حکومت کرے گا۔

(۷) دولت کی فراوانی ہو گی غربت معدوم ہو جائے گی۔ امن و امان، راحت و آرام کا دَور دورہ ہوگا۔ علاوہ ازیں سیکڑوں احادیث دال بر وجودِ مہدیؑ ہیں

نشانات آغازِ انقلاب

ہر انقلاب کے واسطے کچھ ابتدائی ایسے علامات ضرور رونما ہوتے ہیں جن سے آنے والے انقلاب کا پتہ نشان چل جاتا ہے۔ لہٰذا اس انقلابِ عظیم یعنی ظہورِ مہدیؑ کے لیے بھی کچھ علامات کا ہونا ضروری ہے۔

ہم تین اہم علامات کا یہاں جو کلّیاتی ہیں تذکرہ کر رہے ہیں۔

(۱) ظلم و فساد کا عام ہو جانا؛ اس اہم علامت کا ہر دَور اور فریقین کی مذہبی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ علامت کلّیاتی علامات میں سے ہے مگر روایاتِ اسلامی میں جزئیاتی علامات کا ذکر بھی بکثرت کیا گیا ہے منجملہ اس کے امام جعفر صادقؑ سے جو کتاب (طلوعِ آفتاب مہدی) میں پچاس علاماتِ ظہور نقل کی گئی ہیں ہم بعض کا ذکر کر رہے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا

(۱) دنیا ظلم و جور سے بھر جائے۔

(۲) قرآن اور آیاتِ قرآنی کی تاویل قیاساً اپنے مطلب برآری کے لیے کی جانے لگے۔

(۳) چھوٹے بڑوں کی عزّت کرنا چھوڑ دیں۔

(۴) لوگوں کی خوشنودی کے لیے آیات کی غلط تفسیر ہونے لگے۔

(۵) رشوت عام ہو جائے۔

(۶) شوہر عورتوں کی ناجائز کمائی سے روزی حاصل کریں۔

(۷) بُروں کو بُرائی سے منع کرنا ناممکن ہو۔

(۸) حج کسی دوسرے مقصد کے لیے ہونے لگے۔
(۹) آلاتِ لہو ولعب مکّہ اور مدینہ میں عام ہو جائیں۔
(۱۰) خدا سے نہ ڈرنے والوں سے مساجد معمور ہو جائیں۔
(۱۱) ہر سال ایک نیا فساد رونما ہو۔
(۱۲) منبروں پر تقوے کی تقاریر ہوں اور مقرّر خود عامل نہ ہوں۔

• • •

(۲) اہم علامات میں سے اخلاق کا پست ہو جانا ہے۔ تملّق چاپلوسی بے مروّتی، بے حیائی وغیرہ وغیرہ کا عام ہو جانا۔

(۳) اہم علامات میں سے دینی مسائل میں تصرّف کرنا، قرآن کی غلط تفسیر کرنا، گنہ گاروں کا بکثرت مساجد میں جمع ہونا۔ مساجد کو سجانا، نماز کی اہمیت کو گھٹانا۔

دفع اشتباہ

ظلم وجور کا عام ہو جانا اور دنیا کا فساد و بے داد سے معمور ہونا کیونکہ اہم علامات ظہور سے ہے جیسا کہ ابھی ۱ میں بیان کیا گیا اور آئندہ علاماتِ ظہور میں متعدّد احادیث میں اس علامت کا بار بار ذکر ہو گا اس لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک شبہہ کو پہلے ہی رفع کرتے چلیں تاکہ آئندہ اذہان ہر شبہہ سے پاک ہو کر علاماتِ ظہور کا مطالعہ کر سکیں۔ کیونکہ بار بار یہ کہا گیا اور کہا جاتا رہے گا کہ ظہورِ مہدیؑ جب ہو گا جب کہ دنیا پر ظلم و فساد چھا جائے گا۔ لہٰذا ظہورِ امامؑ موقوف ہوا پیشرفت ظلم پر۔ جس قدر جلد ظلم ترقی کرے گا اتنا ہی جلد ظہور بھی ہو گا۔ بنا بریں دنیا میں جس قدر ظالم، قہار اور ستم ایجاد ہیں وہ سب ظہورِ امامؑ کے مددگار ہیں۔ لہٰذا مشتاقِ دیدارِ امامؑ کو بھی ان کا ہمنوا ہو کر ظہورِ امامؑ میں کمک دینی چاہیے اور دعا مانگنی چاہیے کہ ظلم جلد از جلد اپنی آخری منزل تک

پہونچ جائے۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا۔ ؎

آئیں گے وہ طوفان میں جب ہو گا سفینہ ؞ طوفان کے آنے کی دعا بہرِ خدا مانگ
موقوف قیامت پہ ہے جب آمدِ قائمؑ ؞ اے طالبِ دیدار قیامت کی دعا مانگ

خدا رحم فرمائے ان مشتاقانِ زیارت پر جو اپنے سینوں میں اس قسم کی کافرانہ آرزوئیں لیے بیٹھے ہیں۔ ظالموں کے ظلم کو اچھا سمجھنا یا کمک دینی نہ صرف گناہ بلکہ کفر ہے۔ وہ ہادیؑ وہ مہدیؑ جس سے ہم یہ اُمیدیں لگائے ہوئے ہوں کہ جب وہ تشریف لائیں گے تو ظلم کو ختم اور عدل کو پھیلائیں گے۔

ظالموں اور فاسقوں کی سرکوبی فرمائیں گے۔ باطل سے جہاد کر کے مفسدوں کے سروں پر ضربِ کاری لگائیں گے تو سوچیے کہ ظالموں کے ہمنوا ہو کر کیا ہم بھی انہی ظالموں میں نہیں ہو جائیں گے جن کی سرکوبی کی جائے گی۔ جو ہادی بغرض جہاد آ رہا ہو۔ جو دنیا کو ظلم وجور سے نجات دلانے آ رہا ہو، جو ظالموں کے سروں پر آخری ضرب لگانے آ رہا ہو جس سے تم یہ اُمید بھی رکھتے ہو کہ وہ عدل و انصاف دینِ اسلام سے دنیا کو معمور کر دے گا پھر بھی تم ظالموں کی فہرست میں نام لکھا کر تعجیل ظہور کی امید میں اپنی سرکوبی اپنے رہبر سے کرانا چاہتے ہو۔ اگر ظہور چاہتے ہو اور صدق دل سے چاہتے ہو تو ظلم کے بے پناہ طوفانوں سے تنہا اُٹھ کر دین کے سینہ سپر ہو جاؤ تاکہ کریم کا ابرِ کرم اپنی رحمتوں کی بارشیں تم پر پردۂ غیب سے تمہاری لاچاری اور مایوسی دیکھ کر قبل از وقت برسا دے۔ کیا ظالم اور ستم گر بنکر اس کو بلاتے ہو جس کی تلوارِ عدل کا ظالم لقمہ بنیں گے۔ صحیح طریقۂ طلب یہ ہے کہ اپنی قلیل جماعت کو بے طاقت اور کمزور جماعت کو ظلم کے بھیڑیے کے سامنے لا کر کھڑا کرو اس یقین پر کہ بقولے شاعر ؎

تم صاحبِ قوت سہی مانا کہ ہم میں دم نہیں ؞ اب آخری ہے فیصلہ یا تم نہیں یا ہم نہیں

تمہارا امامؑ تمہارا مولا تمہاری بیکسی، اسی بے بسی کو دیکھ کر ناممکن ہے کہ درگاہِ رب العزّت میں مناجات نہ کرے کہ "پالنے والے تیرے حبیب کے چند شیدائی باقی رہ گئے ہیں مجھے اجازت دے کہ میں ان کی مدد کو جاؤں اور مجھے وہ طاقت عطا فرما جس سے ان سوختہ پروانوں کو پھر حیاتِ تازہ سے ہمکنار کردوں"۔ ورنہ امید ظہور اور ظہور کا انتظار سب خواب وخیال ہے بلکہ اس کو انتظار ہادی ہو ہی نہیں سکتا ہے جو خود ظالم ہے۔

فلسفۂ غیبتِ طولانی

اکثر اور بیشتر اذہان میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ :۔

(۱) ظلم وفساد کے کافی ہوتے ہوئے ظہور کیوں نہیں ہوتا۔؟

(۲) ظاہر ہوکر دنیا کو عدل وانصاف سے کیوں معمور نہیں کرتے۔؟

(۳) غیبت کے اس قدر طولانی ہونے کی کیا وجہ ہے۔؟

(۴) آخر اس غیبت کا راز کیا ہے۔؟

اگرچہ بظاہر یہ سوالات شیعوں سے کیے جاتے ہیں لیکن ایسا ہرگز نہیں یہ سوالات عمومی ہیں۔ دنیا کا کوئی فرد کوئی قوم اور کوئی مذہب ایسا نہیں جو کسی نہ کسی مصلح کی آمد کا انتظار نہ کر رہا ہو۔ لہٰذا یہ سوال ہر قوم وملّت سے ہوسکتا ہے کہ وہ مصلح جس کا تمہیں انتظار ہے، اب تک پیدا کیوں نہیں ہوا۔ اور پیدا ہوگیا ہے تو ظاہر کیوں نہیں ہوا تاکہ دنیا کو عدل وداد سے معمور کردے۔ مختصر یہ کہ اس سوال کے جواب کے ذمہ دار صرف شیعہ ہی نہیں، بلکہ ہر وہ قوم وملّت ہے جو کسی رہبر کے انتظار میں ہے۔

بہرحال اس سوال کا جوابِ مختصراً تو ہم یہ دیں گے۔ کہ انقلاب کے واسطے صرف رہبر اور ایک مصلح ہی کافی نہیں جبتک کہ عوام بھی آمادہ نہ ہوں لیکن ابھی افسوس ہے کہ دوسری جانب صلاحیت مفقود ہے۔ ؎

؎ یقیں ہے ہوجاتی باریابی، وہ ایسا پردہ نشیں نہیں ہے
مگر ہاں اس آستاں کے قابل ابھی ہماری جبیں نہیں ہے

اور ذرا وضاحت سے جواب یہ ہوگا کہ لوگوں کو موجودہ زمانہ کی تلخی، ناانصافی اور ناسامانی کا احساس ہوجانا چاہیے اور یہ محسوس کرنے لگیں کہ آئینِ بشری ہمارے اصلاحِ معاشرہ کے لیے کافی نہیں بلکہ قانونِ قدرت کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو یہ محسوس ہوجانا چاہیے کہ ہمارا قانون ایسا ہو جو معلّم اخلاقِ حمیدہ اور اطوارِ پسندیدہ ہو یعنی اہل عالم کو چاہیے کہ اپنے آپ کو تشنہ بنائیں تاکہ کسی چشمۂ صاف کی تلاش پر مجبور رہوں۔ مختصر یہ کہ لوگوں کو چاہیے اگر وہ تعداد میں کتنے ہی قلیل ہوں کہ اپنے اندر وہ جذبات پیدا کریں کہ انہی میں سے پہلے ایک مصلح، مصلح بزرگ کی آمد کا مقدمہ بن جائے اور انہی میں سے ایسا گُلِ خوش رنگ پیدا ہو جو آنے والے جانفزا باغ کی خبر دے۔ اور اسی بنجر زمین سے ایک ایسا درخت برآمد ہوجائے جو مخبرِ بہار ہو۔ اور ایسے افراد وجود میں آجائیں اگرچہ قلیل ہوں جو شجاعت، جانبازی، فداکاری، پامردی اور دینداری میں قابلِ ذکر ہوں" تاکہ جب وہ ظلم وجور کے مقابل صف بستہ ہوجائیں اور اپنی مدد کو پکاریں (یا صاحب الزمان ادرکنی) تو فوراً مددگار آموجود ہو۔ ؎

وہ آہی جاتے کبھی تو آتے، یہ دن بھی فرقت کے کٹ ہی جاتے
مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید ان کو میری وفا پر یقیں نہیں ہے

• • • •

عقیدۂ شیعہ دربارۂ مہدیؑ

عقائدِ شیعہ تمام تر پیغمبرؐ اور اوصیاءِ پیغمبرؐ کی احادیث اور اقوال سے ماخوذ ہیں جو چیز قرآن اور سنّتِ رسولؐ و اہلبیتؑ اطہار سے ثابت نہ ہو وہ شیعوں کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ قائمِ آلِ محمدؐ (مہدیؑ) کے بارہ میں شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ مہدیؑ بارہواں جانشینِ پیغمبرؐ اور فرزندِ امام حسن عسکریؑ ہیں۔ جن کا نام محمدؐ اور کنیّت ابوالقاسم ہے اور لقب مہدیؑ، صاحب الزمان اور قائمؑ ہے۔

(۲) مہدیؑ تاہنوز زندہ ہیں۔ آپ کی ولادت کیونکہ ۲۵۵ھ میں ہوئی اس لیے اب آپ کی عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہے۔

(۳) مہدیؑ اگرچہ زندہ ہیں مگر نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور اسی دنیا میں موجود ہیں۔

لیکن اکثریت اہل سنّت بجز چند، کا عقیدہ یہ ہے کہ پیدا ہوں گے اور خاندانِ پیغمبرؐ سے ہوں گے، اور بعض اس کے بھی قائل ہیں کہ وہ اولادِ امام حسن عسکریؑ سے ہوں گے۔ بہر حال اس عقیدہ میں سب متفق ہیں کہ امام مہدیؑ ظہور فرمائیں گے۔ جو اولادِ پیغمبرؐ سے ہوں گے۔ چنانچہ شیخ سلمان قندوزی جو کہ علمائے اہلِ سنّت سے ہیں مشہور کتاب ینابیع المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبداللہؓ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک عالم یہودی رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور رسولؐ خدا سے بہت سے سوالات کیے جواب شافی ملنے کے بعد مشرف بہ اسلام ہوا اور پھر اس نے یہ سوال کیا کہ آپ کا وصی کون ہے کیونکہ ہر پیغمبر کا وصی ہوتا ہے۔ ہمارے پیغمبر موسیٰؑ کا وصی یوشع بن نون تھا جس کو خود موسیٰؑ نے منتخب کیا تھا۔ رسولِ خدا نے جواب میں فرمایا کہ میرا وصی علیؑ ابن ابیطالبؑ ہے۔ اس کے بعد اس کے دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور پھر نو امام نسلِ حسینؑ سے

ہوں گے۔ یہودی نے درخواست کی کہ اُن کے نام بھی بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا حسینؑ کے بعد اُن کا فرزند علیؑ اور علیؑ کے بعد اُن کا فرزند محمدؑ اور محمدؑ کے بعد اُن کا فرزند جعفرؑ اور جعفرؑ کے بعد اُن کا فرزند موسیٰؑ اور موسیٰؑ کے بعد اُن کا فرزند علیؑ اور علیؑ کے بعد اُن کا فرزند محمدؑ اور محمدؑ کے بعد اُن کا فرزند علیؑ اور علیؑ کے بعد اُن کا فرزند حسنؑ اور حسنؑ کے بعد اُن کا فرزند محمدؑ مہدی۔ پس یہ ہیں بارہؑ وصی۔

اس کے بعد اس نے اُن کی وفات کے بارے میں سوال کیا۔ آپؐ نے تفصیلی جوابات دے کر فرمایا کہ میرے بارہویں جانشین کی طولانی غیبت ہوگی اور ظہور نہ ہوگا مگر جب اسلام کا اسم رہ جائے گا اور قرآن فقط رسم رہ جائے گا۔ یہودی نے بعد قبولِ اسلام کچھ اشعار پڑھے جن کا ایک مصرعہ یہ تھا۔

"آخِرھم یسقی الظماء وھو الامام المنتظر"۔ "یعنی اُن کا آخری تشنگانِ (حق) کو سیراب کرے گا اور وہی امامِ منتظر ہے"۔

اور اسی کتاب میں عامر بن وائلہ صحابی سے منقول ہے کہ علیؑ بن ابیطالبؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ کہ اے علیؑ تو میرا وصی ہے تجھ سے جنگ مجھ سے جنگ ہے تجھ سے صلح مجھ سے صلح ہے اور تو گیارہ اماموں کا باپ ہے جو کہ سب معصوم و طاہر ہیں اور بارہواں اُن کا مہدیؑ ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

امام مہدیؑ آخرالزمان کے متعلق کتبِ شیعہ میں بکثرت احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ہم بنظرِ اختصار صرف یہ کہیں گے کہ اگر لوگ تفصیل کے خواہاں ہوں جس کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے، وہ کتاب "منتخب الاثر فی احوالِ امام اثنا عشر" کو ملاحظہ فرمائیں، جس کے ترجمہ کا نام "نویدِ امن و امان" ہے۔ اس کتاب میں اکیانوے (۹۱) روایات اس موضوع پر ہیں کہ امام بارہ ہیں۔ جن کے اوّل علیؑ اور آخری مہدیؑ ہیں۔ اور چورانوے (۹۴) روایات اس پر ہیں کہ آخری امام مہدیؑ ہیں۔ اور ایک سَو سات (۱۰۷) روایات

اس پر ہیں کہ امام بارہ ہیں اور نو امام اولادِ امام حسینؑ سے ہیں جن کے آخری امام مہدیؑ ہیں۔ اور پچاس۵۰ احادیث وہ ہیں جن میں بارہ اماموں کے نام بالترتیب بیان کیے گئے ہیں۔ بعض احادیث میں حرف الفاظ کا فرق ہے مثلاً حدیث صحیح بخاری وصحیح ترمذی میں اثنا عشر امیر ہے اور صحیح مسلم میں اور صحیح ابی داؤد میں اثنا عشر خلیفہ ہے۔ ان صحاح میں ان احادیث کے ہوتے ہوئے کون مسلمان بارہ اماموں یا بارہ خلیفوں سے انکار کر سکتا ہے۔ لہٰذا بڑی دشواری یہ واقع ہوئی ہے کہ تعداد بالترتیب پوری کرنے کو یزید کو بھی شامل کرنا پڑتا ہے اور اس کو اگر شامل نہ کریں تو تسلسل باقی نہیں رہتا۔ نہ تعداد پوری ہوتی ہے بلکہ بارہ کے بجائے سیکڑوں تک جا پہونچتی ہے۔ بنی امیہ اور بنی عباس سے ایسے خلفاء کو شامل کرنا پڑتا ہے جو میخوار و گنہگار تھے۔ اگر مسلمان ان دشواریوں سے بچنا چاہتے ہیں تو رسولؐ کے بتلائے ہوئے بارہ کو مان کر دین کو شرابی پیشواؤں سے نجات دیں۔

فائدہ وجودِ امامؑ در زمانۂ غیبت

شیعوں کا اعتقاد اور ایمان یہ ہے کہ وجودِ امامؑ، امام ظاہر ہو یا غائب بہرحال ضروری اور واجب ہے۔ سوال یہ ہے کہ بحالتِ غیبت فائدۂ امام کیا ہے اس کے لیے کلام معجز نظام رسالت ہمارے لیے بہت کافی ووافی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ سے سوال ہوا کہ زمانۂ غیبت میں وجودِ مہدیؑ سے کیا فائدہ ہے تو آپؐ نے فرمایا قسم اس خالق کی جس نے مجھے منصبِ نبوت پر فائز فرمایا کہ زمانۂ غیبت میں بھی لوگ اس نور وجود سے فیضیاب ہوں گے جس طرح نورِ خورشید سے جبکہ وہ پسِ ابر روپوش ہو فیضیاب ہوتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سورج ہمیں جبکہ ظاہر اور روشن ہو کیا فائدہ پہونچاتا ہے۔

(۱) سورج ہی کی وجہ سے موجوداتِ عالم میں حیات ہے۔
(۲) سورج نباتات، حیوانات اور انسان کی زندگی ہے۔
(۳) نشو و نما کا باعث ہے۔
(۴) مردہ زمین کی آبیاری کا باعث ہے۔
(۵) دریا کی امواج کی بقا کا سبب ہے۔
(۶) باراں اور باد کا باعث ہے۔
(۷) انسانی رگوں میں گرمی و گردشِ خون کا باعث ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اگر سورج ظاہر نہ ہو بلکہ پسِ ابر ہفتوں اور مہینوں روپوش ہو تو کیا یہ مذکورہ فوائد باقی رہتے ہیں یا سورج کے یہ مذکورہ اثرات اور فوائد ختم ہو جاتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن ممالک میں سورج مہینوں ظاہر نہیں ہوتا یہ فوائد اور اس کے اثرات بالکل اسی طرح باقی رہتے ہیں۔ لہٰذا سورج کے پوشیدہ نور کی طرح اس آفتابِ امامت کے برگزیدہ نور سے حالتِ غیبت میں بھی وہی اثرات اور فوائد باقی رہیں تو تعجب کیوں ہے۔

اثراتِ غیبت

(۱) معتقدین کے لیے قیامِ اُمید کا باعث ہے۔

جس طرح ایک لشکر کے سپہ سالار کا وجود لشکر والوں کے واسطے ان کے دلی اطمینان وسکون ہمت اور جرأت کا باعث ہوتا ہے خواہ وہ نظر آرہا ہو یا (غائب ہو) نہ آرہا ہو یہ یقین ہو کہ ہمارا سپہ سالار موجود ہے اگر لشکر کو یہ یقین ہو جائے کہ کوئی سپہ سالار نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ نا اُمیدی کی لہر لشکر کو راہِ فرار اور شکست پر آمادہ کر کے نیست و نابود کر دے گی۔

ملک کا فرمانروا ملک کا امیر جبتک موجود ہے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں سامنے ہو یا پوشیدہ، نظامِ مملکت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے

کہ ہمارے سر پر کوئی حاکم کوئی سردار نہیں تو نہ صرف باعثِ ناامیدی بلکہ بد نظمی اور ابتری کا بڑا موجب بن سکتا ہے۔ شیعوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ہمارا پیشوا ہمارا امام موجود بقیدِ حیات ہے۔ ان کی مستقبل کی تمامتر اُمیدوں، ترقیوں اور خوش آئند انقلاب کا باعث ہے۔

(۲) آئینِ خداوندی کی حفاظت و پاسداری کا باعث ہے۔ جبکہ سلسلۂ وحی ختم ہوا اور ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا تو ضرورت ہے کہ آئینِ الٰہی کی بقار اور اس کی حفاظت کے لیے ایک ایسا انسان ہو جو معصوم ہو تاکہ احکامِ الٰہی میں اپنی خواہشِ نفس کے زیرِ اثر کوئی تبدیلی و تغیّر نہ کر سکے۔ علیؑ ابن ابیطالب علیہ السّلام نے فرمایا کبھی خدا کی زمین حجّتِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتی خواہ ظاہر و آشکار ہو یا مخفی و پنہاں تاکہ احکامِ الٰہی اور دلائل روشن ضائع نہ ہو جائیں۔

قاعدہ ہے کہ کسی ضروری چیز جس کے تلف ہو جانے کا خطرہ ہو اس کو کسی محفوظ صندوق میں رکھ کر محفوظ مقام پر رکھ دیا جاتا ہے تاکہ چوروں کی دست بُرد اور دیگر خطرات سے محفوظ رہے اسی طرح سینۂ امامؑ اور قلبِ ھادی بھی ایک صندوق ہے جس میں آئینِ الٰہی محفوظ ہیں تاکہ وقت ضرورت ان کو پھر پیش کر دیا جائے۔

(۳) تربیتِ مجاہدینِ حق آگاہ کا ذریعہ ہے۔

غیبتِ امامؑ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کوئی روح ہے جو ہماری نظروں سے غائب ہے بلکہ وہ ہم ہی جیسا انسان ہے جو ہمارے ہی درمیان ہے جو ہم کو دیکھتا جانتا اور پہچانتا ہے اور ہم بھی ان کو دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں۔ ؎

نہیں دیکھا انھیں میں مانتا ہوں ❊ مگر بیشک مجھے وہ جانتے ہیں
صدائیں دی ہیں اس کوچہ میں اتنی ❊ مری آواز تک پہچانتے ہیں

جس طرح اہل اور اصلاح پذیر سنگریزوں کو سورج کی شعاعیں جواہرات میں تبدیل کر دیتی ہیں اسی طرح اُسی نورِ منوّر کی نظر، اہلیت دیکھ کر انسان کو اس

قابل بنا دیتی ہے کہ وہ پھر یہ کوشش نہیں کرتا کہ سورج ابر سے نیچے آئے اور میں اس کو دیکھوں، بلکہ وہ خود بالائے ابر جا کر سورج کی روشنی سے اپنے یقین میں اضافہ کرتا ہے اور یہ لوگ پھر آفتابِ امامت سے براہِ راست فیضیاب ہوتے ہیں۔

(۴) روحانی نامعلوم اثرات:۔ ایک بزرگِ روحانی خواہ پیغمبر ہو یا امام جس طرح اپنی گفتار، رفتار، تعلیم و تربیت سے لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے اسی طرح وہ اپنی قوّتِ روحانی سے بغیر گفتار و رفتار بھی قلوب پر اثر انداز ہو سکتا ہے، اس کی بیشمار مثالیں ہیں۔ خدا کی برگزیدہ ہستیوں انبیاء اور آئمہؑ کا کیا ذکر یہ چیزیں تو ہم بعض عام روحانی انسانوں میں بھی دیکھتے ہیں کہ ان کے اثرات قلوبِ انسانی پر اس طرح ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ حسب منشار ہر کام ان سے کرا لیتے ہیں تاریخ ہمیں بہت سے واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اسد ابن زرارہ بت پرست کا واقعہ جس کو رسالت مآبؐ کی ایک نظرِ رحمت نے بدل کر کافر سے مسلمان کر دیا۔ اسی قسم کے واقعات کو دیکھ کر دشمنانِ اسلام رسولؐ کو ساحر بتلاتے تھے۔ یا واقعاتِ امام حسینؑ، کہ زہیر کو صرف ایک پیغامِ حسینؑ نے اس طرح تبدیل کیا کہ لقمہ اُٹھایا ہوا دسترخوان پر رکھ کر سفرِ کربلا کے لیے تیار ہو گیا۔ یا حُرِّ ریاحی، جو روحانیتِ حسینؑ سے متاثر ہو کر مثل بید کانپنے لگا اور یہی کشش اس کو لشکرِ حسینؑ میں لا کر جنّت کا حقدار بنا گئی۔

یا وہ واقعہ کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کے ایک جذبِ روحانی نے ہارون رشید کی بھیجی ہوئی ایک گُل اندام کنیز کو جو امامؑ کے تقدس کو بدلنے کے واسطے گئی تھی، خود ایسی بدلی کہ ہارون کو اس کے ایقان اور ایمان نے حیرت اور وحشت میں ڈال دیا۔ لہٰذا وجودِ امام کا آفتاب بھی پردۂ غیبت سے یہ اثر رکھتا ہے کہ جس کو

چاہے دور ہوں یا نزدیک اپنے جذبۂ روحانی سے متاثر کرکے کارِ ہدایت انجام دیدے اور اس کو اپنا رفیقِ کار بنالے۔

(۵) یہ وجودِ امامؑ کے ہی برکات ہیں کہ زمین و آسمان قائم ہیں اور وجودِ امامؑ ہی کی وجہ سے خلقِ خدا کو روزی مل رہی ہے۔ کیا یہ خطابِ قدرت حدیثِ قدسی میں پیغمبرؐ سے مبالغہ گوئی ہے کہ " لولاک لما خلقت الافلاک " کہ اگر تو نہ ہوتا میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا اور کیا اس سے انکار ہو سکتا ہے کہ یہ آنیوالا قائم شہنشاہِ لولاک کا ایک جزء لاینفک نہیں۔ یہ بھی رسولؐ کا وہ حصہ ہے جس کی وجہ سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا گیا ہے۔ یہ رسولؐ کی اولاد اور جانشین کے موجود ہونے کی وجہ سے ابتک قائم ہیں اور رسولؐ کی رسالت ان کے قیام کی وجہ سے ابتک قائم ہے۔

علاماتِ ظہورِ مہدی (ع)

پیشتر ذکر کیا گیا ہے کہ ولادت امام مہدی آخر الزمان (ع) شیعہ علماء ہی نے نہیں بلکہ علماء اکابر اہل سنت نے بڑی توضیح سے ذکر کیا ہے۔

(۱) ابو سالم کمال الدین محمد نے اپنی کتاب مطالب السئول باب (۱۲) محمد بن یوسف شافعی نے کتاب کفایت المطالب میں لکھا ہے کہ مہدی تاہنوز پردۂ غیبت میں ہیں ان کی غیبت پر کس کو شک ہو سکتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ، خضر و الیاس بنصِ قرآن و سنّت باقی ہیں۔ سبط بن جوزی کتاب تذکرۃ الخواص۔ شیخ محی الدین عربی فتوحات میں۔ شیخ عارف عبدالوہاب ۔ نورالدین مالکی۔ اور شہاب الدین صاحب تفسیر بحر المواج نے اپنی کتاب میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ میں نے (الواح) جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو دیکھا جس میں ائمہؑ کے اسمائے گرامی تھے امام مہدی بارہویں امامؑ تک جس میں لکھا تھا کہ

ان کی عمر عیسیٰ، خضرؑ اور الیاسؑ کی طرح طویل ہوگی۔

جمال الدین سیوطی نے کتاب (احیاء المیت) شیخ نورالدین دمشقی حنفی نے کتاب " شواہد النبوۃ " حافظ محمد بخاری خواجہ پارسا نے کتاب فصل الخطاب میں عبدالحق دہلوی بخاری نے رسالۃ المناقب میں امامِ اول علیؑ بن ابیطالبؑ سے لے کر تمام گیارہ ائمہؑ کے نام لکھ کر آخر میں لکھا ہے کہ آخری امام مہدی ہیں جو امام حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں، سید جمال الدین اپنی کتاب روضۃ الاحباب میں، شیخ سلیمان اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں، شیخ الاسلام شیخ احمد جامی کتاب نفحات الانس میں ولادت امام مہدی کے متعلق تحریر فرما کر یہ شعر بھی لکھتے ہیں۔ ؎

من زمہر حیدرم ہر لحظہ اندر دل صفا است
ہمچو یک مہدی سپہ سالار در عالم کجا است

لہٰذا بعد ثبوت ولادت اب ہم علاماتِ ظہور تحریر کر رہے ہیں اور کیونکہ علاماتِ ظہور میں بار بار یہ ذکر آئے گا اور آچکا ہے کہ اہم علامت ظہورِ مہدی دنیا کا ظلم و جور سے پُر ہو جانا ہے لہٰذا یہ بتلاتے چلیں کہ اس بنا پر خدا سے سوال کرنا پیغمبرِ خدا سے سوال کرنا اوصیاءِ پیغمبرؐ سے سوال کرنا کہ کب ظہور ہوگا مترادف اس کے ہے کہ ہم خدا سے، نبیؐ سے، وصیؑ سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ دنیا ظلم و جور سے کب تک بھر جائے گی تو کیا خدا یا اس کا رسولؐ اس دنیا کو ظلم و جور سے بھر دیں گے جو ہم ان سے یہ سوال کر رہے ہیں۔ یہ سوال تو ان ظالم، جابر، عاصی، خاطی حاکموں اور خطا کار پیشواؤں سے ہونا چاہیے اس لیے کہ ظلم و جور میں اضافہ تو ان کا کام ہے نہ خدا و انبیاء و اوصیاءِ خدا کا۔ جس قدر جلد ظالم جابر دنیا کو ظلم و جور سے بھر دیں گے اتنی ہی جلد ظہور بھی ہو جائے گا۔ لہٰذا ظہور اور تعجیلِ ظہور کا مسئلہ ظالموں کی کوشش پر موقوف رہا۔ البتہ ختمی مرتبتؐ اور آپ کے اوصیاء نے جو اور علامات

بتلائی ہیں ہم مختصراً ان کا ذکر کر رہے ہیں۔

علامات ظہور میں سے حتمی علامات مختصر یہ ہیں کہ :۔

(۱) فریادِ آسمانی : آتش کا شرق سے پیدا ہونا اور تین یا سات روز اس سُرخی کا قائم رہنا۔

(۲) سورج سے ایک نشان کا ظاہر ہونا۔

(۳) سورج کا نیمہ رمضان یا آخر ماہ میں گرہن میں آنا۔

(۴) باہمی عداوت کا بڑھ جانا۔

(۵) سلاطینِ جابر، بادشاہان ستم گار کا بکثرت ہو جانا۔

(۶) حرج ومرج کا بڑھ جانا۔

(۷) مرگِ سُرخ : یعنی از تلوار، مرگِ سفید یعنی از طاعون، کا بکثرت ہونا۔

(۸) سیّدِ خراسانی کا پرچم شرق سے بلند ہونا۔

(۹) نفسِ زکیہ کا شہید ہونا۔

(۱۰) خروجِ دجّال اور اس کا قتل ہونا۔

(۱۱) خروجِ سفیانی۔

(۱۲) عورتوں کا مرد بننے کی کوشش کرنا اور مردوں کا عورت بننے کی خواہش

اس کے علاوہ اور بیشتر علامات ہیں جن کا تذکرہ کسی موقع پر ضرورتاً ہم آئندہ بھی کریں گے۔

امامؑ بعد انتقام کوفہ کی جانب رُخ فرمائیں گے اور صحرائے نجف اور کوفہ کے درمیان آپ کی معیّت میں (۴۶۰۰۰) چھیالیس ہزار فرشتے اور (۴۶۰۰۰) چھیالیس ہزار جن اور تین سو تیرہ نفر ہوں گے۔ بعد جنگ آپ ظفریاب ہوں گے اور سیّد حسنی آپ سے علامتِ امامت کا مطالبہ کرے گا اور بعد بیعت

اپنی چالیس ہزار فوج لیکر آپ کی مدد کرے گا۔

اسی اثناء میں امام حسین علیہ السّلام رجعت فرمائیں گے۔ پھر امیر المومنینؑ رجعت فرمائیں گے۔ بحوالہ: (بحار الانوار جلد ۱۳)

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب "ثواب الاعمال" میں جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولؐ خدا نے کہ میری اُمّت پر ایک وہ وقت آئے گا کہ قرآن رسماً رہ جائے گا اور اسلام اسماً رہ جائے گا یعنی نام کے مسلمان رہ جائیں گے۔ مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی روح عبادت غائب ہوگی۔ قرآن زبان پر ہوگا قرآن پر عمل غائب ہوگا۔ عالم اس زمانہ کے بدترین عالم ہوں گے۔

امام محمدؐ باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ قائم آلِ محمدؐ منصور ہیں۔ یعنی خدا اُن کو فتح ونصرت سے ہمکنار فرمائے گا۔ طی الارض کا معجزہ اُن کو عطا فرمائے گا زمین اپنے تمام خزائن اور دفائن ظاہر کردے گی۔ اُن کی حکومت مشرق سے مغرب تک ہوگی اور اُن کے ذریعہ خداوند عالم اپنے دین کو ادیانِ عالم پر غالب فرمائے گا تو مشرکین اس کو پسند نہ کریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ کسی نے سوال کیا کہ یا ابن رسولؐ اللہ قائم مہدیؑ کب تک ظہور کریں گے؟ تو فرمایا، جب عورتیں مردوں اور مرد عورتوں سے مشابہہ ہو جائیں گے۔ عورتیں گھوڑوں پر سواری کریں گی۔ جھوٹ، سود اور بدکاری عام ہوگی۔ اور نفسِ زکیہ مقامِ رکن میں قتل ہوگا۔ آسمان سے ندا آئے گی، تین سو تیرہ آدمی ان کے ہمراہ ہوں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جو ہم اہلبیتؑ کو دشمن رکھے گا خدا اس کو روزِ قیامت یہودی محشور فرمائے گا۔ لوگوں

نے کہا کہ کلمۂ شہادتین کے بعد بھی اس کو فائدہ نہ پہونچے گا۔ آپ نے فرمایا، ان دو کلموں کا فائدہ صرف یہ ہوگا کہ وہ دنیا میں قتل ہونے سے محفوظ رہے گا۔

کتاب مذکور میں ابن سیرہ سے روایت ہے کہ امیر المومنینؑ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اور خطبہ میں تین مرتبہ فرمایا۔ "سلونی قبل ان تفقدونی" لوگو! جو چاہو مجھ سے پوچھو۔ اس سے قبل کہ میں تم میں موجود نہ رہوں۔ اصحابِ امیر المومنینؑ میں سے ایک صحابی صعصعہ بن صوحان اُٹھے اور کہا یا امیر المومنینؑ دجّال کب خروج کرے گا؟ امیر المومنینؑ نے فرمایا اے صعصعہ اس کا علم تو خدا کو ہے البتّہ میں تمہیں کچھ علامات بتلاتا ہوں۔ "جب عبادت میں سے روحِ عبادت خضوع وخشوع ختم ہوجائے گا، دیانت اور امانت دنیا سے اُٹھ جائے گی جھوٹ پسندیدہ، سود حلال اور رشوت عام ہوجائے گی، دین کو دنیا کے عوض فروخت کیا جائے گا، بیوقوف عقلمند سمجھے جائیں گے۔ عورتوں سے مشورہ لیا جائے گا، خوں ریزی عام ہوگی، ظلم فخریہ کیا جائے گا، امرا گنہگار، وزرا ظالم، قاریانِ قرآن فاسق، قرآن طلائی، مساجد منقّش اور نماز کی صفیں جنگ کی صفیں بن جائیں گی، عورتیں تجارت میں مردوں کی شریک ہوجائیں گی، لہو ولعب عام ہوگا بھیڑیے بھیڑوں کی کھال پہن لیں گے۔ اثنائے کلام میں اصبغ ابن نباتہ نے سوال کیا، یا امیر المومنینؑ! دجّال کون ہے؟ فرمایا، صیاد بن صید ہے جو اس کی تصدیق کرے گا وہ شقی ہے اور جو اس کی تکذیب کرے گا وہ سعید ہے۔ اس کی ایک آنکھ ہوگی جو پیشانی پہ ہوگی جس کی پیشانی پر کافر بھی لکھا ہوگا۔ خچر پر سوار ہوگا۔ اس کا ایک قدم ایک میل کا ہوگا اور یہ بہ آوازِ بلند ندا دے گا کہ اے میرے دوستو! جلد میری طرف آؤ، میں ہی تمہارا پروردگار ہوں میں نے تم کو پیدا کیا ہے بالآخر وہ شام میں تل افیق کے قریب جمعہ کے روز اُس کے ہاتھ سے قتل ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰؑ

نماز پڑھیں گے اس کے بعد فرمایا کہ خدا کے حبیبؐ نے منع فرمایا ہے کہ ہم اس کے بعد کا ہرگز انکشاف نہ کریں۔ لہٰذا مجھ سے نہ پوچھا جائے کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔

✹ کتاب مذکور میں معلی ابن خنیس سے روایت ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے کہ سفیانی کا خروج قبلِ ظہورِ قائمؑ حتمی امور میں سے ہے اور فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ پسرِ جگرخوارہ وادیٔ تالیس سے خروج کرے گا اور نجف وکوفہ پہونچ کر منبر پر قبضہ کرے گا۔ نیز فرمایا کہ سفیانی خبیث ترین خلائق سے ہے جب سفیانی دمشق، حمص، فلسطین، اردن، قنّسرین کے خزائن پر قابض ہوجائے تو سمجھو وقتِ ظہور آگیا اور صدائے جبریل آسمان سے آئے گی کہ حق علیؑ اور شیعانِ علیؑ کا ہے۔ شیطان زمین سے ندا دے گا حق سفیانی اور اس کے دوستوں کا ہے۔ پانچ ماہ رمضان کو سورج گرہن ہوگا بعض روایات میں چاند گرہن بھی ہے۔ سفیانی کے ہاتھ سے مکّہ میں نفس زکیّہ کا قتل ہوگا۔

✹ عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا، قیامت نہ آئے گی جب تک تخمیناً ساٹھ کذّاب دعویٔ نبوّت نہ کریں گے۔

✹ شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے کتاب "ارشاد" میں ابی خدیجہ سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا، قائمؑ خروج نہ کرے گا جبتک بارہ خاندان ہاشمی سے دعویٔ مہدویّت نہ کریں۔

✹ شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے کتاب "الغیبۃ" میں خلیل ازدی سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب امام محمّد باقر علیہ السّلام نے کہ ظہورِ قائمؑ سے پہلے دو علامات ایسے ظاہر ہوں گے جو حضرت آدمؑ کے زمین پر آنے سے ابتک ظاہر نہیں ہوئے۔ ایک یہ کہ سورج کو آخر ماہ میں گہن لگے گا، دوسرے چاند کو درمیانِ ماہ میں۔

✹ شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے کتاب "ارشاد" میں علاماتِ ظہورِ قائمؑ یہ تحریر فرمائے

ہیں۔ کہ سفیانی خروج کرے گا۔ حسنی کا قتل ہوگا، سورج گرہن پندرہ ماہ رمضان میں اور چاند گرہن اس کے بعد ہوگا اور آفتاب وقتِ ظہر سے تا عصر حرکت نہ کرے گا اور نفسِ زکیہ کا قتل ہوگا۔ اور خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے برآمد ہوں گے اور یمانی خروج کرے گا شام کے شہروں پر قابض ہوجائے گا لشکرِ ترک جزیرہ میں اور لشکرِ روم رملہ میں قیام پذیر ہوں گے۔ ایک دُمدار ستارہ مشرق سے طلوع ہوگا جو چاند کی طرح روشن ہوگا۔ بعد میں کمان کی شکل اختیار کرے گا۔ کنارۂ آسمان پر سرخی نمودار ہوگی جو پورے آسمان کو گھیر لے گی، عرب میں فتنہ و فساد برپا ہوگا اور سلطانِ عجم کے تصرّف سے نکل جائینگے اور اہلِ مصر اپنی ایک بزرگ شخصیت کو قتل کردیں گے، شام برباد ہوجائے گا۔ کنارۂ فرات شگافتہ ہوجائے گا حتیٰ کہ پانی گلیوں اور کوچوں میں داخل ہوجائے گا کوفہ والے پریشان ہوجائیں گے۔ اور ساٹھ کاذب یکے بعد دیگرے مختلف اوقات میں دعوائے پیغمبری کریں گے اور دس آدمی ہاشمی مختلف اوقات میں دعوائے امامت کریں گے اور بغداد کا پل محلہ کرخ کی جانب سے منہدم ہوجائے گا، سیاہ آندھی اور زلزلہ آئے گا۔ بہت سے زمین میں دھنس جائیں گے۔ اہل بغداد اور اہلِ عراق انتہائی خوفزدہ ہوں گے۔ کھیتیاں برباد ہوجائیں گی۔ اہلِ عراق اور اہلِ عجم میں شدید جنگ ہوگی اور بڑی خونریزی ہوگی۔ آسمان سے ایک آواز آئے گی جس کو ہر انسان اپنی اپنی زبان میں سنے گا۔ سورج میں ایک مجسمہ نظر آئے گا۔ مردے قبر سے اٹھائے جائیں گے۔ چوبیس مرتبہ بارش ہوگی جس کی وجہ سے مردہ زمین زندہ ہوجائے گی اور آپ کا ظہور مکۂ معظمہ سے ہوگا اور خداوند عالم بہتر جانتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ فرمایا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ بغداد اور بصرہ کی زمین دھنس جائے گی اور بصرہ میں قتلِ عام ہوگا، عمارتیں منہدم اور باشندے ہلاک ہوجائیں گے اور اہلِ عراق اس قدر خوف زدہ

ہوں گے کہ سکون و قرار کھو بیٹھیں گے۔

✱ امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا، تم اپنے مقام پر خاموش رہو جبتک ان علامات کو نہ دیکھ لو جن کو میں تمہارے لیے بیان کر رہا ہوں ایک منادی دمشق میں طاق سال میں ندا کرے گا۔ دمشق کی زمین دھنس جائے گی مسجد بھی خراب ہوگی۔ تمام عرب میں فتنہ و فساد عام ہوگا۔ سفیانی خروج کرے گا۔ طائفہ بنی ذنب سے لڑے گا اور فتح پائے گا۔ پھر ایک مرد ظاہر ہوگا جس کے پاس عہد نامہ، نشان اور رسولِ خدا کا اسلحہ ہوگا۔ اس کے بعد ایک منادی آسمان سے آپ کا نام (م ح م د) لے کر ندا کرے گا اگر اس نام سے تم مشکوک ہوجاؤ تو عہد نامہ، اسلحہ اور نشان، قتل نفس زکیہ کو دیکھ کر تمہیں یقین کرلینا چاہیے کیونکہ وہ عہد نامہ حسین علیہ السّلام سے علیؑ بن حسینؑ سے ہوتا ہوا قائمؑ تک پہونچا ہے۔ پھر آپ مدینہ پہونچیں گے اور وہاں سے محمد بن شجر کو یوسف علیہ السّلام کی مثل زندان سے رہائی دلوائیں گے۔ اس کے بعد کوفہ آئیں گے۔ سفیانی اس زمانہ میں وادیٔ رملہ میں ہوگا۔ وہاں دونوں لشکروں میں جنگ واقع ہوگی اس روز کو روزِ تغیر بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ جو لوگ شیعانِ علیؑ سے لشکرِ سفیانی میں ہوں گے وہ آپؑ کے لشکر میں آجائیں گے اور جو سفیانی جماعت کے اس طرف ہوں گے وہ سفیانی لشکر میں بھیج دیے جائیں گے۔

✱ کتاب "الغیبۃ" میں علی بن حسن کوفی سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا نے روزِ محشر تمام لوگ چار گروہوں میں منقسم ہوجائیں گے۔ ایک گروہ سواروں کا ہوگا ایک پیدل کا ایک گروہ جو گھٹنوں کے بل چلتے ہوں گے اور چوتھے گروہ میں سب بہرے گونگے اور اندھے ہوں گے۔ اس چوتھے گروہ سے کوئی بازپرس نہ ہوگی اور نہ ان کا کوئی عذر سنا جائے گا اور ان کو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ کسی نے سوال کیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے جو اس طرح عذاب میں مبتلا کردیے جائیں گے۔

فرمایا، یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں گمراہ ہو گئے تھے۔ آنکھیں رکھتے ہوئے حقائق سے چشم پوشی کرتے، کان رکھتے ہوئے حق باتوں پر کان نہ لگاتے اور زبان رکھتے ہوئے کبھی حق بات نہ کہتے تھے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو حضورِ خدا حاضر ہوں گے اور اپنے نبیؐ کے وصیؑ صاحبِ لوائے حمد ساقیٔ کوثر علیؑ ولیٔ خدا کے قصور وار قرار دیے جائیں گے اور تعجب ہے ان لوگوں پر جو ظہورِ قائمؑ میں شک کریں گے۔ وہ قائمؑ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا اور عیسٰیؑ اُن کی نصاریٰ اور اہلِ چین سے سفارش کریں گے کیونکہ قائمؑ نسلِ علیؑ سے ہے اور خلق و خُلق میں عیسٰیؑ سے شبیہ تر ہے، حاملِ صفاتِ انبیاء ہے۔ جب ظہور ہوگا تو شہر (رَے) خراب ہو جائے گا اور بغداد زمین میں دھنس جائے گا۔

✸ کتاب "الغیبتہ"، میں خضر عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ قائمؑ ظاہر نہ ہوگا جبتک چشمِ دنیا کور نہ ہو جائے یعنی اس کے اوضاع و اطوار نہ بدل جائیں اور آسمان پر سرخی ظاہر نہ ہو اور یہ سرخی حاملانِ عرش کے آنکھوں کی سرخی ہوگی جو زمین کی اس ابتر حالت پر روئیں گے اور جس سال ہماری اولاد سے غیبت میں جانے والا ظہور کرے گا تو وہ لوگ جو ظالموں کے خوف سے شہرِ انبار اور شہرِ ہیت میں تقیّہ کرکے روپوش ہو گئے ہوں گے ظاہر ہو جائیں گے اور ایک شخص جو ہمنامِ پیغمبرؐ ہے خوش اخلاق و خوش گفتار سوار آئے گا گویا ابر سے ماہتاب برآمد ہوگا اور اس کی رکاب میں ہر شخص متقی، پرہیزگار، وفادار اور وفا شعار ہوگا۔ دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے اور فتحیاب ہوں گے۔

✸ کتاب مذکور میں ابن نباتہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ امیر، کافر، امین، خائن اور عارف فاسق ہو جائیں گے۔ سود عام، زنا بکثرت، حرام حلال ہو جائے گا۔

مال کی پرستش ہوگی۔ ایک شخص نے سوال کیا، یا امیرالمومنینؑ ہمیں ایسے حالات میں کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا، گریز گریز، بھاگو، بھاگو۔ جب نیکوں کی بات لوگ نہ مانیں اور نصیحت کرنے والے سے لوگ نفرت کرنے لگیں اور پھر بھی زبان سے کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ تو خداوند عالم فرماتا ہے کہ کاذب ہو کلمہ صحیح ہے لیکن کہنے والا جھوٹا ہے۔ پھر سوال کیا، کہ یا امیرالمومنینؑ علامت ظہورِ قائمؑ کیا ہے؟ فرمایا تین چیزیں۔ (۱) شام میں فتنہ و فساد۔ (۲) خراسان سے سیاہ نشان۔
(۳) ماہِ رمضان میں اضطراب۔ لوگوں نے کہا، اضطراب سے کیا مطلب ہے؟ تو فرمایا وہ آواز جس کو سن کر سونے والے بیدار ہو جائیں گے اور جاگنے والے مضطرب ہو کر باہر نکل آئیں گے۔

✸ کتابِ مذکور میں امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا۔ جب جانبِ مشرق آتشِ بزرگ دیکھو جو تین روز یا سات روز متواتر ظاہر ہو تو سمجھ لو ظہور ہو گیا۔ دوسری علامت یہ ہے کہ آسمان سے جبریل کی ایک آواز آئے گی ماہِ رمضان میں، اور منادی قائمؑ کا نام لے کر ندا کرے گا اور اہلِ مشرق و مغرب اس آواز کو سُنیں گے۔ خدا رحمت فرمائے اُن بندوں پر جو اعتبار کریں گے۔ یہ پہلی آواز جبریل کی ہوگی جو شبِ جمعہ ۲۳ رمضان کو سُنی جائیگی اور بعد میں اسی روز شیطان آواز دے گا کہ فلاں شخص گھر میں قرآن پڑھتے ہوئے مار دیا گیا، تاکہ لوگ مشکوک ہو جائیں مشکوک لوگ جہنّمی ہوں گے کیونکہ جبریلؑ قائمؑ آلِ محمّدؐ کا اصلی نام لے کر آواز دیں گے۔ لہٰذا شک کی گنجائش نہیں۔

✸ امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ گویا میں اس قوم کو دیکھ رہا ہوں جو مشرق سے خروج کرے گی اور سلطنت نہ دی جائے گی مگر تمہارے صاحب کو۔ "دبیان مولف"، یہ اشارہ سلطنت صفویہ کی طرف ہے۔ خدا اسی سلطنت کو

سلطنت قائمؑ میں داخل فرمائے۔ معروف بن خربوذ سے روایت ہے کہ جب بھی میں
خدمتِ امام محمد باقر علیہ السّلام میں جاتا تو فرماتے۔ خراسان، سیستان، سیستان
یعنی یہ فرما کر حضرت ہمیں بشارت مژدہ دیتے تھے۔

* کتاب مذکور میں زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے صادقِ آلِ محمدؐ سے
سوال کیا کہ یہ خبر صحیح ہے کہ ایک ندا آسمان سے آئے گی اس طرح کہ ہر شخص اس کو
اپنی زبان میں سُنے گا۔ آپ نے فرمایا بیشک قسم بخدا ایسا ہوگا اور یہ واقعہ جب ہو گا
جب ۹/۱ لوگ اعتقادِ حقّہ سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ حج مومنین کے لیے بند کر دیا
جائے گا۔

* جناب محمدؐ حنفیہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ ظہورِ قائمؑ کب ہوگا تو آپ نے
فرمایا کہ ہمارے علم سے خدا کا علم مختلف ہے وہ بہتر جانتا ہے۔ میں وقت کا تعین
نہیں کر سکتا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے واپسی کے وقت کا تعین کیا تھا جب
وہ گذر گیا، کیونکہ خدا نے اس میں توسیع کر دی تو موسیٰؑ کی قوم اُن کی وعدہ خلافی پر کافر
ہو گئی اور گوسالہ پرستی اختیار کر لی۔ اسی طرح حضرت یونسؑ علیہ السّلام نے
اپنی قوم سے کہا تھا کہ فلاں روز فلاں وقت تم پر عذابِ خدا نازل ہوگا، مگر نہ
ہوا تو قوم اُن کے خلاف ہو گئی۔ لہٰذا بندہ کا کسی امر میں وقت کا تعین کرنا صحیح
نہیں اس لیے کہ خدا قادرِ مطلق ہے وہ بدل بھی سکتا ہے۔

* کتاب مذکور میں موسیٰؑ بن اعین نے صادقِ آلِ محمدؐ روایت کی ہے، کہ
فرمایا جناب رسولِ خدا نے کہ خروجِ سفیانی حتمی ہے جب اس کی پانچ شہروں
پر حکومت ہو جائے گی تب ظہور ہو گا۔ (مؤلف) (پانچ شہروں سے مراد
غالباً شام، فلسطین، حلب، حمص اور اردن ہے۔) شام میں زلزلہ آئے
گا جس کی وجہ سے ہزاروں آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کچھ لوگ

دُم بریدہ گھوڑوں پر سوار شام میں داخل ہوں گے۔ دمشق کا ایک قریہ زمین میں
دھنس جائے گا۔ پسر جگر خوارہ سفیانی شام کے منبر پر نظر آئے گا۔ جب یہ وقت
آئے تو یقین کر لینا کہ اب ظہورِ قائمؑ کا وقت آ گیا۔

ایک اور موقع پر لوگوں کے سوال کے جواب میں امامؑ نے فرمایا کہ عزّت صرف
مومنوں کے لیے ہے جو ہمارے امر کا منتظر اور دشمنوں کے ظلم و ستم پر صبر کرے گا وہ
کل ہمارے ساتھ ہوگا پس جب حق کو دیکھو کہ مضمحل ہو گیا اور حق شناس ختم ہو گئے
شہروں میں ظلم و ستم عام ہو گیا۔ قرآن کہنہ ہو گیا۔ یعنی اس پر کوئی عمل کرنے والا
نہ رہا۔ اور قرآن میں وہ چیزیں پیدا ہو گئیں جو در حقیقت اس میں نہیں ہیں اور
جب دیکھو کہ دین منقلب ہو گیا اور اہلِ باطل اہلِ حق پر غالب آ گئے۔ اور شر اس
طرح شائع ہو گیا کہ اب روکنا ناممکن ہو گیا، فسق و فجور عام ہو گیا اور مومن کی نصیحت
بیکار ہو گئی، کاذب کا کوئی تردید کرنے والا نہ رہا، بزرگ حقیر ہو گئے۔ فاسق معزز ہو
گئے۔ صلۂ رحم منقطع ہو گیا۔ فاسق اور فجار اپنے فسق و فجور پر فخر کرنے لگے اور مومن کے
نیک اعمال کا لوگ مذاق اُڑانے لگے، ہمسایہ ہمسائے کو اذیت پہونچائے۔ کفار مومنین پر
ہنسیں اور اصحاب ائمہؑ کو اور آیات قرآنی کو جو اُن کی شان میں ہیں حقیر سمجھا جانے
لگے۔ اُن کے ماننے والوں کو ذلیل نگاہوں سے دیکھا جائے، راہِ شر کشادہ اور راہِ خیر
مسدود ہو جائے۔ مرد عورتوں کی طرح مصروفِ زیبائش ہو جائیں۔ زر و مال ایمان
سے عزیز تر ہو جائے، رشوت عام ہو جائے حتیٰ کہ مستورات کو بطور رشوت پیش کیا جائے
جھوٹی قسمیں اور قمار بازی کی عادت ہو جائے۔ لہو و لعب کھیل کود عام ہو جائے۔
تلاوت کلامِ پاک سے لوگ بیزار ہو جائیں، لغو اور باطل باتوں کے سُننے کے شائق ہو جائیں
مساجد طلائے منقّش ہو جائیں۔ غیبت پسندیدہ قرار پائے، جہاد و حج غیر خدا کے لیے
ہونے لگے۔ حاکم کافر اور مسلمان کو مساوی سمجھے۔ تول اور پیمانہ میں کھلی بے ایمانی ہونے

لگے، خون بہانا اور قتل کر دینا ایک معمولی بات ہو جائے۔ زکوٰۃ دینا لوگ بند کر دیں زکوٰۃ و خمس غیر مستحقین میں تقسیم ہو۔ لوگ قسی القلب ہو جائیں، رحم و مہر نابود ہو جائے، نماز صرف نمود و نمائش کے لیے پڑھی جائے، دیندار عالِم دین، دین کو صرف حصولِ دنیا کے لیے حاصل کریں۔ طالبِ حلال ذلیل اور طالبِ حرام عزیز ہو جائیں مکّہ اور مدینہ میں وہ امور ہوں جن کو خدا پسند نہیں فرماتا، اولاد ماں باپ کی اطاعت ترک کر دے، اُن کو نفرت کی نظر سے دیکھیں اور اُن کی موت پر خوش ہوں، حاکم غلّہ اس لیے جمع کرے کہ اس کو بڑی قیمت پر فروخت کرے۔ مساجد ناخدا ترس لوگوں سے پُر ہوں۔ فاسقوں کے پیچھے نماز پڑھی جائے، مستوں کی تعظیم و تکریم کی جائے اُن کے ہر فعلِ قبیح کو مستحسن سمجھا جائے۔ جب یہ علامات ظاہر ہوں تو خدا سے خائف رہو اور نجات کی دعا مانگو کہ وہ اپنے مہدیؑ کو بھیج کر ان مصائب سے نجات دلائے۔

✺ جناب جابر انصاری سے روایت ہے کہ جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے تو آپ نے کعبہ کے حلقۂ در کو پکڑ کر بہ آوازِ بلند فرمایا۔

ایہا الناس! "لوگ مسجد اور بازاروں سے دوڑ پڑے اور آواز پر جمع ہو گئے" تو آپؐ نے فرمایا۔ سنو! ایک زمانہ آئے گا کہ جس میں خار نہ ہوں گے، پھر ایک زمانہ آئے گا جس میں خار و برگ دونوں ہوں گے، اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں صرف خار ہی خار ہوں گے۔ جابروں اور ظالموں کی حکومت ہوگی۔ مالدار کنجوس اور بخیل ہوں گے، فقیر دروغگو ہوں گے، عالم دنیادار ہوں گے۔ جنگ شدید واقع ہوگی، دین برائے نام رہ جائے گا۔ مرد عورتوں کے لباس میں ملبوس ہوں گے عورتوں کے چہرہ سے حیا کا نقاب اُٹھ جائے گا مسجدیں نمازیوں سے معمور ہوں گی، مگر دل قرآن سے خالی ہوں گے، اُن کا چہرہ آدمیوں کا سا مگر دل شیطان جیسا ہوگا اور جب دنیا برائیوں سے بھر جائے تو میرے اہلبیتؑ سے میرا ایک فرزند جو اولادِ فاطمہؑ سے ہوگا ظہور

کرے گا اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

✺ سلمان فارسی کا بیان ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السّلام سے پوچھا کہ ظہور قائمؑ جو آپ کی اولاد سے ہے کب ہوگا؟ آپ نے ایک آہِ سرد بھری اور فرمایا، جب سلطنت اطفال کی ہوگی، حقوقِ خدا ضائع ہوں گے، قرآن گا کر پڑھا جائے گا۔ شہر بصرہ برباد ہو جائے گا، پھر قائمؑ جو کہ اولادِ حسینؑ سے ہے ظاہر ہوگا۔

بعض علامات جو ظہورِ امامؑ کی ظاہر ہو چکی ہیں۔ مثلاً مسجدِ کوفہ کی دیوار کا منہدم ہونا، اہلِ مصر کا اپنے امیر کو قتل کرنا، عبداللہ آخری بنی عباس کا ختم ہونا، نواحی شام کا خراب ہونا اور نزد محلّۂ کرخ بغداد کی نہر پر پل کا بننا، تلاوتِ قرآن کا موسقیت سے معمور ہونا، فتنہ و فساد کا عام ہونا، لہو و لعب کا بکثرت ہونا وغیرہ

✺ کتاب معراج میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ میرا رب جب مجھے معراج پر لے گیا تو ایک آواز آئی۔ "یا محمدؐ" میں نے کہا، "لبیك یا ربي لبیك"۔ وحی فرمائی کہ یہ ملائکۂ سمٰوات معلوم ہے کس چیز کے متعلق بحث کر رہے ہیں۔ میں نے کہا، پالنے والے تو ہی بہتر جانتا ہے۔ ندا آئی، کہ اے ہمارے حبیبؐ تم نے اپنا کوئی وصی مقرر نہیں کیا، میں نے کہا اے ربِّ عظیم جس کو تو فرمائے میں اس کو اپنا وصی مقرر کر دوں۔ ندا آئی اے محمدؐ، علیؑ وارثِ علم ہے بعد تیرے، اور صاحبِ لوائے حمد ہے بروزِ قیامت اور ساقیٔ کوثر ہے جو حوضِ کوثر سے تیری امّت کے نیکوکاروں کو سیراب کرے گا۔ پھر وحی آئی۔ اے محمدؐ میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس حوض سے سیراب نہ ہوگا وہ جو تجھے تیرے اہلبیتؑ اور تیری نیک اولاد کو دشمن رکھے گا۔ اور اے محمدؐ میں تیری ساری امّت کو

داخلِ بہشت کروں گا مگر اُن کو جو جنّت میں داخل ہونے سے انکار کریں
گے۔ میں نے کہا کہ پروردگارا! کیا کوئی ایسا بھی ہے جو جنّت میں داخل ہونے
سے انکار کردے گا؟ ندا آئی کہ اے محمدؐ میں نے اپنی مخلوق میں سے تجھے پیغمبری
کے لیے منتخب کیا اور پھر تیرے واسطے وصی منتخب کیا اور اس کی نسبت تجھ سے
مثل ہارون کے ہے موسیٰؑ سے مگر تیرے بعد کوئی پیغمبر نہ آئے گا۔ اس کو میں نے
تیری اولاد کا پدر قرار دیا۔ اس کے حقوق امت کی گردن پر بالکل تیرے حقوق کی
مثل ہیں جو اس کے حق کا منکر ہو گویا اس نے تیرے حق کا انکار کیا اور جس نے اس کی
دوستی سے انکار کیا گویا اس نے بہشت میں داخل ہونے سے انکار کردیا۔ یہ سن کر میں
سجدۂ خالق میں گر گیا۔ ندا آئی، میرے حبیب سر سجدہ سے اٹھاؤ اور جو چاہے مجھ
سے طلب کرو تاکہ میں عطا کروں۔ میں نے درگاہِ باری میں درخواست کی پالنے والے
امت کے دل میں علیؑ کی محبت پیدا کردے۔ آواز آئی اے محمدؐ یہ طے ہو چکا ہے کہ
جو فرمانبردار ہوں گے ہدایت پائیں گے اور جو نافرمان ہوں گے ہلاک ہوں گے مگر
علیؑ کو میں نے تیرا وصی اور خلیفہ مقرر کردیا ہے جس نے اس کی ولایت اور خلافت سے
انکار کیا اور اس کو دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا اور جس نے تجھ سے دشمنی کی اُس نے
مجھ سے دشمنی کی اور میں نے یہ فضیلت عطا کی کہ پندرہ مہدی اس کے صلب سے ہوں
گے جو سب تیری ذرّیت اور فاطمہؑ زہرا کی اولاد سے ہوں گے اور گیارہواں جانشینِ
علیؑ وہ ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰؑ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے اور وہ عدل وداد سے دنیا کو
معمور کردے گا جبکہ وہ ظلم و جور سے پُر ہو گی۔ میں نے کہا، معبود! یہ کب ہوگا۔ ندا
آئی کہ جب علم اٹھ جائے گا جہل کا دور دورہ ہوگا۔ قاریانِ قرآن کی کثرت ہوگی عامل
کمیاب ہوں گے، ہر جگہ قتل و خون ہوگا، ہدایت کنندہ کم ہوں گے، دنیا دار فقیہہ
بکثرت ہوں گے، جور و فساد عام ہوگا، ایک حصّہ مشرق میں اور ایک

حصّہ غرب میں دھنس جائے گا۔ بصرہ ایک شخص کے ہاتھوں جو تیری اولاد سے ہے اور
اس کے بکثرت ساتھی ہو جائیں گے برباد ہو جائے گا اور ایک شخص اولادِ حسنؑ بن علیؑ
سے خروج کرے گا اور دجال مشرق سے یعنی سیستان سے خروج کرے گا۔ سفیانی ظاہر
ہوگا حتیٰ کہ اُس علیم، وخبیر نے مجھے تاقیامت ہونے والے واقعات کی خبردی
اور میں نے معراج سے آکر اپنے پسر عم علیؑ ابن ابیطالبؑ کو قیامت تک کی ایک
ایک بات سے خبردار کیا اور کارِ رسالت انجام دیا۔ خداوندِ عالم کا میں نے اس
نعمتِ عظمیٰ پر شکر عظیم ادا کیا۔ (از بحار الانوار جلد سیزدہم صفحہ ۲۵۶)

✵ عبداللہ ابن عجلان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت
میں ہم حاضر تھے کہ قائم علیہ السّلام کا ذکر ہوا۔ میں نے سوال کیا کہ کیسے معلوم ہو کہ
اب ظہورِ قائمؑ ہو گیا۔ فرمایا ظہور کی صبح کو جب تم بیدار ہو گے تو تمہارے زیرِ سر
ایک رقعہ برآمد ہوگا جس پر لکھا ہوگا "طاعۃٌ معروفۃٌ" یعنی بیعتِ
قائمؑ طاعت ہے اور معروف ہے۔ اور آپؑ کے پرچم پر تحریر ہوگا اسمعوا واطیعوا
یعنی سنو اور اطاعت کرو۔ اور پرچم خود بخود کھل جائے گا اور شمشیر خود بخود غلاف
سے باہر آجائے گی اور بقدرتِ خدا گویا ہو گی۔ اے ولی اللہ وقتِ ظہور آگیا۔

✵ کتاب مذکور میں شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے ہروی سے روایت کی ہے۔
کہ میں نے امام علی رضا علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ کیا یہ
صحیح ہے کہ قائمؑ جب ظہور فرمائیں گے تو پہلے امام حسین علیہ السّلام کے قاتلوں کی اولاد
سے انتقاماً بدلہ لیں گے جیسا کہ صادقِ آلِ محمدؐ نے خبر دی ہے۔ امام علیؑ رضا نے
فرمایا صحیح ہے۔ میں نے عرض کیا تو معاذ اللہ کیا خدا کا یہ فرمان غلط ہے کہ کوئی
دوسرے کے کیے ہوئے پر نہیں پکڑا جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا، فرمانِ خدا لاریب
صادق ہے لیکن اولادِ قاتلانِ حسینؑ کیونکہ اپنے آباء واجداد کے فعل پر راضی ہیں اور

اپنے آباء واجداد کی تعریف کرتے ہیں۔ لہٰذا ظالم کے فعل پر راضی ہونے والا بھی
خدا کے نزدیک قاتل کا شریک ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ
قائم بعدِ ظہور سب سے پہلا کام کیا انجام دیں گے۔ آپ نے فرمایا بنی شیبہ کے
ہاتھ، اس جرم میں کاٹے جائیں گے کہ اس نے خانۂ کعبہ میں چوری کی تھی۔

* کتاب علل الشرائع میں شیخ صدوق علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ شبیب
ابن انس اور دیگر اصحابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ
خدمتِ امامؑ میں ایک روز موجود تھے! امامؑ نے ابوحنیفہ سے سوال کیا کہ وہ کون سی سرزمین
ہے جس کے متعلق خداوند عالم فرماتا ہے کہ اس میں رات اور دن پُرامن وسکون سفر
کرو۔ ابوحنیفہ نے کہا، مکّہ اور مدینہ کی درمیانی راہ۔ امامؑ نے اصحاب سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ کیا مکّہ اور مدینہ کے درمیان مسافر اور قافلے پُرامن رہتے ہیں لُوٹے
نہیں جاتے؟ سب نے کہا ضرور لُوٹے جاتے ہیں، پھر آپ نے ابوحنیفہ سے سوال
کیا، کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ "جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن
میں ہو گیا۔" اس سے کیا مراد ہے؟ ابوحنیفہ نے کہا کہ کعبہ۔ خانۂ خدا۔ امامؑ نے
فرمایا اگر مراد خانۂ خدا ہے تو اس میں تو پسرِ زبیر کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا گیا ہے۔ یہ
سن کر ابوحنیفہ خاموش ہو گئے۔ ابوبکر حذری اصحابِ امامؑ نے سوال کیا کہ یا ابن
رسولؐ اللہ پھر وہ مقامِ امن کون سا ہے؟ امامؑ نے فرمایا، اس سے مراد معیتِ قائمؑ
آلِ محمدؐ ہے کہ جو اُن کے ساتھ ہمسفر ہو گیا وہ سفر میں سلامت رہا اور جو اُن کے رفقاء
میں داخل ہو گیا پس وہ امن میں رہا۔

* کتاب علل الشرائع میں ماجلویہ نے داؤد ابن لقمان سے روایت کی ہے
کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب ہمارے قائمؑ کا ظہور ہوگا تو ایک عورت
لائی جائے گی جس پر اس جرم میں کہ اُسکا نے والدۂ ابراہیم پر جو زوجۂ رسولؐ تھیں

الزام لگایا تھا، کوڑوں کی حد جاری کی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ اور جن وملک بصورت
انسان نظر آئیں گے۔ (بحار الانوار جلد سیزدھم صفحہ ۲۷)

* کتاب کمال الدین میں روایت ہے کہ ابی عبد اللہ علیہ السّلام سے کسی نے
سوال کیا کہ امیر المومنین علیہ السّلام نے ابتدا میں اپنے حق کے لیے جہاد و قتال کیوں
نہیں کیا آپ نے فرمایا، ترکِ قتال کی وجہ یہ آیۃ قرآنی تھی۔ (لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝) (سورۃ الفتح۔ آیۃ ۲۵)

ترجمہ:۔ اگر مومنون کے نطفے کافروں کی پشت سے جدا ہو جائیں تو ہم
کافروں کو دردناک عذاب میں مبتلا کریں۔

لہٰذا کیونکہ امیر المومنینؑ جانتے تھے کہ دشمنوں کے اصلاب میں مومنون کے
نطفے موجود ہیں اس لیے دشمنوں کو قتل نہیں کیا اسی طرح قائم آلِ محمدؐ بھی خروج
نہیں کرنے کے جبتک نطفۂ مومن اصلاب کافرین سے جدا نہیں ہو جاتے۔

* شیخ طوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قائمؑ آلِ محمدؐ کی غیبت کی وجہ خوفِ قتل ہے
کیونکہ ان کے بعد کوئی امام نہیں رہتا لہٰذا سلسلۂ نبوت بھی ختم ہو جائے گا۔ اگر یہ
کہا جائے کہ خدا کو تو سب کچھ قدرت ہے خدا کیوں نہیں مجبور کرتا لوگوں کو وہ اُن
کو قتل نہ کریں تو یہ بندوں کے اختیار کا سلب کرنا ہے حالانکہ خدا نے بندوں کو
اپنے اپنے فعل میں مختار بنایا ہے اگر خدا ان سے اختیار سلب کرلے تو سزا اور جزا
پھر کس کو دے۔

ثواب انتظار

اقوالِ ائمہ علیہم السّلام سے یہ بات ثابت ہے کہ جس قدر انتظارِ قائمؑ میں منتظرین کو ثواب ہے وہ کسی اور عبادت میں نہیں۔ قرآن کے حروفِ مقطعات جن سے علماءِ اسلام نابلد ہیں ان کے متعلق ائمہ علیہم السّلام نے اشارہ فرمایا ہے کہ ان حروفِ مقطعات سے جو اعدادِ ابجد قدیم کے حساب سے برآمد ہوتے ہیں وہ مختلف واقعات انبیاءؑ کے اور ائمہؑ کے سنِ ولادت و وفات ظاہر کرتے ہیں۔ جن کو قائمِ آلِ محمدؑ بعد ظہور واضح فرمائیں گے۔

امام علی رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ خدا نے کہ میری اُمت کا بہترین عمل انتظارِ قائمؑ ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ جو شخص خدا کی عطا کردہ قلیل روزی پر راضی ہے خدا بھی اس کے قلیل عمل پر اس سے خوشنود و راضی ہوجاتا ہے۔ اور انتظارِ ظہورِ قائمؑ ایک بڑی عبادت ہے۔

* کتاب حوائج میں ابی خالد سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ فرمایا رسولِ خدا نے کہ خدا کے بارہویں ولی کی غیبت جو وصیٔ رسول اور وصیٔ جملہ ائمہؑ طاہرین ہے، طولانی ہوگی اور جو ان کی غیبت کا قائل اور ان کا منتظر ہوگا۔ وہ میری اُمت کے ہر زمانہ کے لوگوں سے افضل ہے اس لیے کہ خدا نے اس کو عقل و دانش اس قدر عطا فرمائی ہے۔ وہ غیبت کے زمانہ پر اس قدر یقین رکھتا ہے جس طرح زمانۂ رسولؐ میں رکھا جاتا تھا۔ لہٰذا اس کو اس زمانہ میں بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے جس طرح زمانۂ رسولؐ میں وہ لوگ جو شریکِ جہاد تھے۔

* کتاب امالی میں شیخ مفید علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ جابر نے بعد

اتمام ارکانِ حج امام محمد باقر علیہ السّلام سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہؐ ہمیں کوئی نصیحت اور ہدایت فرمائیے۔ آپؑ نے فرمایا، کہ صاحبانِ قوت کو چاہیے کہ وہ کمزوروں کی مدد کریں، امیر فقیروں کی اور ہر ایک اپنے دینی بھائی کو نیک عمل کی نصیحت کرے اور ہمارے رازوں کو پوشیدہ رکھے۔ ہماری نصیحت و ہدایت پر عمل کرے، قائمِ آلِ محمدؐ کا منتظر رہے اگر تم میں سے کوئی قبل ظہور قائمؑ وفات پاجائے تو اس کا شہیدوں میں شمار ہوگا۔

* شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب "خصال" میں امیر المومنین علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ظہور کے منتظر رہو، رحمتِ خدا سے ناامید نہ ہو۔ کیونکہ افضل ترین عمل خدا کے نزدیک انتظار ہے۔ انتظار کرنے والے ہمارے ساتھ محشور ہوں گے۔

* کتاب کمال الدین میں شیخ طوسی علیہ الرحمۃ اور کتاب الغیبۃ میں امام جعفر صادق علیہ السّلام اور امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ عبدالحمید واسطی نے سوال کیا کہ اے مولا ہم نے انتظارِ قائمؑ میں کاروبار چھوڑا، لین دین چھوڑا اب ہماری حالت بھیک مانگنے کے قریب ہے۔ فرمائیے کیا کریں۔ آپ نے فرمایا خوشنودیٔ خدا اور رضا جوئی خدا میں تم کوئی شخص ایسا دکھا سکتے ہو جو اس حالت کو پہونچ گیا ہو۔ یہ تمہارے اعتقاد کی کمزوری ہے۔ خداوند عالم اس بندہ کو جو بہ خلوصِ قلب ہمارا مطیع ہو، ہر قسم کی ذلت سے محفوظ رکھتا ہے۔ میں نے کہا اگر ظہورِ قائمؑ سے پہلے ہی میں وفات پاجاؤں تو میرا حال کیا ہوگا، فرمایا۔ اس شخص کا سا جس نے تلوار سے آپؐ کے ساتھ جہاد کیا ہو بلکہ رسولِ خدا کے ساتھ شہید ہوا ہو۔

* محمد بن فضل نے امام رضا علیہ السّلام سے سوال کیا کہ ظہور کا ثواب ہمیں کب حاصل ہوگا؟ آپ نے فرمایا کیا انتظارِ ظہور ثواب نہیں ہے؟ خداوند عالم خود فرماتا ہے

فَانْتَظِرُوْآ اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ (سورہ یونس آیۃ ۱۰۲)

"تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔"

★ کتاب کمال الدین میں ابراہیم کوفی سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ موسیٰؑ بن جعفر جو کمسن تھے داخل ہوئے میں نے اُٹھ کر احتراماً پیشانی کا بوسہ لیا۔ امامؑ نے فرمایا "اے ابراہیم میرے بعد یہ تمہارا امام ہے۔ اس کی دوستی میں بعض لوگ نجات پا جائیں گے اور بعض دشمنی میں ہلاک ہو جائیں گے۔ خدا ان پر لعنت کرے" اور خدا انؑ کی اولاد سے ایسے کو پیدا کرے گا جو بہترین اہلِ زمین ہے لوگ از روئے حسد اس کے تلف کرنے کی بڑی کوشش کریں گے لیکن خدا اس نور کو کامل کر کے رہے گا، گو مشرکین ناخوش ہوں اور وہ مہدیؑ نام بارہ کے عدد کا پورا کرنے والا ہوگا۔ جس کی طولانی غیبت ہوگی اور جو بارہویں کے ظہور کا منتظر ہوگا اس کو وہ ثواب ملے گا گویا اس نے رسولِ خدا کے ساتھ جنگ میں جہاد کیا۔

★ امیر المومنین علیہ السّلام نے جنگِ نہروان میں جبکہ ایک شخص ان کے قریب آیا تو فرمایا، میری اس جنگ میں بہت سے ایسے شریک ہیں جن کے باپ دادا ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے اُس نے کہا، یا امیر المومنینؑ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو میرے اس فعل کو دوست رکھتے ہوں گے اور میرے ہم خیال ہوں گے۔ لہٰذا وہ ایسے ہیں گویا اس جنگ میں میرے شریک ہیں۔

لہٰذا قائم آلِ محمدؐ کا انتظار کرنے والے اور یہ آرزو رکھنے والے کہ جب آپ ظہور فرمائیں تو ہم بھی مولا کے ساتھ شریکِ جہاد ہوں کیوں نہ شریکِ جہاد کا ثواب پائیں۔

★ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپ نے ابو بصیر سے فرمایا کہ جو شخص توحید و رسالت کی شہادت دیتا ہے اور ہماری ولایت کا اقرار اور ہمارے

دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتا ہے اور متقی ہوتا ہے اور ظہورِ قائمؑ کا انتظار کرتا ہے اگر اس کا قبل ظہور انتقال ہو جائے تو اس کو زیارت کا ثواب عطا ہوتا ہے۔

★ امیر المومنین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ غیبت قائمؑ میں تمام عبادتوں کا ثواب عبادت گذار کو عام عبادتوں سے زائد ملے گا اگر وہ منتظر ظہورِ امامؑ ہے۔ امامؑ کی غیبت بالکل اس طرح ہے جیسے آفتاب پسِ ابر پوشیدہ ہو۔ جس طرح آفتاب باوجود ابر میں ہونے کے اوقاتِ نماز بتلاتا ہے اور فرائض کی ادائیگی کراتا ہے اسی طرح امامؑ بھی پردۂ غیبت میں اپنے فرائضِ ہدایت انجام دے رہا ہے۔

★ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا، ایک زمانہ آئے گا جس میں ان کا امامؑ ان کی نظروں سے پوشیدہ ہوگا۔ خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو زمانۂ غیبت میں اپنے ایمان اور اعتقاد پر قائم رہیں گے اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو خداوند عالم ظہورِ امامؑ کی اطلاع دینے کو فرشتہ سے ندا دلوائے گا۔ اس مومن کی کیا کیفیت ہوگی جب آوازِ مولا آئے گی۔ ؎ (جوشؔ)

مولائے کائنات اور آواز دے مجھے! ۔۔ اے جبرئیل طاقتِ پرواز دے مجھے

★ کتاب کمال الدین میں زرارہ سے روایت ہے کہ امامؑ سے زرارہ نے سوال کیا یا ابن رسول اللہؐ اگر زمانۂ غیبت تک ہم باقی رہے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِیَّکَ اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِیْنِیْ

ترجمہ: "اے خدا تو مجھے اپنی معرفت خود عطا فرما اگر تو نے اپنی معرفت خود عطا نہ فرمائی تو تیرے پیغمبرؐ کو کیسے پہچانوں گا۔ اے اللہ اپنے پیغمبرؐ کی معرفت مجھے عطا فرما اگر میں نے ان کو نہ پہچانا تو تیری حجّت کو کیسے پہچانوں گا۔ اور اے خدا اپنی حجّۃ کی معرفت عطا فرما اگر میں نے تیری حجّت کو نہ پہچانا تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔" پھر فرمایا اے زرارہ ایک جوان قبل ظہور مدینہ میں قتل کیا جائے گا جب اس کا قتل ہوگا تو پھر خداوند عالم مہلت نہیں دے گا۔

✱ نیز امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب تمہیں کسی امر میں شبہ واقع ہو اور امامؑ کو تم اپنے درمیان نہ پاؤ تو یہ دعائے غرلق پڑھو۔

يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

ترجمہ: "اے اللہ، اے بخشنے والے اور اے رحم کرنے والے۔ اے دلوں کو پھیر دینے والے میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔"

خروجِ سُفیانی

سفیانی کون ہے؟ سفیانی کے متعلق علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ بحارالانوار میں اور مصنف "طلوعِ آفتاب مہدی" اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ سُفیانی چیچک رُو، کبود چشم، چوڑا سینہ، بڑے سر والا ہے۔ جس کا نام عثمان بن عتبہ ہے جو ابوسفیان کی اولاد سے ہے۔ یہ وہی خاندان ہے جس نے رسولؐ اللہ سے کیا کیا مخالفتیں نہیں کیں، ہر طرح تحریکِ انقلابِ اسلامی کو نقصان پہونچانے میں

ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ چنانچہ ابوسفیان کا یہ صحیح وارث بھی امامؑ مہدی کے ظہور پر اسلام کے خلاف اپنی جماعت کو لے کر اپنی پوری طاقت صرف کر دے گا۔ سفیانی نجد سے خروج کرے گا اور دمشق حمص فلسطین اور اردن پر قابض ہو جائے گا اور بڑا کُشت و خون، قتل عام کرے گا۔ تقریباً ایک لاکھ آدمی قتل ہوں گے اس کے بعد ظہورِ قائمؑ ہوگا اور آپ اس کو گرفتار کر کے قریب بیت المقدس قتل کریں گے۔

سفیانی کا تذکرہ اکثر و بیشتر احادیث میں علاماتِ ظہور سے اہم اور حتمی علامت بتلایا گیا ہے اور اکثر روایات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سفیانی ایک خاص شخص اولادِ ابوسفیان سے ہے لیکن بعض تذکروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ سفیانی کسی خاص فرد کا نام نہیں بلکہ بعض صفاتِ قبیحہ کے مظہر کو سفیانی کہتے ہیں جو ہر مصلح کے دَور میں ظاہر ہوتا اور اصلاح کی پیشرفت میں حائل ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ ایک روایت امام علی بن حسین علیہ السّلام سے یہ نقل کی گئی ہے کہ "ظہورِ سفیانی مسلّم اور حتمی علامات میں سے ہے اور ہر زمانہ کے ہر مصلح کی پیغام رسانی میں ایک سفیانی مخالف رہا ہے"۔ اور دوسری حدیث صادقِ آلِ محمدؐ سے یہ ہے کہ "ہم اور خاندانِ ابوسفیان دو خاندان ہیں جو خدا کے بارے میں ایک دوسرے سے مخالف ہیں۔ ہم فرمانِ خداوندی کی تصدیق کرتے ہیں اور وہ تکذیب۔ ابوسفیان نے رسولؐ خدا سے جنگ کی، معاویہ نے علیؑ ابن ابیطالبؑ سے اور یزید بن معاویہ نے حسینؑ ابن علیؑ سے اور سفیانی قائم آلِ محمدؐ سے جنگ کرے گا۔" (بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۸۲-۱۹۰)

سفیانی اس خاندان کا ہے جس نے رسولؐ خدا سے مخالفت میں اپنی ساری طاقت ختم کر دی۔ اسی دشمنِ رسولؐ، ابوسفیان نے جو قبلِ اسلام ایک دولت مند اور وہ عظیم سرمایہ دار تھا جس نے تمام تر دولت غارتگری، غصبِ حقوق، سود خوری سے حاصل کی تھی۔ وہ طاقتور تھا جس نے لوگوں کو ڈرا دھمکا کر

اپنا زیرِ فرمان بنایا تھا اور مکہ کے ظالمانہ معاشرہ کا سردار بنا ہوا تھا۔ اسلام اور بانیٔ اسلام سے اس کی دشمنی کا ہونا لازمی اور ضروری تھا۔ کیونکہ اسلام ظالمانہ معاشرہ کی بیخکنی کو آیا تھا اور جب ابوسفیان کو اسلام کے مقابل میں منہ کی کھانی پڑی، تو رخ کی سیاہی کو مٹانے کے لیے کلمۂ توحید کی سفیدی بظاہر کام میں لانی پڑی اب آخر میں ظہورِ مہدیؑ پر بھی اس خاندان کی یادگار اپنا پرانا انتقام لینے کی غرض سے مہدیٔ آلِ محمدؐ سے کیوں مخالفت نہ کرے گا۔

خروجِ سفیانی اور خروجِ دجال دونوں کا مقصد اسلام دشمنی ہے۔ صرف فرق یہ ہوگا کہ سفیانی ظاہر بظاہر اسلام کا دشمن ہوگا اور دجال درپردہ اور بہ باطن۔

خروجِ دجال

ظہورِ قائمِ آلِ محمدؐ کی علامات میں سے ایک حتمی اور لازمی علامت خروجِ دجال بھی ہے۔ خروجِ دجال سے تین سال قبل دنیا میں قحط واقع ہوگا۔ گرانی عروج پر ہوگی۔ امِ شریک نے رسولِ خدا سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ مومنین خروجِ دجال کے وقت کون سے شہر میں ہوں گے فرمایا، بیت المقدس میں اور محاصرۂ دجال سے گرفتار ہو جائیں گے، قائمِ آلِ محمدؐ کا ظہور ہوگا وہ ان کو نجات دلائیں گے۔ حضرت عیسٰیؑ آسمان سے نزول فرمائیں گے اور دجال کو ہلاک کریں گے۔ اور وہ کُل کے کُل واصلِ جہنم ہو جائیں گے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور عقد الدرر میں بھی یہی لکھا ہے۔ اور نیز یہ کہ دجال کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو حقیقت کے خلاف ظاہر کرے گا۔

دجال کے لغوی معنی مکار اور دغاباز کے ہیں لیکن جب دجال کا لفظ زبان پر آتا ہے تو ہمارے سامنے ایک فرد کا ایسا مجسمہ آتا ہے جو یک چشم، عظیم الجثہ، خچر پر

سوار اپنی خاص صفات کے ساتھ قبل ظہورِ قائمؑ خروج کرے گا لیکن لغوی معنی کے اعتبار سے دجال سے مراد ایک فرد نہیں بلکہ ایک مکار، عیار، اور دغاباز جماعت بھی ہو سکتی ہے۔ جو اپنی مکاری، ریاکاری، عیاری اور دغابازی سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گے اور ظہورِ قائمؑ کے وقت اسلامی معاشرے کی پیشرفت میں مانع آئیں گے۔ چنانچہ معروف حدیث صحیح ترمذی سے روایت ہے

کہ رسولِ اکرم نے فرمایا، ہر پیغمبر نے بعد نوحؑ اپنی قوم کو فتنۂ دجال سے آگاہ کیا میں بھی تم کو اس کے فتنہ سے خبردار کرتا ہوں۔ اس کے بعد پیغمبرِ خدا نے ہمارے لیے اس کے صفات بیان فرمائے۔ جو دنیا کو اپنی ذاتی اغراض دنیا طلبی، ذاتی وجاہت کی خاطر راہِ راست سے ہمیشہ بھٹکاتے رہتے ہیں اور اسی کتاب میں ایک دوسری حدیث دجال کی بابت یہ ہے کہ رسولِ اکرم نے فرمایا کہ کوئی پیغمبر نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو فتنۂ دجال سے نہ ڈرایا ہو مگر تمہیں ایک بات علاوہ اس کے اور بتلاتا ہوں جو کسی پیغمبر نے نہیں بتلائی کہ وہ یک چشم ہے۔ (صحیح ترمذی)

بعض احادیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قبل ظہور مہدی تیس (۳۰) دجال خروج کریں گے۔

حتیٰ کہ اناجیل میں بھی خروجِ دجال کا ذکر ہے اور رسالہ دوم یوحنا۔ باب جملہ ۶-۷ میں تحریر ہے کہ "تم نے سنا ہے دجال آئے گا حالانکہ دجال تو آج بھی بکثرت ہیں"۔ اس عبارت سے بھی متعدد دجال ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں جناب ختمی مرتبتؐ نے ارشاد فرمایا، ظہور نہ ہوگا جب تک ساٹھ نفر نبوت کا دعوے باطل نہ کریں۔ بہر حال اس سے تو انکار محال ہے کہ ہر زمانہ میں ایک مصلحِ صادق ایک رہبرِ کامل کے مقابل کچھ عیار اور خود غرض فریب کار

ایسے ضرور ہوتے ہیں جو اپنے نام ونمود کی خاطر اصلاحی امور کی مخالفت میں سردھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔ بس یہی وہ دجّال ہیں جن سے ہر پیغمبر اپنی امت کو خبردار کرتا رہا ہے۔ چنانچہ اس آخری انقلابِ عظیم کے موقع پر قائمِ آلِ محمدؐ کی اصلاحی کاوشوں میں رکاوٹ ڈالنے والے دجّال بھی یکے بعد دیگرے پہلے سے زیادہ کوشاں نظر آتے ہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک دجّال اور سب دجّالوں کا سرغنہ اور سردار ہو۔ جیسا کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ ایک حدیث امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ دجّال مندرجہ ذیل صفات کا حامل ہے۔

(۱) یک چشم ہے، جو اس کی پیشانی پر مثل ستارہ روشن ہے۔

(۲) تیز رفتار، سفید خچر پر سوار ہے جس کا ایک قدم ایک میل ہے۔

(۳) دعوائے خدائی کرے گا۔ اس کی آواز ہر مقام پر پہونچے گی۔

(۴) دریا کے اندر سفر کرے گا۔ اس کے سامنے دھویں کا پہاڑ اور پشت پر ایک سفید پہاڑ ہوگا۔

(۵) وقتِ خروجِ دجّال قحطِ عظیم ہوگا۔

اس میں شک نہیں ہے کہ ہم کو اس کا حق نہیں پہونچتا کہ ہم کسی آیتِ قرآنی یا حدیث میں قیاس کے گھوڑے دوڑا کر کوئی خوش کن تفسیر پیش کرکے داد طلب ہوں کیونکہ مذہب میں قیاس سے کام لینا ہمارے یہاں قطعاً ناجائز ہے۔ لیکن ایک حدیث میں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اس خبر کا کہ علاماتِ ظہور سے یہ بھی ہے کہ طلوعِ آفتاب مغرب سے ہوگا۔ اس کی تفسیر امامؑ سے یہ کی گئی ہے کہ آفتاب سے مطلب طلوع آفتابِ مہدیؑ ہے۔ اس بنا پر جراٴت ہوتی ہے کہ ان علامات کی تفسیر یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ایک چشم ہونے سے مراد یہ ہو کہ یہ مادّی رہبر، فریب کار صرف ایک ہی آنکھ رکھتے ہیں جو صرف دنیاوی منفعت اور مادّی فائدہ ہی کی طرف دیکھتے ہیں اور دوسری

وہ آنکھ جس سے معنوی منفعت اور روحانی دولت کو دیکھ سکیں وہ اُن کے پاس موجود ہی نہیں۔ اور یہی چشم مادّی اُن کی لوگوں کی نظر میں بڑی چمکدار اور خیرہ کن ہے۔

* تیز رفتار مرکب پر سوار ہیں:۔ ظاہر ہے کہ ان کی تیز رفتاری ان کے ایجاد کردہ آلات ثابت کررہے ہیں۔ ریل، طیّارہ، سرعت اصوات وغیرہ

* دجّال دعوائے خدائی کرے گا:۔ چنانچہ وہ فلسفی اور سائنسدان جو قدرت کا بنایا ہوا ایک پتّہ اور ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے وہ مادّی ایجادوں پر نہ صرف فخر کررہے ہیں بلکہ فضا میں پہونچ کر ستاروں کی سیر کرکے دعوائے فرعونی اور دعوائے خدائی کررہے ہیں اور اپنے دجّال ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔

(۴) دجّال زیرِ دریا سفر کرے گا:۔ چنانچہ جہاز شکن کشتیاں زیرِ آب سفر کررہی ہیں اور سیرِ آفتاب سے مدد لے رہی ہیں گویا سورج ان کے ساتھ سفر کررہا ہے اور ان کے سامنے دھوئیں کے پہاڑ یعنی وہ مشینیں ہیں جو مختلف صنعتوں اور آلاتِ حرب میں رات دن کام آرہی ہیں جن کے دھوئیں نے فضا کو مکدّر کررکھا ہے۔

پشت پر سفید پہاڑ ہے جو مختلف غذاؤں، غلّوں اور دودھ کا ہے۔ بہرحال ہوسکتا ہے کہ دجّال سے مراد وہ افراد ہوں جو پہلے سے یعنی قبل ظہورِ مہدیؑ اپنا کام کررہے ہوں۔ اس سے ہمارا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ہم اس تاویل ہی کو صحیح مانیں اور دجّال سے مراد کوئی فرد یا انسان لیں۔ اگر انسان ہی مراد ہو تو ہمارے اصل موضوع پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

ضروری وضاحت

اس سے قبل تین چیزوں کا بیان جو احادیث میں تواتر کے ساتھ ہوا ہے جس سے اکثر اذہان غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم اُن شبہات پر سے پردہ اُٹھا کر نہایت اختصار سے اُن تینوں حدیثوں کا جائزہ لے رہے ہیں۔

(۱) قائم آلِ محمدؐ کے اصل نام (م ح م د) کے مجمعِ عام میں لینے کی سخت ممانعت ہے بلکہ آئمہ علیہم السّلام اور خود رسولِ انام نے گناہِ عظیم بتلایا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ ایسا مقدس نام اور امامؑ کا نام بلکہ ہمارے مقدس رسولِ انام کا نام زبان پر آئے اور انسان گناہگار ہو جائے۔ اکثر مذہبی مسائل جو ہماری سمجھ میں نہیں آتے ہم ان پر ہمیشہ معترض رہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ۔ "فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ" یہ ہماری تنگیٔ نظر کا قصور ہے۔ شارع علیہ السّلام نے یہ حکم ضرور کسی مصلحت کے تحت دیا ہے۔ امام مہدی کے نام نہ لینے کے حکم کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ سب سے خاص وجہ یہ ہے کہ تمام صحف اور آسمانی کتابوں، تورات، انجیل وغیرہ میں رسولؐ کی پیشگوئی کی گئی ہے اور ہر سابقہ نبی آپؐ کا نام (محمدؐ) لے کر آپ کی آمد کا اعلان کرتا رہا ہے۔ لہٰذا اگر امامؑ مہدی آخر الزمان کا اصل نام عام ہو جائے تو یہودی اور نصاریٰ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں جو نام محمدؐ آیا ہے اور جس کی پیشگوئی کی گئی ہے وہ یہ محمدؐ ہے جو آخر زمانہ میں آنیوالا ہے نہ کہ وہ محمدؐ جو آچکا ہے۔ لہٰذا (معاذاللہ) اُس پہلے دعویدار کا دعویٰ غلط تھا۔ اس لیے کہ وہ محمدؐ تو اب آنیوالا ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر کوئی کاذب دعوائے مہدویت کرے تو اصل نام نہ بتلا سکے

جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ کاذب ہے۔

تیسرے یہ کہ دنیا یہ نہ سمجھ لے کہ یہ وہی محمدؐ ہیں جو اب دوبارہ ظہور فرما رہے ہیں

(۲) ظہورِ قائمؑ کے وقت کا تعین کیوں نہیں؟

آئندہ ہونے والی کسی چیز کا تعین سوائے اُس عالم الغیب کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا یہ سوال ہی غلط ہے۔

علاوہ ازیں۔

(۱) ظہورِ مہدی موقوف ہے عروجِ ظلم و جور پر۔ جب ظلم و جور انتہائے شباب پر آجائے گا تو ظہور ہوگا۔ اور ظلم و جور کا نقطۂ عروج پر پہونچانا، یہ خدا کا کام نہیں ظالم بندوں کا کام ہے۔ لہٰذا تعینِ وقت تو ظالم بندوں کے اختیار میں ہے نہ کہ خدا کے۔

(۲) اگر وقت پہلے سے تعین کر دیا جاتا تو طولِ مدت کو سن کر غفلت شعار انسان غافل ہو جاتے۔ اب وقت کا تعین نہ ہونے سے ہر وقت کھٹکا ہے کہ انتقام لینے والا نہ معلوم کب آجائے۔

(۳) ظہورِ قائمؑ جب ہوگا جب کافروں کے اصلاب میں مومنین کے نطفے نہ رہیں گے اور یہ سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔

(۴) اگر وقت کے تعین کا اعلان ہو جاتا اور خدا اپنی کسی مصلحت کی بنا پر وقت میں تغیر و تبدل کر دیتا تو مخبرِ صادق رسولؐ اور آئمہؑ کو لوگ (معاذاللہ) کاذب تصور کرتے۔

(۳) ایک حدیثِ رسولؐ جو فریقین نے اپنی کتابوں میں لکھی ہے وہ یہ ہے کہ قائمِ آلِ محمدؐ کا نام وہ ہے جو میرا نام ہے اور ان کے باپ کا وہ نام ہے جو میرے باپ کا نام ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ قائمِ آلِ محمدؐ کے باپ کا نام امام حسنؑ بن

علیؑ نقی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عربی عبارت میں ایک نقطہ کی غلطی ہو گئی ہے
الفاظ حدیثِ رسولؐ کے یہ ہیں۔ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَ اِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمِ
اَبِیْ۔ اس کا نام میرا نام ہے اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہے۔
اور ہونا یہ چاہیے، بلکہ یہی ہوگا۔

اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم اِبْنِیْ۔

اس کا نام میرا نام ہے اور اس کے باپ کا نام میرے بیٹے کا نام ہے۔
یعنی اس کے باپ کا نام حسنؑ ہے جو میرا بیٹا ہے۔

حکومت مہدیؑ در عصرِ مہدیؑ

ظہورِ امامؑ کے بعد اس ظلمت کدہ جہان میں جو آپؑ کے قدوم میمنت لزوم
سے برکات کا آفتاب فروزاں ہوگا مختصراً مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) ترقی علمی در عصرِ مہدیؑ

علمی ترقی جو آپ کے زمانہ میں ہوگی
حیران کن ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ "علم کے ستائیس[۲۷]
حروف ہیں۔ تمام انبیاؑ جو من جانب پروردگار مخلوقات کے واسطے اس جہان میں
لائے وہ صرف دو حروف تھے لیکن جب قائم آلِ محمدؐ قیام کریں گے تو باقی پچیس[۲۵]
حروف بھی ظاہر فرمائیں گے" (بحارالانوار جلد ۱۳)

یعنی آپؑ کے زمانہ کے لوگ تمام ماضی کے افراد سے پچیس[۲۵] گنا زائد علم رکھتے
ہوں گے۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر امام محمد باقر علیہ السّلام نے اس طرف اشارہ

فرمایا ہے۔ "جب قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہوگا تو آپ جس کے سر پر ہاتھ رکھ
دیں گے تو بطور اعجاز اس کی عقل کامل سے کامل تر ہو جائے گی۔"

ترقی صنائع در عصرِ مہدیؑ

تمام تر صنائع حتیٰ کہ صنعتِ سریع
السّیر میں اس قدر ترقی ہوگی کہ لوگ ہزاروں کوس پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے
باتیں کریں گے بلکہ حالتِ سفر میں ان کو سامنے بیٹھا ہوا دیکھیں گے۔
چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔
"جب قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہوگا تو خداوند عالم مومنین کے گوش و چشم
میں وہ طاقت عطا فرمائے گا کہ وہ اپنے امامؑ کو اپنے مقام سے بیٹھے ہوئے دیکھیں گے
اور بات بھی کریں گے۔"

اقتصادی ترقی در عصرِ قائمؑ

مختلف احادیث سے عظیم اقتصادی
ترقی واضح ہے۔ چنانچہ ایک حدیث
میں فرمایا گیا ہے کہ آپ کی حکومت تمام شرق و غرب پر ہوگی اور زمین اپنے تمام
خزانے ظاہر کر دے گی اور دنیا میں کوئی مقام ویران نہ رہے گا۔ سب آباد و شاد آ
ہو جائے گا۔

ایک اور حدیث علماءِ اہلِ سنّت سے مروی ہے کہ ابوسعید حذری نے
بیان کیا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "اے لوگو! میں تمہیں ظہورِ قائمؑ
کی بشارت دیتا ہوں، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور
سے معمور ہوگی۔ ساکنانِ زمین اور ساکنانِ آسمان اس سے راضی و خوشنود ہوں گے
اور اموال کو وہ صحیح طریقہ پر تقسیم کرے گا۔"
اور چند احادیث میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپ کی

زندگی رسولِ خدا کی سی سادی زندگی ہوگی۔ سادہ لباس، سادی خوراک حل مسائل اسی طرح جس طرح رسولِ خدا فرماتے تھے۔

آئینِ جنگ مہدی

لفظ جنگ ہم کو موجودہ زمانہ کی جنگ و جدال کا تصور پیش کرکے یہ بتلاتا ہے کہ شاید یہ جنگ مہدی بھی اسی قسم کی پُر عناد، آتشبار، کینہ توز اور سکون سوز ہوگی جو اپنے لشکر کو بے غور و فکر، بے چون و چرا بے اصول بکش، بزن کا حکم دے گی۔ لہٰذا ہم جنگ مہدی کو جو ہو بہو جنگ اسلامی کے آئین پر ہوگی، واضح کرنے سے قبل جنگِ اسلامی پر روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔ آئیے دیکھیں جنگِ اسلامی کیا ہے۔

آئینِ جنگِ اسلامی

اسلام خدائے برحق کے پیغامِ فلاح کو بندوں تک پہونچانے کے لیے آیا ہے۔ اور خود کہتا ہے کہ میں کسی ایک جماعت، ایک گروہ، کسی ایک شہر کسی ایک ملک کسی ایک قوم کسی ایک ملّت کے لیے نہیں آیا ہوں۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ انسانی فکر کو آزادی دوں۔ لوگوں کو ظلم کی زنجیروں سے نجات بخشوں اور میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ خالقِ مطلق کا پیغام ہر گوشۂ عالم میں پہونچاؤں۔ صاحبانِ زندگی کو بتلاؤں کہ زندگی کیا ہے اور کیسی ہونی چاہیے۔ کس طرح زندہ رہنا چاہیے اور کس طرح مرنا چاہیے۔ میرا اصل کام صلح، امن، پند و خیر خواہی ہے۔ اگر ان آلات سے کار برآری نہ ہو تو جہاد ہے۔

جہاد کیا ہے؟

جہاد۔ اسلام میں سعی و کوشش کے ایک وسیع مفہوم کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ جو برائے اشاعتِ حق، اجرائے عدل، دفع ظلم، دشمنانِ انسانیت سے کیا جاتا ہے

جہاد بہ الفاظِ دیگر راہِ خدا میں ہر فرد کی کوشش و سعی، تبلیغ عقیدۂ حق، اعلائے کلمۃ اللہ کا نام ہے۔ جہاد برائے اصلاحِ معاشرہ، برائے اشاعتِ عدالت، قیامِ صلح و امن، ترقیٔ انسانیت اور برائے خدمتِ خلق ہے۔ اسلام میں جنگ یا جہاد اظہارِ زور و قدرت، ناموری اور خود نمائی کے لیے نہیں بلکہ خدا نمائی کے لیے ہے۔ اسلام اس زمانہ کی تمام مروجہ جنگوں کو بُرا سمجھتا ہے مگر وہ جنگ جو اعلائے کلمۂ حق اور بقائے حقوقِ انسانی کے لیے ہو۔ اسلام میں بنیادی چیز صلح و امن ہے۔ جنگ صرف اس لیے ہے کہ دارالحرب سے دارالسّلام کی طرف لایا جائے، انسانی پامال شدہ حقوق کو واگذاشت کرا کے سکون و دلجمعی کی بدولت خدا کی صحیح عبادت کرائی جائے۔ اسلام میں جنگ کسی شخصی ہوس کو پورا کرنے کے لیے انسانیت کا خون بہانا، ملک یا ملک کی دولت یا مالِ غنیمت کی خواہش میں، غلام و کنیز بنانے کی آرزو میں، اپنی حکومت کو وسعت دینے کے لیے ناجائز اور قبیح محرکات کو پورا کرنے کے لیے نہیں ہے، بلکہ حرام ہے۔ اور ایسی جنگ میں جان دینا عذابِ الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ جہادِ اسلامی یہ نہیں کہ کسی پر اپنی طاقت یا کثرت لشکر کو دیکھ کر چڑھ دوڑے اور کمزوروں کے سکون و اطمینان کو غارت کر دیا جائے۔ اسلام اپنے سپاہی کو ہدایت کرتا ہے کہ جنگ میں خرابی و ویرانی کا باعث نہ بنیں، کھیتیاں اور باغات ویران نہ کریں۔ بوڑھوں کو قتل نہ کریں، عورتوں اور بچوں کو نہ ستائیں، آبادی کے آثار نہ مٹائیں، گھروں اور خیموں میں آگ نہ لگائیں، نہروں پر پہرے نہ بٹھائیں، جنگِ اسلامی میں دشمن اگر کافر بھی ہو، پانی بند کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ دشمن کو مثلہ کرنا (ناک کان کاٹنا یا جلانا) قطعاً ممنوع ہے۔ مادر و فرزند میں جدائی ڈالنا جائز نہیں، قتل گاہ کی طرف سے قیدی عورتوں کو لے جانا سخت منع ہے۔ غیر فوجی کو ستانا، لوٹنا، قتل کرنا حرام ہے۔ خود دشمن کو امان دینے کے بعد

قتل نہ کرنا چاہیے۔ دشمن کو گالی یا دشنام نہ دینا چاہیے۔ ؛

ایک واقعہ :- لوگوں نے رسولِ خدا کو خبر دی کہ فلاں جنگ میں ایک لڑکی کا قتل بھی ہو گیا۔ رسولِ خدا یہ سن کر بڑے رنجیدہ ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا آپؐ یہ سن کر رنجیدہ کیوں ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ دختر کے قتل ہونے پر۔ لوگوں نے کہا حضور وہ تو مشرکہ تھی۔ رسول اللہؐ برافروختہ ہوئے اور فرمایا۔ یہ تم سے بہتر ہیں۔ دنیا میں جب پیدا ہوئے پاک تھے ان کی تربیت غلط ہوئی مشرک ہو گئے۔ تم کیا مشرکوں کے فرزند نہیں ہو۔ بچوں کو قتل کرتے ہو۔

اسلامی جنگ اندھی نہیں بینا ہے

وہ خوب جانتی ہے کہ تلوار کس کے سر پر مارنی چاہیے

دشمن بھی جانتا ہے کہ میں کیوں قتل کیا جا رہا ہوں۔ اسلام کا سپاہی بھی جانتا ہے میں کس کو اور کیوں مار رہا ہوں۔ جنگ سے پہلے یہ واضح کر دیا جاتا ہے کہ جنگ کیوں ہو رہی ہے۔ گنہگار اور بے گناہ، خطا کار اور بے خطا کے سر پر بم پھینکنا جنگِ اسلامی نہیں ہے۔ جنگِ اسلامی میں جب دوسری طرف سے آوازِ صلح بلند ہو، تلوار نیام میں آ جاتی ہے۔ مشرکینِ مکہ کی اُدھر فریادیں بلند ہوئیں اِدھر رسولؐ کی آواز آئی مزن، مکش۔ اسلام قبول کیا رسولؐ نے کہا بھائی ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ بہ نیتِ قربت میدان میں اُترتے ہیں۔ قربت میں ذرا لغزش نظر آئی اور بہ مرحب کے سینہ سے اترے۔ اگر کوئی لڑنا نہ چاہے، بھاگ جائے۔ اسلام پیچھا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ دشمن ہتھیار ڈال دے تو لڑنے کی اجازت نہیں۔ غیر فوجی سے جنگ کی اجازت نہیں، جو میدانِ جنگ میں نہیں آئے اور مصالحت پر آمادہ ہو جائے اُن سے ہرگز جنگ نہیں۔ خیبر کی جنگ فتح کر کے رسول اللہؐ کا علمدار آ رہا ہے راستہ میں ریاست فدک ہے اہلِ فدک خوفزدہ ہو کر خدمتِ رسولؐ میں آئے ہیں۔ اے رسولِ اسلام ہماری آبادی کو

برباد نہ کیجیے۔ نصف فدک حاضر ہے قبول فرمائیے۔ مجاہدِ اسلام نے کہا قبول ہے۔ فدک بغیر جنگ و جدال حاصل ہوا تھا خالص رسولؐ کی جاگیر تھی اس لیے اس کے لیے حکمِ خداوندی ہوا۔ اے رسولؐ یہ اقربا کو دے دو۔ رسولؐ خدا نے یہ اپنی جاگیر اپنی صحیح وارثہ کو دے دی جو ایک ہی تھی۔ اگر چند ہوتیں تو سب کو ملتی۔ اِدھر دین کے سردار کی آنکھیں بند ہوئیں اُدھر فدک پر نگاہیں پڑنے لگیں اور فوراً ہی باغ و فدک بحقِ سرکار ضبط ہو گیا۔ (یہ لفظ باغِ فدک نہیں ہے بلکہ باغ و فدک ہے) رقبہ کی اہمیت گھٹانے کے لیے (واؤ) اُڑا دیا گیا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ ایک معمولی باغیچہ تھا۔ بہر حال آمدم برسرِ مطلب۔

ایک شخص خدمتِ رسول اللہؐ میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ایک شخص جہاد کا ارادہ رکھتا ہے مگر اس کا مقصد حصولِ مال ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی ثواب اور اجر نہیں اور تین مرتبہ یہی فرمایا۔ اسلامی جنگ کا مقصد صرف یہ ہے کہ معاشرے سے خرابیاں بالکل دور کر دی جائیں اور نیکیاں اور فضائل پیدا کیے جائیں۔ ہوا پرستی کے بجائے خدا پرستی، خود شناسی کے بجائے خدا شناسی، خود نمائی کے بجائے خدا نمائی اور خود ستائش کے بجائے خدا ستائش پیدا کر کے حقِ عبودیت ادا کیا جائے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ہر جنگ میں مجاہدینِ اسلام کو نصیحت اور ہدایت فرماتے تھے۔ اگر جنگ مقصود ہے تو دیکھو جنگ بنامِ خدا، برائے خدا، براہِ خدا، برضائے خدا ہونی چاہیے ورنہ کوئی ثواب نہیں۔

قائمِ آلِ محمدؐ کی جنگ مذکورہ اصول کے بالکل مطابق ہونی چاہیے اس لیے کہ آپؑ وارثِ آدمؑ، وارثِ جمیع انبیاء، وارثِ خاتم المرسلین، وارثِ امیر المومنینؑ اور وارثِ حسینؑ آقائے مومنین ہیں اور ان تمام ذواتِ مقدسہ کی قیمتی، معنوی اور روحانی تجربات کے بھی وارث ہیں۔ آپ کی جنگ میں قدم بہ قدم ہر وہ نقوش

اور مسائل جو بیشتر وقوع پذیر ہوتے رہے پیشِ نظر ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جنگ مجھے کس طرح شروع کرنی چاہیے اور کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ وہ کون سا نیک آغاز ہو جس کا نیک ہی انجام ہو جس سے حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہو۔ آپؑ کی رکاب ظفر انتساب میں جیسا کہ بیشتر احادیث میں وارد ہے صرف تین سوؔ سے قدرے زائد مجاہد مردِ آہنی ہوں گے جو کلمۂ حق کے برکات سے ایمانی جذبات سے بزود دس ہزار کی تعداد تک پہونچ جائیں گے۔ حتیٰ کہ دنیا کا ہر ضعیف، کمزور، حق تلفیوں کا شکار ایک سچے ہمدرد اور معاون کی آواز سُن کر زیرِ لوائے قائمؑ جمع ہو جائے گا۔ یہ لوگ سب وہ ہوں گے جو پہلے نفس طاغوت اور شیطان سے جنگ میں فتح حاصل کر چکے ہوں گے۔ عزّتِ نفس، پاکدامنی، تقویٰ، خداترسی اور خداپرستی کے صحیح مصداق ہوں گے۔ اور یہ مظلوم اپنے آقائے مہدیؑ و ہادیؑ کے زیرِ عَلَم وہ جنگ اور اس انداز کی جنگ کریں گے جس کو چشمِ فلک نے نہ کبھی دیکھی ہوگی نہ دیکھی جا سکے گی۔

جنگ میں ہر فریق اپنے حصولِ مقصد اور اپنے نظریے کی کامیابی کے لیے جان توڑ کوشش کرتا ہے بلکہ یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ جنگ ہی مادّی منفعت کے حصول کے لیے وجود میں آتی ہے۔ قائمؑ آلِ محمدؐ کی جنگ کی نوعیت دوسری ہوگی اس کی فتح اور شکست ہی کچھ اور ہے۔ اسلام میں مجاہد کی زندگی اور موت اگر اعلائے کلمۂ حق کے لیے ہے تو بہرحال فتح ہے خواہ شکست ہی بظاہر ہو۔ اور اگر زندگی یا موت برائے حصولِ ہوسِ دنیا ہے تو شکست ہی شکست ہے خواہ بظاہر فتح ہو۔ قائمؑ آلِ محمدؐ کے فداکار سب حق پرست ہوں گے جن کا مقصد صرف یہ ہوگا کہ حق کی فتح ہو اور اگر مفسد اور شریر اس راہ میں رکاوٹ پیدا کریں گے تو اُن کو بہر قیمت راستہ سے ہٹایا اور ختم کیا جائے گا۔

قائمِ آلِ محمدؐ کی جنگ

آپؑ کی جنگ میں بھی کامیابی اور اسلامی جنگوں کے مانند مجاہدوں اور لشکریوں پر موقوف ہوگی آپؑ کے ساتھی مجاہد وہ بہادر ہوں گے جو فنونِ جنگ کے ماہر، راسخ الایمان، سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور ہر مصلح کے ساتھیوں اور مصاحبوں سے زیادہ حق شناس اور اطاعت شعار ہوں گے۔

(۱) بلحاظ طاقت

فنونِ جنگ میں ماہر اور تجربہ کار، ایک بہادر سیکڑوں پر بھاری ہوگا اور یہ صحیح ہے کہ جب جسمانی قوت ایمانی قوت سے مل بیٹھتی ہے تو معجزے دکھلاتی ہے۔ آغوشِ ایمانی کے پرورش یافتہ ہوں گے۔ خدا پر کامل توکّل کے بعد اپنی قوتِ خداداد پر پورا بھروسہ رکھتے ہوں گے۔

(۲) بلحاظ ریاضت

قائمِ آلِ محمدؐ کے رفقاءِ کار تمامتر پاک دامن، پاک دل، پرہیزگار، ہر معاصی سے پاک ہوں گے، دشمنِ خدا پر فتحیاب ہونے سے پہلے نفس پر فتح حاصل کر چکے ہوں گے۔ تکبّر، غرور، حرص و ہوا بخل، بزدلی، عیاشی اور معاصی سے اُن کو دور کا تعلّق بھی نہ ہوگا۔

رضائے الٰہی کے متلاشی اپنی خواہشاتِ نفسانی سے بیخبر، راہِ خدا میں گامزن ہر قدم سنجیدہ اور اُن کا ہر ارادہ اور عمل پسندیدہ ہوگا۔

(۳) بلحاظ ہمّت

پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے مگر اُن کا قدم میدان سے نہیں ہٹ سکتا۔

جب یہ سیسہ پلائی دیوار کی طرح قدم جما لیتے ہیں تو یہ کہتے نظر آتے ہیں۔ "اب زلزلہ بھی آئے نہ اتنی زمین ہلے"۔ یہ پہاڑوں پر دشمن کے خوف سے دوڑتے نہیں پھرتے بلکہ شوقِ ظفر میں پہاڑوں سے ٹکرا جاتے ہیں۔ وہ کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ٥ (سورہ الصف آیۃ ۴) کی ایمان افروز صدائیں سُنتے ہوئے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ باہمت، باحوصلہ مومنوں سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ بیس۲۰ باایمان مجاہدوں کو ۲۰۰ کافروں پر اور ۱۰۰ کو ہزار پر فتحیاب فرمائے گا۔ یہ باحوصلہ غیور مجاہد کبھی میدانِ جنگ میں پشت نہیں دکھلاتے اور اپنے دین کو رسوا اور ذلیل نہیں ہونے دیتے۔

یہ کبھی دشمن کے خوف اور مصائبِ جنگ سے گھبرا کر یہ کہنے والے اور عذر کرنے والے نہیں کہ ہم بیمار ہیں، مجبور ہیں، ہماری بیگم صاحبہ علیل ہیں۔ یہ ہر حال اور ہر صورت میں خدا کی دی ہوئی جان کو اس کی خدمت میں پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ۔

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی (غالب)
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

وہ جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ حق کے مجاہد کی میدانِ جنگ میں اگر سپر (ڈھال) بھی بیکار ہو کر گر جاتی ہے تو وہ زمین اور آسمانوں کا بادشاہ اس کو اتنی قوت بخش دیتا ہے کہ درِ خیبر کو کھینچ کر سپر بنا لیتا ہے اور اگر لڑتے لڑتے حق کی حمایت میں تلوار ٹوٹ جاتی ہے تو فوراً اس کے بدلے آسمان سے ذوالفقار آتی ہے۔ ایسی حالت میں کیا یہ ممکن ہے کہ ان جانبازوں کی تلوار سے دشمن جانبر ہو سکتا ہے اور حق کا پیغام عالم کے گوشہ گوشہ میں نہ پہونچ سکے۔

علاوہ ازیں، فتح و ظفر، کامیابی اور کامگاری کے لیے جہاں مذکورہ اسباب معاون و مددگار ہیں ایک سچے مسلمان باایمان کے لیے امدادِ خداوندی سے بڑھ کر اور بہتر کوئی وسیلۂ کامیابی نہیں۔

چنانچہ: روایاتِ اسلامی میں بالوضاحت متواتر بیان کیا گیا ہے کہ تقدیرِ الٰہی میں یہ امر طے شدہ ہے کہ خداوند عالم اپنی مظلوم بشریت کو آخری دور میں خواہ کتنی ہی قلیل مدت ہو ایسا موقع عطا ضرور فرمائے گا کہ وہ مجبور و معذور مصیبت زدہ راحت و آرام، امن و چین کی زندگی بسر کریں۔ اور ماضی کی تلخیوں کا کچھ نعم البدل حاصل کر کے معبودِ حقیقی کے مزید شکر گذار بنیں۔ لہٰذا اس بنا پر بھی اصولاً اور عقلاً لازم ہے کہ من جانب خدا ایک ایسی امتیازی قوت جس کو امام، رہبر، ہادی یا مہدی کہا جائے رونما ہو کر اپنی خداداد قوتوں سے ضعیفوں اور کمزوروں کو آرام و سکون کا موقع عنایت فرمائے۔

اور یہ امامؑ ایسا ہو کہ اخلاقی، ایمانی اور اقتصادی طاقتوں کے علاوہ امدادِ غیبی اور فیضانِ خداوندی کا بھی سب سے بڑا سپہ سالار و علمبردار ہو۔

مسئلہ سلاحِ جنگ

قائمِ آلِ محمدؑ کی جنگ کو جنگِ شمشیر سے تعبیر کیا گیا ہے کہ آپؑ دشمنانِ دین سے جہاد بالسیف فرمائیں گے۔

اب سوال فطرتاً یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس دورِ جدید میں جبکہ مختلف جدید قسم کے مہلک اسلحہ ایجاد ہو چکے ہیں جو ایک ذرا سے بٹن دبانے سے دور و دراز کے ملکوں کو چشم زدن میں خاک کا ڈھیر بنا سکتے ہیں تو پھر تلوار بیچاری کیا میدان سر کرے گی؟

صحیح ہے۔ مگر جہاد بالسیف سے یہ کیسے سمجھ لیا جائے کہ آپ صرف تلوار سے ہی جہاد فرمائیں گے۔ تلوار سے اشارہ اس طرف بھی ہو سکتا ہے کہ آپ قوت و طاقت اور اسلحہ کو کام میں لائیں گے اور شمشیر سے مطلب نہ صرف شمشیر بلکہ سلاحِ جنگ ہو۔

علاوہ ازیں ہم آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اسلحہ جدید تباہ کن کی دھمکیاں کس کو دے رہے ہیں کیا آنے والا اپنی خواہشِ نفس پوری کرنے خود چڑھ دوڑے

گا یا خالقِ عالم کے حکم سے وہ ظہور پذیر ہو گا۔ اگر خدا کا فرستادہ ہے (اور یقیناً ہے) تو اس کو خود معلوم نہیں کہ میں کس طاقت کے مقابلہ کے لیے جا رہا ہوں اور ان کی مانی ہوئی طاقتوں کے مقابلہ میں مجھے کیا تیاری کرنا ہے۔ معترضین کی ان ہمدردانہ نصیحتوں کا شکریہ کہ انہوں نے اسلحہ جدید سے ڈرا کر خدائی سردار کو بروقت ہوشیار کرنے کی کوشش کی۔ مگر افسوس ہے یہ معترضین عالمِ قرآن کہلاتے ہیں۔ جو لرزہ براندام کانپتی ہوئی زبان میں کہہ رہے ہیں کہ یہ مصلحِ اعظم، مجاہد قائمؑ بغیر ہتھیار کے کیسے لڑے گا۔ اور ہمیں میں ایک انگریزی کا عالم۔ رسولؐ و آلِ رسولؐ کا شناسا پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ "مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی" (علامہ اقبال)

اور اس کی تڑپ اور شوقِ دیدار کا یہ حال ہے کہ جھوم جھوم کر کہہ رہا ہے ؎

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبینِ نیاز میں

خدا اس کے ماننے والوں کو توفیقِ پیروی عطا فرمائے۔ ہم دنیائے اسلام کو دعوتِ قرآن دے رہے ہیں۔ خدارا قرآن پڑھیے پھر ایمان کی روشنی میں یہ دیکھیے کہ نمرود مردود نے اللہ کے فرستادہ حضرت ابراہیمؑ کو دہکتے ہوئے آگ کے پہاڑ میں ڈلوا دیا۔ پھر کیا ہوا؟ ابراہیمؑ جل گئے۔ کیا کوئی امکان تھا کہ بچ جاتے، ان کی تو خاک بھی ڈھونڈی نہ ملتی مگر ہوا کیا۔ آگ جل کر گلزار بن گئی۔ کہو ابراہیمؑ صاحبِ قوت تھے یا نمرود؟ حضرت موسیٰؑ خالی ہاتھ تنہا، عصائے پیری لیے مغرور و متکبر کے بھرے دربار میں جادوگروں سے مقابلہ کے لیے پہونچ گئے۔ جس نے بھیجا تھا اس نے کہا، موسیٰ نہ گھبرا۔ عصا پھینک دے۔ کیا ہوا۔ اتنا بڑا بادشاہ دعوائے خدائی کرنے والا کس طرح شکست کھا گیا۔ موسیٰؑ فتحیاب آئے۔ کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے؟۔

قرآن پڑھیے۔ ابرہا۔ ہاتھیوں کا لشکر لیے خانۂ خدا کو مسمار کرنے آرہا ہے۔ ہے کوئی

طاقت جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ مگر معاملہ اور مقابلہ خدا سے تھا، خدا ہی کا گھر بھی تھا۔ یوں مقابلہ کیا کہ دشمنوں کی چڑیاں اُڑ گئیں۔ ہاتھی بھاگتے چیختے نظر آئے اور سب کو وہیں ڈھیر کر دیا چبائے ہوئے بھوسے کی مثل۔ دور کیوں جائیں خود رسولؐ کی جنگ دیکھیں، سب بھاگ گئے، رسولؐ کا خون شریک بھائی قدرت کا بنایا ہوا وصی اور چند افراد اور رہ گئے۔ مگر ہر طرف سے لا فتیٰ کی آوازیں آئیں ہر طرف فرشتوں کی فوج دکھائی دی۔ فتح رسولؐ کی ہوئی۔ کیا اس کے بعد بھی آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ ان جدید اسلحہ کا مقابلہ کیسے ہو گا۔ اچھا اپنے ہی زمانہ میں دیکھیے، لاہور کے در و دیوار، سقف و بام نعرۂ تکبیر اور نعرۂ حیدری سے گونج رہے تھے صرف نعروں کی برکت تھی کہ غنیم نے منہ کی کھائی۔ اور ذرا قریب سے دیکھیے ایران کا بوڈر ہے کچھ جہاز لوٹے پڑے ہیں۔ پوچھنے والوں نے پوچھا یہ کس کے جہازوں کے ٹکڑے ہو گئے۔ معلوم ہوا بہت بڑی طاقت تھی۔ یہ کیسے برباد ہو گئے۔ خدا ہی جانے ہمیں معلوم نہیں۔ بہرحال ہم جنگ کے بیان کو ختم کر کے جدید اسلحہ کا جواب آپ ہی کے ایمان پر چھوڑتے ہیں۔ اور اتنا اشارہ آپ کی نافہمی کو زود فہمی سے تبدیل کرنے کے لیے اور دیے دیتے ہیں کہ آنے والا، جنّات کا بھی امامؑ ہے۔ اس کو امام الانس والجان بھی کہتے ہیں۔ پھر تو ان تمام آلات کو ناکارہ کرنے اور غائب کرنے کے لیے ان کا ایک جن ہی کافی ہو گا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے ظہور سے قبل ہی باہمی معروف طاقتوں میں تصادم ہو اور یہ جدید اسلحہ کی آتش بازی پہلے ہی چھوٹ چھاٹ کے ختم ہو جائے۔

لہٰذا ہم بھی اب جنگ کا تذکرہ ختم کر کے آپ کو ایک دوسری طرف جس کو رَجعت کہتے ہیں لیے چلتے ہیں۔

•••●•••

بیانِ رجعت

مختلف آیاتِ قرآنی جن میں بالوضاحت ذکرِ رجعت کیا گیا ہے بخوفِ طوالت ہم بیان نہیں کر رہے اور صرف چند آیات و احادیث پر اکتفا کر رہے ہیں۔ طالبانِ حق اگر چاہیں تو بحار الانوار جلد سیزدہم کے ۲۳۴ صفحہ اور پس و پیش صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔ امام محمد باقر علیہ السّلام آیاتِ قرآنی سے ذکر رجعت فرما رہے کہ فرمایا خدا رحم فرمائے جابرؒ پر، خدا نے علم میں ان کو وہ مرتبہ بخشا ہے کہ وہ اس آیۃ کی تاویل خوب جانتے تھے۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ (سورۃ القصص آیۃ ۸۵)

ترجمہ: "جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا، کیا وہ تجھے زمانۂ رجعت میں لوٹائے گا نہیں"۔ یعنی ضرور لوٹائے گا۔

جناب جابر علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ امام محمدؑ باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا نے شہادتِ امام حسین علیہ السّلام سے قبل فرمایا۔ اے میرے فرزند تو عراق میں مع اپنے اصحاب کے شہید کیا جائے گا جہاں پہلے انبیاء اور اوصیاء کو شہید کیا گیا۔ امام حسین علیہ السّلام نے اس بناء پر اپنے اصحاب و انصار کو کربلا میں خبر دی اور اصحاب سے یہ بھی فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو کہ ہم شہید ہو کر رسولِ خدا سے ملاقات کریں گے اور اسلحہ اور آہن سے ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہونچے گی کیونکہ ہم نے یہ آیت تلاوت کر لی ہے۔

یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ۝ (سورہ انبیاء آیۃ ۶۹)

"اے آگ تو بالکل ٹھنڈی اور سلامتی کا باعث ہو جا ابراہیم پر۔"

پھر ایک وقت آئے گا (جس کا علم سوائے خدا کے نہیں) کہ سب سے پہلے میں قائمؑ آلِ محمدؐ کے ساتھ رجعت میں اٹھایا جاؤں گا، پھر امیر المومنینؑ اور رسولِ خدا اپنا علم لہرا کر غلاف سے تلوار نکال کر قائمؑ آلِ محمدؐ کو دیں گے اور جہاد کا حکم فرمائیں گے۔ آپ دشمنوں کو قتل کریں گے حتیٰ کہ وہ جانور جن کا کھانا حرام ہے ختم کر دیے جائیں گے اور زمین تمام برکات و اسرار کو ظاہر کر دے گی۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ایّام خدا تین ہیں۔ روزِ قیامِ قائمؑ، روزِ رجعت امیر المومنینؑ و ائمہ علیہم السّلام اور روزِ قیامت۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا، رجعت میں سب سے پہلے آنے والا حسینؑ ابن علیؑ ہے اور چالیس ہزار سال دنیا میں قیام کریں گے اور فرمایا، روزِ رجعت نیکوکار اور بدکاروں میں سے کوئی ایسا نہ رہے گا جو زندہ نہ کیا جائے تاکہ نیک خوش ہوں اور بدکار ذلیل و خوار ہوں۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ "ہم ضرور چکھائیں گے ان کو وہ عذاب جو نزدیک ہے بڑے عذاب سے پہلے" نزدیک عذاب سے مراد رجعت کا عذاب اور بڑے عذاب سے مطلب عذابِ قیامت ہے۔ اور رجعت میں تمام وہ وعدے جو خداوندِ عالم نے اپنے حبیب سے فتحیابی، کامیابی، ساری دنیا پر غلبہ، باطل کی تمام روئے زمین سے بیخکنی کے اب تک کیے ہیں وہ سب پورے ہوں گے۔

زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے سوال کیا کہ مرنے والوں اور کشتہ ہونے والوں کے حالات سے مجھے کچھ خبر دیجیے۔ آپ نے فرمایا، مرنے والے اور کشتہ ہونے والے ایک چیز نہیں۔ مرنے والا رختخواب پر جان دیتا ہے۔ کشتہ قبل از موت اپنی جان راہِ خدا میں پیش کر دیتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا کے متعلق کچھ

قریش کے لوگوں نے کہا کہ "محمدؐ سمجھتے ہیں کہ یہ مقدر ہو چکا ہے کہ ان کے اہلبیتؑ
ہی سے کوئی اُن کا جانشین مقرر ہو۔ یہ اُن کا خیال ہے۔" رسولِ خدا تک بھی یہ
خبر پہونچی، آپ برافروختہ ہوئے اور فرمایا یہ لوگ میرے بعد اپنی پچھلے قدموں
لوٹ جائیں گے۔ پھر مجھے (ایک وقت آئے گا) یہ اپنے درمیان دیکھیں گے کہ
میں تلوار سے ان کی گردنیں اُڑا رہا ہوں۔ (بحار الانوار جلد سیزدہم صفہ ۳۳۶)

کتاب منتخب البصائر میں ابی الصباح سے روایت ہے کہ میں نے امام
محمد باقر علیہ السّلام سے سوال کیا کہ میں اگر آپ اجازت دیں تو کچھ پوچھوں۔ آپؑ
نے فرمایا کہ کیا رجعت کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا بیشک
یا ابن رسولؐ اللہ۔ فرمایا یہ قدرت خدائے تعالیٰ ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا
یہ سنّتِ الٰہی ہے جو پہلے بھی تمام انبیاؑ کے زمانہ میں ہوتی رہی ہے اور اللہ کی
سنّت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا کہ عُزیر علیہ السلام کو خدا
نے مار کر سَو سال کے بعد پھر زندہ کیا۔ جناب موسیٰؑ کے ہمراہ جو ستّر آدمی کوہِ طُور
پر گئے تھے اور ہلاک کر دیے گئے تھے اُن کو قدرت نے دوبارہ زندہ فرما دیا۔
یا بنی اسرائیل کے وہ ہزاروں لوگ جو موت سے ڈر کر شہر چھوڑ گئے تھے خدا نے
اُن کو لقمۂ اجل بنا کر پھر زندہ کر دیا۔ لہٰذا قدرتِ خدا اور اُس کی توانائی میں شک
کی گنجائش نہیں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ امیر المومنینؑ کی دوبارہ
رجعت ہوگی ایک مرتبہ امام حسینؑ کے ہمراہ ہوگی۔ آپ رسولؐ خدا کے ہمراہ
اپنے دشمنوں سے خصوصاً بنی امیہ سے تحتِ لوائے رسولؐ انتقام لیں گے اور
رسولِ خدا دینِ خدا کو عالم کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیں گے۔ جیسا قرآن میں خالق
غیب داں نے فرمایا ہے۔ کہ ہم تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمائیں گے۔ اگرچہ مشرک

ناخوش ہوں۔

کتاب مذکور میں طاہر بن عیسٰی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر المومنینؑ
سے عرض کیا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں آثارِ پیری نمودار ہیں میری تمنّا ہے کہ میری عمر آپ
کے ہمراہ جہاد کرنے میں ختم ہو۔ آپ نے فرمایا، سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں
اگر آج نہیں تو کل روزِ رجعت ایسا ہی ہوگا۔

کتاب مذکور میں ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ کچھ لوگ امام جعفر صادق
علیہ السّلام کی روایت کے بیان کرنے کو ناقابلِ اعتبار سمجھ رہے تھے۔ میں نے اُن سے
کہا کہ اس کی روایت کس طرح کمزور ہو سکتی ہے جو ہر روایت پر فرمائے کہ رسولِ خدا نے
ایسا فرمایا ہے کہ کچھ اطفال اس طرف سے یہ کہتے ہوئے گذرے۔ "العجبؑ کل
العجب بین جمادی و رجب"۔ ترجمہ:- "بڑا تعجب ہے ان چیزوں پر جو
جمادی اور رجب کے درمیان واقع ہوں گی۔" میں نے اس کا مطلب امامؑ سے
معلوم کیا۔ فرمایا جمادی اور رجب کے درمیان زندہ مردوں سے ملاقات کریں گے
یعنی روزِ رجعت مردہ زندہ ہوں گے اور زندوں سے ملاقات کریں گے۔

امام رضا علیہ السّلام سے ایک طولانی حدیث میں جو قائم آلِ محمدؐ کے بارے
میں ہے منقول ہے کہ تیسری آواز جو آسمان سے آئے گی وہ اس طرح ہے کہ سورج میں
ایک مجسمہ نظر آئے گا جو آواز دے گا۔ "یہ امیر المومنینؑ ہے جو ظالموں کے قتل کے لیے
آرہا ہے۔"

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب قائمؑ
آلِ محمدؐ کا ظہور ہوگا تو ہر مومن کی قبر پر ملائکہ آئیں گے اور صاحبِ قبر سے کہیں گے،

ع۱ یہ امیر المومنینؑ کے خطبہ کا ایک فقرہ ہے۔

تیرے امامؑ نے ظہور کیا اگر چاہتا ہے کہ اُن کی خدمت میں پہونچے تو اُٹھ ہمارے ساتھ آ۔ ورنہ بہ آرام و باکرامت رہ۔

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو رجعت اور متعہ کا قائل نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

کتاب "السلطان الفرج عن اھل الایمان" میں محمّد بن جعفر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے سوال کیا یا ابن رسولؐ اللہ قرآن میں ایک مقام پر جو وعدہ اسمٰعیلؑ کا ذکر آیا ہے اس سے مراد اسمٰعیلؑ پسر ابراہیمؑ مراد ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد اسمٰعیلؑ ابن حزقیلؑ نبیؑ ہیں۔ جن کو خدا نے مبعوث فرمایا تو ان کی قوم نے تکذیب کی اور قتل کیا ان کے جسم سے اُن کی کھال کھینچ لی اور ان کا دل نکالا۔ خدائے قہّار ان کی یہ مظلومیت دیکھ کر غضب ناک ہوا اور سطائیل جو فرشتۂ عذاب ہے، کو بھیجا کہ اگر اسمٰعیلؑ کہے تو اس قوم پر وہ عذاب نازل کر جس کی یہ مستحق ہے۔ اسمٰعیلؑ نے فرشتۂ عذاب سے کہا کہ میں نہیں چاہتا بلکہ جیسا کہ اس نے اپنے رسولؐ آخر الزمان کے محبوب نواسے سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان ظالموں سے جنہوں نے انتہائی ظلم وستم سے اُن کو شہید کیا آخر زمانہ میں حسینؑ علیہ السّلام کو بھیج کر ظالموں سے انتقام لے گا۔ روزِ رجعت مجھے بھی قائمِ آلِ محمّدؐ کے ساتھ موقع دے تاکہ میں بھی اپنے دشمنوں سے انتقام لوں۔ خدا نے اسمٰعیلؑ سے وعدہ فرمایا اور وہ بھی ظہور قائمؑ پر امام حسینؑ کے ہمراہ لوٹایا جائے گا اور انتقام لے گا۔

آمدن ملائکہ برائے امداد سید الشہدا ازمانۂ رجعت

کتاب مذکور میں معتبر ترین راویوں حمیری علی ابن محمّد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن وغیرہ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک روز امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں از روئے تعجّب عرض کیا کہ یا ابن رسولؐ اللہ کیا وجہ ہے کہ آپ ائمّہ طاہرین کی عمریں نہایت قلیل ہوتی ہیں اور قلیل مدّت میں اپنے خالقِ حقیقی سے مل جاتے ہیں حالانکہ مخلوق آپ کی ضرورت مند ہوتی ہے۔ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے جس میں اس کی پوری زندگی کے فرائض درج ہوتے ہیں جب امام اپنے فرائض کی تکمیل کر لیتا ہے تو رسولؐ اللہ اُس کو اُس کی خبرِ رحلت سے آگاہ فرمادیتے ہیں اور وہ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملتا ہے۔

امام حسینؑ نے جب اپنے فرائضِ امامت کی تکمیل فرمادی تو ایک چیز باقی رہ گئی تھی نواسۂ رسولؐ کو ملائکۂ عرش نے اس مظلومیت سے شہید ہوتے ہوئے دیکھا تو نہ دیکھا گیا۔ درگاہِ الٰہی میں فرشتے روئے اور کہا، پالنے والے اجازت دے کہ ہم تیرے حسینؑ کی جا کر مدد کریں۔ اجازت ملی، فرشتے آئے، مگر ہائے حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ خلّاقِ عرش سے اپنے ملائکہ کا رونا نہ دیکھا گیا۔ حکم ہوا، اے میرے فرشتو! مایوس نہ ہو، اب تا رجعت قبرِ حسینؑ پر زیرِ قبہ عبادت کرتے رہو اور دعا مانگتے رہو کہ ہمیں حسینؑ کی نصرت کا موقع عطا فرما، انشاءاللہ تمہیں وقتِ رجعت یہ موقع عطا کیا جائے گا۔

کتاب کفایہ میں احمد بن محمّد سے روایت ہے کہ ہم نے یہ آیت "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ" (سورۃ التکاثر آیۃ ۸)

ترجمہ :۔ پھر تم سے اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس
کی جائے گی۔

امامؑ کو پڑھ کر سُنائی آپ نے فرمایا کہ نعمت سے مراد ہم اہلبیتؑ ہیں نہ کہ پلاؤ، قورمہ اور حلوا۔ خدا نے اپنے بندوں کو جو سب سے بڑی نعمت عطا کی ہے وہ سچے اور معصوم رہبر ہیں ان کے متعلق سوال ہوگا کہ تم نے ان سے کیا فائدہ اُٹھایا۔

نجاشی نے کتاب رجال میں لکھا ہے کہ مومن طاق اور ابو حنیفہ میں اکثر چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ ایک روز ابو حنیفہ نے مومن طاق سے کہا کہ تم رجعت کے قائل ہو۔ مومن طاق نے کہا بیشک۔ ابو حنیفہ نے کہا اچھا اپنی اس تھیلی سے پانچسو دینار مجھے قرض دے دو۔ جب ہم تم رجعت کے وقت دنیا میں آئیں گے میں ادا کر دوں گا۔ مومن طاق نے فوراً جواب دیا۔ اس کی ضمانت دو کہ تم بشکلِ انسان ہی پھر دنیا میں آؤ گے۔ اگر بندر وندر کی شکل میں آ گئے تو میں کس سے طلب کروں گا۔

تفسیر اہلبیت میں بعض اصحاب سے روایت ہے کہ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیتہ کی "كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ التکاثر آیتہ ۳-۴) تفسیر پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ گمراہ ایک بار روزِ رجعت اور دوسری بار روزِ قیامت جان لیں گے کہ وہ باطل پر تھے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب "صفات الشیعہ" میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ جو سات چیزوں کا اقرار کرے وہ مومن ہے اور ساتویں چیز رجعت کو فرمایا۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمیں رجعت کے بارے میں ہرگز ہرگز

شک نہیں ہونا چاہیے جبکہ متعدد آیاتِ قرآنی بیشتر احادیث و اقوالِ ائمہؑ وقوعِ رجعت پر شاہد ہیں۔ علاوہ بریں ہمارے علمائے عظام نے اپنی پچاس کتابوں میں رجعت پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے اور اس کو جزوِ ایمان قرار دیا ہے اور ثقتہ الاسلام کلینیؒ، شیخ صدوقؒ۔ شیخ ابو جعفرؒ طوسی، سید مرتضیٰؒ علم الہدیٰ اور علامہ حلیؒ وغیرھم نے فرمایا ہے کہ جس نے مسئلۂ رجعت میں شک کیا گویا اُس نے ائمہ طاہرینؑ کی امامت میں شک کیا۔

رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا رجعت گذشتہ انبیاء اور ان کی امتوں میں ہوتی رہی ہے۔ میری امت میں بھی رجعت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اللہ کی سنت تبدیل نہیں ہوتی۔

• رجعت کے روز لوگ بعد ظہور مہدیؑ قبروں سے اٹھائے جائیں گے مخالف کہتے ہیں شیعہ تناسخ (یعنی آواگون) کے قائل ہیں یہ مغالطہ ہے اور صریح کذب ہے۔ تناسخ میں جسم کا تبدیل ہونا ضروری ہے یہاں اسی جسم میں اٹھائے جائینگے۔ اگر تناسخ کو جائز مان لیا جائے تو بہشت و دوزخ کا وجود بیکار ہو جائے گا۔ لیکن جہاں ہمیں بعض واقعات میں انسانوں کے مسخ ہونے کا ذکر ملتا ہے وہ صرف صورتِ عذاب ہے تناسخ نہیں ہے۔

اعتراض بر انتقام

شیخ مفید علیہ الرحمۃ کتاب ارشاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے قائمِ آلِ محمدؐ اور دیگر ائمہؑ کے انتقام لینے کے سلسلے میں کہا کہ روزِ رجعت جیسا کہ تم کہتے ہو انتقام لیا جائے گا اگر اس روز ظالموں یعنی یزید، شمر اور عبدالرحمٰن بن ملجم نے توبہ کر لی تو پھر انتقام کس سے لیا جائے گا۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ان کی توبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ قرآن نے

فرعون اور نمرود کی طرح ان لوگوں کے متعلق بھی پہلے ہی حتمی فیصلہ فرمادیا ہے کہ یہ دوزخ کے زیریں طبقہ میں جگہ پائیں گے۔ لہٰذا ان کی توبہ اس وقت کے انجام کے خطرات کو دیکھ کر قابلِ قبول نہیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کی یہ روایت کہ جو متعہ اور رجعت پر اعتقاد نہیں رکھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ کیا صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا مسئلۂ رجعت مخصوص ہے آلِ محمدؐ سے۔ کیونکہ رجعت میں خداوندعالم صرف اُنہی لوگوں کے دشمنوں سے انتقام لینے کی غرض سے ان کو دنیا میں پھر بھیجے گا اور کچھ دوستوں کو بغرض انبساطِ قلب اور دشمنوں کو برائے عبرت سزا یہاں بھی دے گا۔ چنانچہ اس کا تذکرہ اکثر آیات میں بالوضاحت فرمایا ہے۔ ایک مقام پر فرماتا ہے کہ ظالم اور ستمگار کہیں گے جب ان کو روزِ قیامت زندہ کیا جائے گا۔ اے خدا ہمیں دو مرتبہ مارا جا رہا ہے ایک دنیا میں قبل رجعت اور پھر بعد رجعت اور پھر روزِ قیامت۔ اہلِ سنّت کا خیال ہے کہ دو مرتبہ مارنے کا جو تذکرہ قرآن میں آیا ہے اس سے مراد ایک اس دنیا کی موت اور دوسری موت وہ جو سوال منکر و نکیر کے لیے زندہ کر کے پھر مارا جائے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ سوال منکر و نکیر پر مجرم یہ نہ کہے گا کہ ہمیں ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دو تاکہ ہم نیک اعمال کریں بلکہ یہ روزِ قیامت کہا جائے گا۔ جیسا کہ مفہوم آیت سے واضح ہوتا ہے۔ (دیکھیے بحار الانوار جلد سیزدھم صفحہ ۳۷۳) رجعت علامہ کے نزدیک صرف امت محمدؐی کے مومنین اور منافقین کی ہوگی۔ دوسری امتوں کی دورِ قائمِ آلِ محمدؐ میں رجعت نہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے آپ کے شاگردِ رشید مفضل نے سوال کیا، یا ابن رسول اللہ کیا رجعت میں بعد ظہور قائمِ آلِ محمدؐ، رسولِ خداؐ

علیؑ مرتضٰی بھی ہوں گے۔ امامؑ نے فرمایا بیشک، صرف رسولِ خداؐ اور علیؑ مرتضٰی ہی نہیں بلکہ فاطمہؑ زہرا، حسنؑ مجتبٰی، حسینؑ شہیدِ کربلا اور تمام باقی ائمہؑ بھی ہوں گے اور فاطمہؑ زہرا اور باقی ائمہؑ رسولِ خداؐ سے ان مصائب کا جو بعدِ رسولؐ خدا ہوئے شکوہ کر رہے ہوں گے۔ فاطمہؑ زہرا رو رو کر فرما رہی ہوں گی کہ بابا مجھ پر وہ مصائب گذرے جو اگر دنوں پر پڑتے تو دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔ بابا آپ کا نواسہ محسن میرے شکم میں شہادت پا گیا، میں نے صبر کیا خیبر کشا اسلام کی بقا کے پیشِ نظر خاموش رہا۔ امیر المومنینؑ اپنے مصائب بیان فرمائیں گے امام حسینؑ کے مصائب سن کر رسولِ اکرمؐ روئیں گے نواسے کو تسلّی دیں گے۔ ہر امامؑ اپنے اپنے قید و بند و زہر خورانی کا قصہ سنائے گا۔ رسولِ اکرمؐ فرمائیں گے کہ اُس علیم و خبیر نے آج ہمیں اپنے وعدہ کے مطابق اسی لیے بھیجا ہے کہ ہم اپنے ان دشمنوں سے انتقام لیں۔ چنانچہ رسولِ خداؐ کو جو حکم خدا تھا کہ کافروں اور منافقوں سے جنگ کرو اور آپ نے اپنی زندگی میں منافقوں سے اس لیے جنگ نہ فرمائی تھی کہ اپنے اور غیر سب کہیں گے کہ رسولؐ اپنے ہی اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔ آج اُنہی منافقوں کو اِدھر اُدھر سے قبروں سے نکال کر سزا قرار واقعی دیں گے جس سے منافقت کے زمانہ کا مزہ سب کرکرا ہو جائے گا۔

فاطمہؑ زہرا کے مصائب کا انتقام امیر المومنینؑ یہ فرما کر لیں گے۔ بنتِ رسولؐ آج ید اللّٰہی طاقت کا کرشمہ دیکھو اس روز تو میں مصلحتاً سینہ پر پتھر رکھے ہوئے تھا آج دشمنوں کے سینہ پر پیر مع کفش رکھوں گا۔ امام حسنؑ، حسینؑ کے مصائب سُن کر اپنے مصائب بھول جائیں گے اور حسینؑ کے قاتلوں اور قاتلوں کے بادشاہ یزید پلید سے جس نے رسولؐ کے گھر کو برباد کیا وہ انتقام لیں گے کہ حسینؑ کی ماں اور عاشق بہن ہنس پڑیں گی۔ ہم نے وہ تفصیلی منظر جس کو امام جعفر صادق علیہ السّلام

نے بیان فرمایا ہے بہ نظرِ اختصار اور صرف اس لیے کہ وہ اہلِ دل سے اگر واقعی سینہ میں حساس دل رکھتے ہیں ہرگز نہ سنا جائے گا، تحریر نہیں کیا ہے۔ اگر آپ سُن سکیں تو کچھ سنیئے امام جعفر صادق علیہ السّلام (صادق آلِ محمدؐ) امام حسین علیہ السّلام کے مصائب بیان فرما رہے ہیں کہ رسولِ خدا نواسہ کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے رو رہے ہیں۔ حسینؑ خونی قبا میں ملبوس ہیں ان کے قریب جناب حمزہ اور جناب جعفرِ طیّار کھڑے ہیں۔ ایک طرف قائمِ آلِ محمدؐ اپنا وفا شعار لشکر اور چھیالیس ہزار (۴۶۰۰۰) فرشتوں اور چھیالیس ہزار جنوں کا لشکر لیے روزِ رجعت رسولِ خدا کے اشارے کے منتظر ہیں کہ۔ خدیجہ دخترِ خویلد، فاطمہؑ بنتِ اسد والدۂ گرامی امیر المومنینؑ نالہ کناں محسن کو لاتی ہیں۔ فاطمہؑ بنت رسولؐ اپنے شہید بچہ کو دیکھ کر چلاتی ہیں اور درگاہِ ربّ العزت میں فریاد کرتی ہیں اے بیکسوں کے مددگار مجھ پر بڑا ظلم ہوگیا آج تو اپنا وعدہ پورا کر۔ سُنا آپ نے لہٰذا وہ تفصیلی منظر جس میں ظالموں کے تفصیلی مظالم کا بیان ہے ہم سنانا نہیں چاہتے۔ رجعت کا مسئلہ صرف ہمارا مذہبی اور ایمانی مسئلہ ہے۔ دوسرے رجعت کے بالکل قائل نہیں ہیں اور ہوں بھی کس طرح کیونکہ رجعت میں تو محمدؐ اور آلِ محمدؐ اپنے دشمنوں اور ظالموں سے انتقام لیں گے اگر رجعت کو اور لوگ بھی مان لیں تو اس منظر کو دیکھیں گے کن آنکھوں سے!

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب معانی الاخبار میں تحریر فرمایا ہے، کہ ابن ثوا نے جبکہ امیر المومنینؑ ایک روز لیٹے ہوئے اپنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ کا ایک آخری فقرہ بار بار پڑھ رہے تھے کہ (اَلْعَجَبُ کُلَّ الْعَجَبِ۔ بَیْنَ جَمَادِی وَ رَجَب) بڑا تعجب ہے ان چیزوں پر جو جمادی اور رجب کے درمیان واقع ہوں گی۔ کہا یا امیر المومنینؑ وہ کیا چیز قابلِ تعجب ہے۔ آپ نے فرمایا وہ روزِ رجعت

ہے جس میں مردے زندہ کیے جائیں گے اور میں بھی موجود ہوں گا مصر میں ایک منبر بناؤں گا اور شہر دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور یہود و نصاریٰ کو شہر (ملک) عرب سے نکال دوں گا اور طائفۂ عرب کو بھیڑ بکریوں کی طرح سرزمینِ عرب سے ہانک دوں گا۔ ابن کوّا نے کہا یا امیر المومنینؑ کیا آپ بھی زندہ کیے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا تم سمجھے نہیں ہماری ہی اولاد سے قائمِ آلِ محمدؐ ظہور کرے گا اور یہ سب کچھ وہ کرے گا۔ روزِ رجعت ہمارا کام کچھ اور ہے۔

روایت سلمانؓ فارسی دربارۂ رجعت

چند معتبر دیگر کتب اور کتاب مقتضب

میں جناب سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ میں خدمتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر تھا۔ حضور نے فرمایا اے سلمان خدا نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ اس کے بارہ جانشین مقرر نہ کیے ہوں۔ میں نے کہا، یا رسولؐ اللہ کیا ان کا ماننا اور جاننا ضروری ہے؟ فرمایا واجب ہے۔ میں نے کہا کہ ان کے نام بھی معلوم ہونا ضروری ہے؟ فرمایا بیشک۔ اس کے بعد حضور نے از علیؑ بن ابیطالبؑ تا امام آخر الزمان نام سنائے۔ میں نے کہا یا رسولؐ اللہ میں ان کو دیکھ سکوں گا۔ آپ نے فرمایا ضرور۔ میں یہ سن کر بے اختیار شاد و مسرور ہوا اور میں نے کہا، یا رسولؐ اللہ کیا آپ کے زمانہ ہی میں ان کو دیکھ سکوں گا۔ فرمایا۔ ضرور۔ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ خداوند عالم ہم سب کو ایک روز ظالموں سے قصاص لینے کے لیے جمع فرمائے گا جس کو روزِ رجعت کہتے ہیں اس میں مومنین کو اور ظالمین کو زندہ کرے گا۔ مومنین کو اس لیے کہ وہ دیکھ کر خوشنود و شاد ہوں، کافروں کو اس لیے کہ ان سے قصاص لیا جائے۔ اُس وقت

اے سلمان تم ائمۂ طاہرین کو دیکھو گے۔ سلمان فارسی کا بیان ہے کہ میں یہ سن کر اس قدر خوش ہوا کہ طبیعت چاہی روح قالب سے نکل جائے اور روزِ رجعت آئے اور میں اپنے پیشواؤں کی زیارت سے مشرّف ہوں۔

مگر افسوس ہے کہ سوائے مذہبِ شیعہ کے اس مسئلۂ رجعت سے جس کا ذکر اکثر آیاتِ قرآنی میں اور تقریباً پچاس احادیث میں ہے مسلمانوں نے قطعاً انکار کر دیا۔ آیاتِ قرآنی کی تاویل یہ کی کہ اس زندہ ہونے سے مطلب روزِ قیامت ہے اور احادیث سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ راوی قابلِ وثوق نہیں۔ حالانکہ اکثر ائمہؑ علیہم السّلام سے روایت کی گئی ہے۔ وہ آئمہؑ جن کے متعلّق رسولِ کریمؐ کی متفقہ حدیث ہے کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتابِ خدا اور عترت، اگر ان کے حکم پر چلتے رہے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے یہانتک کہ حوضِ پر مجھ تک وارد ہو۔ افسوس ان آئمہؑ کو تو کہا جاتا ہے کہ قابلِ یقین نہیں اور اپنے غیر معصوم غلط گفتار راویوں کے گھڑے ہوئے قصّوں پر قرآن سے بھی زیادہ ایقان وایمان ہے۔ مثلاً۔ حاکم نیشاپوری اپنی تاریخ میں تحریر کرتا ہے کہ ایک شخص میرے پاس بیٹھا تھا ایک دوسرے شخص نے کہا اے حاکم اس سے ایک قصّہ سن۔ میں نے کہا کہ کیا عجیب قصّہ ہے۔ اس نے کہا۔ سنو! میں کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہوا میں جنازہ پر پہونچا اور نمازِ جنازہ پڑھی تاکہ یہ پہچان لوں کہ اس کی قبر کہاں ہے۔ جب رات ہوئی اور میں نے کفن چرانے کے لیے قبر کھودی اور ہاتھ بڑھایا تو از راہِ تعجب آواز آئی سبحان اللہ ایک جنّتی، ایک جنّتی عورت کا کفن چرا رہا ہے۔ اے شخص کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو نے میرے جنازہ پر نماز پڑھی ہے اور جس نے بھی میرے جنازہ پر نماز پڑھی ہے خدائے تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ پس میں ڈر گیا اور اپنے کام سے باز آیا۔ صاحب دانش اہل نظر غور تو کریں کہ ایک معمولی

عورت تو مرنے کے بعد زندہ ہو سکتی ہے اور ایک کفن چور کی روایت تو قابلِ یقین ہو سکتی ہے مگر جگر گوشۂ رسولؐ کی روایت جس کا سلسلہ رسولؐ خدا تک پہونچتا ہے قابلِ یقین نہیں۔

تف وبر تو اے چرخِ گردان تف

اکثر یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ کہا جاتا ہے۔ یہ رجعت کا قصّہ عقل میں نہیں آتا۔ جب رجعت کا قصّہ آپ کی عقل میں نہیں آتا تو قیامت کی کہانی تو بدرجہا اَولیٰ۔ آپ کی عقل میں نہ آتی ہوگی۔ لہٰذا اس سے بھی زبان سے انکار کردو۔ اور کہہ دو کہ قادر و قدیر تو ہم اس کو ضرور مانتے ہیں، وہ کُن سے عالم کو تو وجود میں لا سکتا ہے مگر مُردوں کو زندہ نہیں کر سکتا اور رسولؐ کے وارث مہدی کو زندہ نہیں رکھ سکتا۔

رجعت اس لیے بھی ضروری ہے کہ عادل خدا کو ان لوگوں کے اطمینان اور خوش کرنے کو جو عمر بھر رسولؐ اور اولادِ رسولؐ کی مصیبتوں پر روئے، ایک دن فرحت وانبساط کا بھی دینا چاہیے۔

عریضہ جات

جب مصائب کا ہجوم ہوا اور راہِ چارہ و تدبیر مسدود ہو جائے تو اس کا توسل اختیار کیا جائے جس کو بندوں تک اپنا پیغام پہونچانے کے لیے وسیلہ قرار دیا ہے اور وہ امامِؑ برحق جس کے عرفان کے بغیر ہم مسلمان بھی نہیں رہتے کیونکہ ہمارے رسولِؐ برحق نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے امامِؑ زمانہ کو نہ پہچانا اور مر گیا وہ کافر مرا۔ جس کا نام نامی اور اسمِ گرامی مہدی آخر الزمان امامِ انس و جان ہے۔

اپنے عریضہ میں یہ عبارت اور اپنا مطلب بحضورِ قلب لکھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتبت الیک یامولای صلوات اللہ علیک مستغیثاً
بک وشکرت ما نزل بی مستجیراً باللہ عزوجل ثم
بک من امرٍ قد ھمنی و اشغل قلبی واطال فکری
وسلبنی بعض لبّی وغیر خطیر نعمۃ اللہ عندی و
اسلمنی عند تخیّل وردہٖ الخلیل وتبرّأ منی عند ترائیٔ
اقبالہ الیّ الحمیم وعجزت عن دفاعہ حیلتی وخاننی
فی تحمّلہ صبری وقوتی فلجئت فیہ الیک وتوکلت و
توسّلت فی المسئلۃ اللہ جل ثناءُہ علیہ وعلیک فی
دفاعہ عنی علماً بمکانک من اللہ ربّ العالمین
ولی التدبیر وملک الامور واثقاً بک فی المسارعۃ
فی الشفاعۃ الیہ جل ثناؤُہ فی امری متیقنا لاجابتہ
تبارک وتعالیٰ ایاک باعطاءِ سولی وانت یامولای صلوات
اللہ علیک جدید بتحقیق ظنی وتصدیق املی فیک
فی اَمرِ

اپنی حاجت یہاں لکھے۔

فیما لا طاقۃ لی بحملہ ولا صبر لی علیہ وان
کنت مستحقا لہ ولاضعافہ بقبیح افعالی وتفریطی
فی الواجبات التی للہ عزوجل فاغثنی یامولای صلوات
اللہ وسلامۃ علیک عند اللھف وقدّم المسئلۃ

للہ عزوجل فی امری قبل حلول التلف وشماتۃ الاعداءِ
فیک بسطت النعمۃُ علیّ واسئل اللہ جل جلالہ لی
نصراً عزیزاً وفتحاً قریباً فیہ بلوغ الامال وخیرُ
المبادی وخواتیم الاعمال والامْنُ من المخاوف
کلھا فی کلّ حالٍ انہ جل ثناؤُہ لما یشاء فعال لما
یرید وھو حسبی ونعم الوکیل فی المبدأ والمآل
ماشآءَ اللہ لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم

اس عریضہ کو بند کرکے آٹے یا پاک مٹی کے درمیان رکھ دے اور نیمۂ شعبان میں
مخصوصاً بارگاہِ الٰہی میں دو رکعت نماز ادا کرکے گہرے کنوئیں یا دریا میں ڈال
دے۔ ڈالتے وقت بتوجّہ تمام نائب و وکیل صاحب الزمان کو پکارے۔ کہ
یاحسین ابن رَوح اور دعاءِ ذیل پڑھے۔

سَلامٌ عَلَیْکَ اَشْھَدُ اَنَّ وَفَاتَکَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَ
اِنَّکَ حَیٌّ عِنْدَ اللّٰہِ مَرْزُوْقٌ وَقَدْ خَاطَبْتُکَ فِی حَیٰوتِکَ
الَّتِی لَکَ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَھٰذِہٖ رُقْعَتِی وَحَاجَتِی
اِلٰی مَوْلٰینَا صَاحِبِ الْاَمْرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَلِّمْھَا اِلَیْہِ
فَاَنْتَ الثِّقَۃُ الْاَمِیْنُ ۝

مختصر ترین زیارت بعد ہر نماز پنجگانہ درج ذیل ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا خَلِیْفَۃَ الرَّحْمٰنِ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْاِنْسِ وَالْجَانِ ۝
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُظْھِرَ الْاِیْمَانِ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَرِیْکَ
الْقُرْاٰنِ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ زَمَانِنَا ھٰذَا عَجَّلَ اللّٰہُ فَرَجَکَ

وَسَهَّلَ اللّٰهُ مَخْرَجَكَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهُ ۵

سلام بخدمتِ امام عالیمقام

اَلسّلام اے مظہر مفہومِ غیبت اَلسّلام   اَلسّلام اے شاہدِ ایوان خلوت اَلسّلام
اَلسّلام اے خاتمِ ختمُ الامامت اَلسّلام   اَلسّلام اے حافظِ عہدِ رسالت اَلسّلام
اَلسّلام اے واقفِ اَسرارِ قدرت اَلسّلام   اَلسّلام اے تابعِ امرِ مشیّت اَلسّلام
اَلسّلام اے قائمِ آلِ رسالت اَلسّلام   اَلسّلام اے حاصلِ قرآن و عترت اَلسّلام
اَلسّلام اے کوکبِ صبحِ سعادت اَلسّلام   اَلسّلام اے ناشرِ امرِ شریعت اَلسّلام
اَلسّلام اے ضامنِ دینِ رسالت اَلسّلام   اَلسّلام اے حافظِ ختمِ نبوت اَلسّلام
اَلسّلام اے گوہرِ دریائے عصمت اَلسّلام   اَلسّلام اے وارثِ قرآن و حکمت اَلسّلام
اَلسّلام اے نو بہارِ حسنِ فطرت اَلسّلام   اَلسّلام اے تاجدارِ ملکِ عظمت اَلسّلام
اَلسّلام اے قاطعِ طغیانِ ظلمت اَلسّلام   اَلسّلام اے نیّرِ برجِ عدالت اَلسّلام
اَلسّلام اے مہدیؑ اوجِ ہدایت اَلسّلام   اَلسّلام اے ہادیٔ قربِ قیامت اَلسّلام

حشر برپا ہو گیا بہرِ ہدایت آئیے
آئیے اے ہادیٔ قربِ قیامت آئیے

***

منتظرِ ظہور
اختر رنجور

عباسؑ بک ایجنسی کی اردو مطبوعات

قرآن مجید مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب
(قسم اوّل جلی حروف رنگین) ۱۷۰/=

صحیفۂ کاملہ (جلی حروف)
مترجمہ مولانا محمد ہارون صاحب زنگی پوری ۷۵/=

وظائف الابرار (جلی حروف) مولانا فرمان علی صاحب ۵۵/=

استعاذہ دست غیب شیرازی ۴۰/=

توبہ " " " ۱۸/=

تربیت اولاد مولانا جان علی شاہ کاظمی ۲۵/=

اولین موذن اسلام حضرت بلال سعید عین آبادی ۵/=

جناب فضہ راحت حسین ناصری ۷/=

مجالس عظیم مولانا سید کلب عابد صاحب ۲۵/=

سیرت امیرالمومنین (جلد اول) صفحات ۷۲۰ ۱۲۰/=

سیرت امیرالمومنین (جلد دوم) صفحات ۳۶۸ ۷۵/=

حضرت عائشہ کی تاریخی حیثیت فروغ کاظمی ۴۵/=

الخلفار (حصہ اول و دوم) " " ۱۰۰/=

تحفۃ الابرار ترجمہ جامع الاخبار شیخ صدوق علیہ الرحمہ ۵۰/=

تفسیر کربلا فروغ کاظمی ۷۰/=

عرفان امامت (حالات امام زمانہ) ظفر عباس کشمیری ۷۰/=

آل محمدؐ کا دیوانہ بہلول دانا سیدہ عابدہ نرجس ۲۰/=

درگاہ حضرت عباسؑ تاریخ کی روشنی میں
مرتبہ حسن لکھنوی ۲۵/=

البیان (تفسیر سورۂ حمد) سید ابوالقاسم الخوئی ۳۰/=

حیات القلوب (تین جلدیں) علامہ مجلسی علیہ الرحمہ
مکمل سیٹ ۵۰۰/=

ادم اور علیؑ سید محمود گیلانی (سابق اہل حدیث) ۸/=

ایلیا " " " " ۱۲/=

اہل ذکر ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی ۴۰/=

انتقام خونیں یا خروج مختار سید محمد علی افجای ۱۰/=

انسان معاصر اور قرآن علامہ طالب جوہری ۶۰/=

حقیقت دین (مجموعہ مجالس کراچی) مولانا کلب صادق، مجلد ۸۰/=

خاندان رسالت (مجموعہ مجالس بمبئی) مولانا مرزا محمد اطہر ۸۰/=

اسلام کا نظام خانوادگی مولانا سعید اختر صاحب ۳۰/=

قرآن مجید مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب
(قسم دوم جلی حروف سادہ) ۱۳۰/=

صرف ایک راستہ عبدالکریم مشتاق (پاکستان) ۷۰/=

حقائق القرآن امتیاز حیدر پرتاب گڑھی ۴۰/=

وظائف القرآن (آرٹ پیپر رنگین) ۳۵/=

علوم القرآن مولانا سید محمد ہارون صاحب ۳۰/=

قرآن اور سائنس مولانا سید کلب صادق صاحب ۴۰/=

قرآن اور جدید سائنس مورس بوکائی ۳۰/=

امامیہ نماز با تصویر ۲۵/=

اسلام اور جنسیات ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی ۳۰/=

کائناتِ روش مراثی باقر علی خاں روش لکھنوی ۲۰/=

اسلام اور عزاداری (مجموعہ مجالس کراچی)
طاہر جرولی صاحب ۲۵/=

منازل آخرہ (مرنے کے بعد کیا ہوگا؟)
شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ ۳۰/=

اٹھو! خونِ حسینؑ کا انتقام لو سیدہ عابدہ نرجس ۳۵/=

مولا علیؑ کوثر نیازی (پاکستان) وسید کلب صادق صاحب ۴۰/=

خطبات حضرت زینبؑ علامہ ابن حسن نجفی ۲۰/=

گناہانِ کبیرہ (مکمل سیٹ دو جلدوں میں) دستغیب شیرازی ۳۰۰/=

قلبِ سلیم (اول، دوم وسوم مکمل سیٹ ایک جلد) " " ۱۲۵/=

خطبات نماز جمعہ مولانا سید کلب صادق، مرتبہ سید علی عباس ۷۰/=

حیات بعد از موت الحاج امتیاز حیدر پرتاب گڑھی ۳۵/=

مجالس اجتہادی علامہ نصیر اجتہادی (پاکستان) ۴۵/=

معجزہ اور قرآن (مجموعہ مجالس) ضمیر اختر نقوی (پاکستان) ۱۰۰/=

بحار الانوار (جلد ۱۰) حالات امام حسینؑ و واقعات کربلا علامہ مجلسیؒ زیر طبع

تفسیر اسلام (ابتدائے آفرینش سے ظہور امام تک کے
مصدقہ و مکمل حالات) فروغ کاظمی ۲۵۰/=

فتنۂ وہابیت (وہابیت کی مفصل و مکمل تاریخ) " " ۷۰/=

الامام (بجواب المرتضیٰ) مولانا ادیب الہندی صاحب ۵۰/=

روحوں کا سفر آقائے سید حسن نجفی، قوچانی ۲۰/=

تعقیبات نماز (بڑی سائز) مع دعائے عہد وغیرہ ۲۵/=

زادِ آخرت (منتخب تعقیبات ۱۰/=